باسمہ سبحانہ تعالیٰ

بتائید حضرت ملک العلام

نسخہ

مجموعہ ہائے سلام

تصنیف لطیف جناب میر انیس صاحب و میر انس صاحب

و میر مونس صاحب و میر رئیس صاحب و میر وحید صاحب

و میر سلیس صاحب مرحومان و جناب میر نفیس صاحب سلمہ الرحمان

مطبوعہ مطبع اثنا عشری لکھنؤ

حلیۂ طبع پوشید

بعون صانع مکین و مکان بفضل خلاق زمین و آسمان

الحمد للہ درین ایام میمنت انجام بفضل ملک العلام

موسوم بہ

مجموعہ سلام

تصنیف نفیس خاندان جناب ... ۱۸۹۵ء

در مطبع اثنا عشری سید عباس علی بلدہ ۲ طبع شد

سلام مونس

لحد مین داغ غم بو تراب لیکی چلے
جو بے زوال ہی وہ آفتاب لیکی چلے

مطلع

سوی عدم دل پر اضطراب لیکی چلے
ہمین سی جانبِ ہم ایک عذاب لیکی چلے

لیسی ہوئی ہی جو دو لو طرف گناہونسی
ہم اپنے ساتھہ وہ فردِ حساب لیکی چلے

برای گریہ ملایک ہماری ساتھہ ہوئی
جدہر حسین کی غمکی کتاب لیکی چلے

رکہی فرشتون نی شیشونمین اشکِ اہل عزا
برای بلبلِ سدرہ گلاب لیکی چلے

خطا کا یہہ زر کا سد لیا جو ساتھہ تو کیا
غنی وہ ہی کہ جو نقدِ ثواب لیکی چلے

لحد مین خوف نکرین سی رکی نہ زبان
وہ ہر سوال کا اپنی جواب لیکی چلے

بغیر رونی رو لاتیکی اور ذکر نہ تہا
بنا مین جبکہ فرشتے حساب لیکی چلے

سیاہ ہی شبِ تار لحد معاذ اللہ
وہ راہ ہی کہ چراغ آفتاب لیکی چلے

سفر مین ملک عدم کی کوئی شریک نہین
کسی مسافر یا ور رکاب لیکی چلے

پکارتی ہی لحد مین ہون خانہ بی فرش
جو اپنی گہر سی چلے فرشِ خواب لیکی چلے

نصیب عمل علیؑ وہ ہی اوٹرسکی جو نہ کیک
تو اوسکو اپنی پرو نیرِ عقاب لیکی چلے

جو بیٹہی مجلس شہ مین تو آبرو پائی
ق
اوٹہی تو بزم سی دُرِّ خوش آب لیکی چلے

کرین حسین جو آب و طعام کی خواہش
ملک بہشت سی کوثر کا آب لیکی چلے

اوٹہالی سر پہ اگر یا تباب کھانا شیر
تو نان گرم کو خود آفتاب لیکی چلے

ہر ایک سی کہتی تہی صغرا دعا کرو لوگو
کہ نامہ بر میرے خط کا جواب لیکی چلے

ہوا جو راکب دوش نبی فرس پہ سوار
تو جبرئیل ادب سی رکاب لیکی چلے

خدیو دین نے علم بہائی کو یہ دیکے کہا — اس آفتاب کو یہ ماہتاب لیکے چلے

کنار نہر بہشتی جو تشنہ لب آیا — تو اپنے ہاتھ پہ ساغر حباب لیکے چلے

عنان ہین علی تھا غش آتا ہی بن پیسر کو — کدہر نسیم ہی آئی گلاب لیکے چلے

عجیب شان تھی میدان مین جب چلے اکبر — رضائی جنگ پدر سی خطاب لیکے چلے

لگائی تیغ کمر سی بن تیغ بلال — سپر کو دوش پہ مثل سحاب لیکے چلے

غلاف سرخ سی تلوار کے یہ ظاہر تہا — بغل مین لیلی گلگون نقاب لیکے چلے

پکاری ماں علی اکبر کی دفن ہوتی وقت — لحد مین ماں یہ حسن و شباب لیکے چلے

وہ خیمہ شہ دین پہونکتی تہی لعین ہیہات — کہو رڈ دوش پہ جسکی طناب لیکے چلے

لکہا ہی روز سوم اہل شام نے قتل سے — سر حبیب رسالت مآب لیکے چلے

عماریوں مین کیا اپنی عورتوں کو سوار — علیکی بیٹیونکو بی نقاب لیکے چلے

یہ مشت خاک ٹہکانی لگی کہیں ہونس — جو بخت سوی در بوتراب لیکے چلے

سلام میر انیس

کچھہ اور حرف سخن نہین اہل سخن کے پاس — مجرائی کیا زبانکی سوا ہی دہن کی پاس

مجرائی گہر ملی گا امام زمن کے پاس — ہوتا ہی آشیانہ بلبل چمن کی پاس

کسکو فشار قبر کی دہشت ہی قبر مین — آنسو ہماری ساتہہ ہین صدرتی کفن کے پاس

ہی تہی دیکہہ کر لب دندان کو شہ کی کو — ثمرن در عدن کی ہی لعل یمن کے پاس

سمجھی یہ سب کہ عون محمد ہوی شہید — روتی ہوئی حسین جو آئی بہن کی پاس

چلائی بانو دیکہکی اکبر کو قبر مین — مجکو بہی گاڑ دی کوئی اس گلبدن کے پاس

قاسم جو مر گئی تو کہا شہ نی رو کی یہ — پہونچی حسن کی آج امانت حسن کی پاس

سوفار جس کا تر نہ ہو خونِ حسینؑ سے
ایسا نہ تیر تھا کسی ناوک فگن کے پاس

صدمے سے کانپنے لگی عابد کے ہاتھ پاؤن
جسوقت تیر پاین نظر آئین رسن کے پاس

شہ پڑھ چکے جو عقد تو آئی سلام کو
دولہ کے پاس موت رنڈاپا دولھن کے پاس

دریا مین حرملہ نے لگایا بنو پہ تیر
جلو بھی لائی تھی شہ دین حسن کے پاس

سینہ پہ بعد مرگ رہین زایرونکی پاؤن
یارب لحد انیس کی ہو کفش کن کی پاس

سلام میر انیس

زرد چہرہ ہے نحیف و زار ہون
ماتم سجاد مین بیمار ہون

مثل بوی گل سفر ہو گا میرا
وہ نہین ہین جو کسی پر بار ہون

بلبلین دم بھر جدا ہوتی نہین
کس گل تر کی گلی کا ہار ہون

عالم پیری مین آئی کون پاس
ای عصا گرتی ہوئی دیوار ہون

ہر کس و ناکس سے جھکنے کا نہین
ہم ہو نہین تیغ جوہر دار ہون

ای زمین مجکو حقارت سے نہ دیکھ
آسمان کا طرۂ دستار ہون

قطعہ

شہ کو عرضی مین یہ صغرا نے لکھا
رحم کیجئے طالب دیدار ہون

شام سے گنتی ہون تارے تا سحر
صورتِ مہتاب شب بیدار ہون

شربتِ دیدار ہے میری دوا
ای مسیحای زمان بیمار ہون

قطعہ

کہتی تھی عباس ای فوج یزید
مین غلام سید ابرار ہون

میرا آقا ہے حسینؑ ابن علیؑ
ابن زہرا کا علمدار ہون

زور جعفر کا میرے بازو میں ہے — جنگ کرنے کے لیئے تیار ہوں
کون ہے کونین میں مجھسا جری — صف شکن ہوں صفدر و جرار ہوں
کاٹ ڈالوں گا سر اعدای دین — ذوالفقار حیدر کرار ہوں
کہتی تھی بانو اُٹھین کیونکر قدم — ای ستمگارو ضعیف و زار ہوں
وبندھم کھینچو نہ میرے ہاتھ کو — پاؤں بڑھ سکتے نہیں ناچار ہوں
میں پیادہ تم ہو گھوڑوں پر سوار — کسطرح دوڑوں بہت بیمار ہوں

قطعہ

کہتی تھی اعدا سے حضرت وقت جنگ — ورثہ دار حیدر کرار ہوں
میں چڑھا ہوں مصطفی کی دوش پر — میں شباب خلد کا سردار ہوں
غرض ہستی ابھی ہو جلکی خاک — برق قہر حضرت قہار ہوں
بنت احمد کا پیا ہے میں نے شیر — شیر ہوں جرار ہوں کرار ہوں
پہلی حملے میں اُلٹ دوں فوجکو — ایکدم میں ان صفوں کے پار ہوں
بیچ میں ہے اُمت جد کا قدم — کیا کروں مجبور ہوں ناچار ہوں

قطعہ

بولا حر لالچ دیا جب شمر نے — میں نثار سید ابرار ہوں
پھر فنا ہونیکی حسرت ہو سکے — شاہ پہ صدقے اگر سو بار ہوں
مجھکو بہکاتا ہے او شیطان خلق — تو ہے غافل اور میں ہوشیار ہوں
چھوڑ کر کعبہ کو آؤں سوی دیر — نور ہو کر پھر شقی کیا نار ہوں
کہتی تھی تیغ علی یا شاہ دین — حکم کر دیجے تو آتش بار ہوں

سبکو کردیتی ہون فرش کہ آن مین — عرش سی اوتری ہوئی تلوار ہون
مینی کاٹی ہین یہ روح اپنا مین — مین علیکی تیغ جو ہر بار ہون
چار آئینہ ہو بر بین یا رزرہ — چار کر دون اوسکو جس سی چار ہون
کیا کرون ای خاص آل عبا — آپکے اس رحم سے ناچار ہون
کہتی تہی زینب وہ ہائی یا علی — سر برہنہ مین سر بازار ہون
شوکہ کر کانٹا ہوا ہون یہ انیس — آنکہہ مین دشمن کے ابتک خار ہون

سلام انیس

ضبط گریہ ماتم سرور مین ہو سکتا نہین — سر جہکا کر بیٹہہ مجلس مین جو رو سکتا نہین
رات اندہیری پرشش اعمال لیندائی فشار — قبر مین بہی چین سے انسان سو سکتا نہین
کار ذاتی ہین ہین عاجز پاک سازان جہان — گرد اپنی موہنہ کی پانی آپ ہو سکتا نہین
کہتی تہی حضرت وہ مشرق ہین کہ مغرب مین ہے — دوستونکی ہم نہ کام آئین یہہ ہو سکتا نہین
شاہ کہتی تہی یہہ دنیا ہی ہے عبرت کی جگہہ — مر گیا بیٹا جوان اوربا پ رو سکتا نہین
نظم ہی یہہ یا در شہوار کی لڑیان انیس — جوہری بہی اسطرح موتی پرو سکتا نہین

سلام انیس

مجرائی بزم شاہ مین آہ و بکا رہے — گلشن مین بلبلونکی فغانکی صدا رہے
انسان کو چاہئی کہ خیال قضا رہے — ہم کیا رہین گے جب نہ رسول خدا رہے
مرنی کو ہم بہی آتی ہین وہان ای مجاورو — نزدیک کفش کن کی ہماری بہی جا رہے
چہتا ہی اور نہ لب کوئی مضمون گریہ خیز — ہو مدتون ثنا و ربجبر البکا رہے
اوسکو کسی مرض سی نہ پہنچی جہان مین رنج — بازو یہ جسکی صرہ خاک شفا رہے

کیا قہر ہے امام کو پہنائین بیڑیان
حبل المتین جو ہو وہ رسن مین بندہا رہے

کشتی کو اوسکی موج حوادث سے خوف کیا
بحر جہان مین جس کا علی ناخدا رہے

کرتی ہین مدح گوئی دندان شاہ ہم
گنجہ دن صدف مین اور دُر بہی بہار ہے

جنکی جناب حر سے بہی بہت راہ راست ہی
ہر پہیر کی پہر نجات کی رستی پہ آرہی

انکا بہی محل ہی بہت عاریت سرا
ہم آج رہ گئی اودہہ گئی گل اور آرہی

یارب ہو ہیچ بین لحد اکر حسین
ہو اسطرف نجف تو اودہر کربلا رہے

چپکی وہ بیشتی جبین مین کیون حرج
خدمت گذار جسکی سدا اسپار ہی

زینب کو آرہی تہی صدا شبکی بعد قتل
اب تا بحشر تمسی بہن ہم جدا رہے

بحر جہان مین قطرون نے بہی سر اوٹہا لیا
دیکہین کہ ان حبابونکی کب تک ہوا رہے

اللہ کیا نمک ہی کلام انیس مین
دشمن بہی گر پڑہے تو زبان پر مزا رہے

سلام میر انیس

میرا راز دل آشکارا نہین
وہ دریا ہون جسکا کنارہ نہین

وہ گل ہون جدا سب سے ہی جسکا رنگ
وہ بو ہون کہ جو آشکارا نہین

وہ پانی ہون شیرین نہین جسمین شور
وہ آتش ہون جسمین شرارا نہین

بہت نوال دنیائی دین بازیان
مین وہ نوجوان ہون کہ ہارا نہین

قطعہ

فقیرون کی مجلس ہے سب سے جدا
امیرونکا یہان تک گذارا نہین

سکندر کی خاطر بہی ہی سدّ باب
جو دارا بہی ہو تو مدارا نہین

گئی پہنی نعلین وہان مصطفا
فرشتہ کا جسجا گذارا نہین

جہنم سے ہم بتیرا رون کو کیا
جو آتش پہ ٹھہرے وہ پارا نہین

پھری دوست جب ہو گئی قبر بند
کہلا اب کہ کوئی ہمارا نہین

گرے ڈگمگا کر زمین پر حسین
فرس سے کسینے اوتارا نہین

تیری صبر کی مین فدا یا حسین
چھری کی تلی دم بھی مارا نہین

کسینی تیری طرح سی ای انیس
عروس سخن کو سنوارا نہین

سلام نفیس

پس از وفات بھی وحشت نی مجکو گھیرا ہے
وہان چلا ہون جہان قبر مین اندھیرا ہے

شب شباب گئی آئی صبح پیری کی
تامل سوچ لے غافل یہی سویرا ہے

خدا کی راہ مین دی ورنہ مال غیر ہے
پہلے سے بھیج دیا جو وہ مال تیرا ہے

مثال آئینہ ہے حال قبر ای غافل
ادہر تو روشنی ہے اوس طرف اندھیرا ہے

نہین ہے خوف مجھے کچھ فشار کا ای قبر
کفن لباس ہوا خاک شفا سی میرا ہے

نہین ہے گرچہ موافق تو ہے یہ دنیا
فقیر نے تیری جانب سے منہ کو پھیرا ہے

ہزار گل تر و تازہ سخن سے ہین پیدا
نہین ہے خوف خزان کا وہ باغ میرا ہے

عجیب خوف زدہ یہ عدم کی نگری ہے
جہان کسی کا نہ خیمہ ہے اور نہ ڈیرا ہے

صدا یہ آتی ہے مرقد سے ہر گھڑی ہر دم
چراغ لائیو ہمراہ یہان اندھیرا ہے

نہ باد ہر مین بیکار ہے عمارت کا
ہے نام جسکا لحد وہ مقام تیرا ہے

ملی گا جو کہ مقدر مین ہو گیا تحریر
ہر ایک بشر کو ہوا و ہوس نے گھیرا ہے

نشست گرچہ پہ شاہون کی تخت زرین ہے
ہزار شکر کہ منبر مقام میرا ہے

بروز حشر زبان سے یہ کہنا ای آقا
نفیس بندہ ہے تیرا غلام میرا ہے

بنانا دہر مین بیکار ہے عمارت کا
ہی نام جسکا سراوہ مقام تیرا ہے

ملی گا جو کہ مقدر مین ہو گیا تحریر
ہر ایک کبر کہ ہوا و ہوس نے گھیرا ہے

نشست گرچہ ہی شاہونکی تخت زرین
ہزار شکر کہ منبر مقام میرا ہے

بروز حشر زبان سے یہہ کہنا اے آقا
نفیس بندہ ہے تیرا غلام میرا ہے

سلام میر انیس

ہے تخت پر جلوس جناب امیر کا
ڈنکا ہی اب جہان مین نبی کی وزیر کا

کیفیتین اوٹھائی نہ کیون دل فقیر کا
نشہ چڑہا ہوا ہی شراب غدیر کا

واقف خمار غم سے نہین دل فقیر کا
پیمانہ کش ہون بادہ خم غدیر کا

شہرہ ہی شش جہت مین حدیث غدیر کا
بیعت کو ہاتھ اوٹھا تہا صغیر و کبیر کا

چہد جای دل چمن مین نہ کیون ہم صفیر کا
میری ہر اک صفیر مین عالم ہی تیر کا

ہو جای پست اوج نہ کیون ہم صفیر کا
طوبی کی سر پہ شور ہی میری صفیر کا

غل سنکی عندلیب علم کے صریر کا
رنگ اوڑ گیا ہی صاف مری ہم صفیر کا

دولت سی فقر کی ہی غنی دل فقیر کا
محتاج بادشاہ کا ہون نہ وزیر کا

جاری ہی کیا ہی فیض جناب امیر کا
دامن دُرون سے بہرتی ہین ابر مطیر کا

دیکھا ہی مونہہ جو تیغ جناب امیر کا
بجلی بنا ہی آئینہ مہر منیر کا

جلوہ ہی اوسطرف بھی جناب امیر کا
مونہہ ہی جدہر پہرا ہوا مہر منیر کا

بعد از نبی ہے تخت جناب امیر کا
سلطان کی مملکت مین عمل ہے وزیر کا

اللہ ری فقر حیدر گردون سریر کا
رہتا تہا خواب گاہ مین بستر حقیر کا

دیکھو کرم رسول خدا کی وزیر کا
قاتل کو بھی نبی نے دیا جام شیر کا

ہی جای گریہ حال جناب امیر کا — کرتی تہی شکر یہانتک کے اژدر شبیر کا

اثنا عشر کی گہر کا گدا ہون تبہی یہ ہی — بارہ دری مین رہتا ہی ستبر فقیر کا

یہان اون دنو لتی ہی شبہہ فصاحت نازیون — چکہا تہا جب مزا ہی نہ مادر کی شیر کا

پل ہین پل صراط سی گذرینگی مومنین — جسوقت لینگی نام جناب امیر کا

ای باغبان ہین بلبل گلزار قدس ہم ہون — سدرہ یہ آشیان ہی مری ہمصفیر کا

قطعہ

اصحاب سی یہ صاحب معراج کی تہی — کیا مرتبہ ہی بادشہ قلعہ گیر کا

پائی کسی نبی نی رسائی نہ اسقدر — دیکہا خدا سی قرب جو اپنی وزیر کا

پہونچا جہان جہان ہین نظر کی جدہر جدہر — تہا ہر جگہہ ظہور جناب امیر کا

دو انگلیون سی کلہ اژدر کیا ہی دو — حیدر نہ کیون لقب ہو میری دستگیر کا

کعبہ مین دوش پاک نبی پر رکہی قدم — ای چرخ دیکہہ اوج میری دستگیر کا

مختار عرش و فرش تہی ہر چند بو تراب — لیکن پسند طبع تہا بستر حصیر کا

قطعہ

اس زور سی لگای تہی قاتل نی ضرب تیغ — شق ہو گیا تہا فرق جناب امیر کا

تہرا رہی تہی مسجد کوفہ کی بام و در — پر خون تہا رخ رسول کی مہر منیر کا

سر پیٹتی تہی گرد نمازی کہڑے ہوئے — زخمی پڑا تہا شیر خدای قدیر کا

آئی نہ صیام کی اکیسون جو رات — بیجان ہوا امام صغیر و کبیر کا

زہرا کی دونو بیٹیان سر پیٹتی لگین — سونہ ڈہانپ کی ہوا اسی شہ بی نظیر کا

فرزند غسل دیچکی جسدم تو جبرئیل — لائی کفن خدا کنی شہ قلعہ گیر کا

پوچھا حسین نے یہ حسن سے کہ بھائی جان
کیون رخ ہی سبز خسرو گردون سریر کا

سونہہ پیٹ کر وہ بولی کہ اسکی یہ وجہ ہے
تھا زہر مین بجھا ہوا تیغہ شریر کا

آہ و بکا سی حشر تھا کوفہ کی راہ مین
تابوت تھا علی جو نبی کے وزیر کا

قیدی دو ہائی دیتی تھی روتی تھی سب فقیر
لیلی کے نام پاک جناب امیرؑ کا

رانڈین پکارتی تھین کہ ہی ہی غضب ہوا
وارث اوٹھا جہان سے یتیم و اسیر کا

پوچھین گی جب انیس نکیرین قبر مین
کہہ دونگا ہون غلام نبی کی وزیر کا

سلام میر انیس

غم شہ کا جسنی بیان کر دیا
ان آنکھون نے دریا روان کر دیا

گھٹا زور مشق سخن بڑھ گئے
ضعیفی نے ہمکو جوان کر دیا

سبک ہو چلی تھی ترازوی شعر
مگر ہمنے پلہ گران کر دیا

میری قدر کر ای زمین سخن
تجھی بات مین آسمان کر دیا

نہ کی آہ کچھ عمر رفتہ کی قدر
عجب جنس کو رائگان کر دیا

نہ دیکھی گئی شہ سی اصغر کی لاش
زمین مین پسر کو نہان کر دیا

لکھی شہ کی خال معنبر کی مدح
قلم نی ہمین نکتہ دان کر دیا

فلک سی ہوا کس دن اجرای کار
مگر ہان جنازہ روان کر دیا

زہی شفقت اشرف کائنات
عجب رتبہ مہمان کر دیا

کوئی جانتا بھی نہ تھا جز کلام
اوسی دم مین جان جہان کر دیا

کہان ایک ذرہ کہان آفتاب
خدا نی کسے مہربان کر دیا

گھٹا فکر مین جسم مثل قلم
سراپا کو صرف زبان کر دیا

پھڑکتا ہی کیون آشنا ای مرغ روح / مقدر نے ویران مکان کر دیا

نشیمن بہی دیگا وہ فردوس مین / تجہی جسنے بی آشیان کر دیا

ہوئی دفن اکبر تو چلائے مان / کسی یہہ زمین مین نہان کر دیا

چہپالی لگی ہمسے موہنہ قبر مین / انہین جب خدا نے جوان کر دیا

جو پوچہی علمدار نے جائے قبر / ترائی مین شہ نے نشان کر دیا

نواسنجیون نے تیری اے انیس / ہر ایک زاغ کو خوش بیان کر دیا

سلام مونس

سلامی جسکو سمجہتی ہین ہم کہ راہ یہہ ہے / نشان نقش رسول فلک پناہ یہہ ہے

عروج دیکہکی حیدر کا لوگ کہتی ہتی / وزیر اعظم پیمبر آلہ یہہ ہے

ہوئی یہہ دو نو بشر ایک نور سی پیدا / وہ مرتبی مین جو خورشید ہین تو ماہ یہہ ہے

وہ زیب عرش برین ہی یہہ زیب دوش نبی / فلک پناہ یہہ ہی اور جہان پناہ یہہ ہے

ادب سی بزم عزای حسین مین بیٹہو / کہ جلوہ گاہ شہ عرش بارگاہ یہہ ہے

ہوا کلیم کا ایکدن جو کربلا مین گذر / صدا یہہ آئی کہ آنکہو نسی چل کہ راہ یہہ ہے

ادب کی جاہی اوتاری ہی پانو نسی نعلین / زمین مدفن سردار دین پناہ یہہ ہے

یہی گا اسیہ ہو مصطفا کی پیار یکا / مقام حسرت و اندوہ و اشک و آہ یہہ ہے

خبر نہین تجہی کیا اس زمین کی ای موسا / حسین سبط پیمبر کے قتل گاہ یہہ ہے

چلا نکلکے ادہر سے جو حر تو سب نے کہا / بہٹکتا پہرتا تہا کل آج رو براہ یہہ ہے

عجب نہین جو رہ خلد اسکو مل جائے / کہ خاندان محمد کا خیر خواہ یہہ ہے

اوٹہا کی مشک کو کاندہی یہہ کہتی ہی عباس / بہشتی تشنگی کوثر کی ہمکو چاہ یہہ ہے

کہا یزید نے آیا جو سامنے سر شاہ
تباہ غرق بخون کس کا رشک ماہ یہہ ہے

پکارا شمر تری فوج فتح کر آئی
بغور دیکھہ سر شاہ کم سپاہ یہہ ہے

ہٹائی کانٹوں نکو مقتل سے کہتی تہی زہرا
صفا رہی کہ یہیں گلگی خوابگاہ یہہ ہے

لگائی ناریوں نے گہر مین آگ زہرا کی
نہ سمجھی آہ کہ دولت سرای شاہ یہہ ہے

طمانچے ماری سکینہ کو ایک ڈر کی لئی
تطاول ستم شمر روسیاہ یہہ ہے

صدا یہہ آتی ہی گردونسی وقت قتل حسین
نہ ذبح کر اسی اے شمر بیگناہ یہہ ہے

اوٹہا پاؤن یہہ سینہ علی کا سینہ ہے
ہٹا چھری کہ محمد کی بوسہ گاہ یہہ ہے

ہوا یہہ کوفہ مین غل دیکھہ کر سر شبیر
کٹا ہی پیاسمین جس کا گلا وہ شاہ یہہ ہے

کہا سر شہ دین نی کہ پوچھو خنجر سے
ہماری تشنہ دہانی کا اک گواہ یہہ ہے

جہانمین زیست ہی اکدن کی رنج سہنی کو انیس
ہمیشہ اسکو سمجھہ شمع صبحگاہ یہہ ہے

سلام میر انیس

صبر کرتی تہی سلامی شہ والا کیا کیا
اہل کین دیتی تہی مظلوم کو ایذا کیا کیا

بانو کہتی تہی کہ سہرا بہی نہ دیکہا افسوس
تہی مجہی بیاہ کی اکبر کی تمنا کیا کیا

تیر کہاتی ہی گلیمین جو دم اصغر کا رو کا
شاہ کی ہاتہو نپہ تڑپا ہی وہ بچہ کیا کیا

دیکہتا جو سر قاسم کو وہ کہتا رو رو
حسرتین لیگیا دنیا سے یہہ دولہا کیا کیا

لاش عباس پہ آنی جو نہ دیتی تہی عدو
تشنہ لب شاہ لڑی ہین لب دریا کیا کیا

شمع جو رونیکو کرتا تو یہہ کہتی سجاد
کیون نہ رووں ستم ان آنکہونسی دیکہا کیا کیا

قطعہ

شاہ دین کی حرم آئی تہی وطن مین جس دم
خاک پر بیٹہ کی سر روئی تہی صغرا کیا کیا

اور ایک سی کہتی تھی بتاؤ لوگو — کھو گئی ہین مجھی مرتی ہوی بابا کیا کیا
سینۂ شہ سی نہ بن ذبح کئی او ترما شمر — گرد بیٹی کی تڑپتی رہی زہرا کیا کیا

قطعہ

بانو کہتی تھی تصور مین علی اصغر کے — دودہ بن تڑپا ہی ہے میرا بچا کیا کیا
پانی دو دن نہ ملا تیر گلی پہ کہا یا — اتنی سے زندگی مین سہہ گئی ایذا کیا کیا
دیکھ کر بات کٹی باپ کے عابد نی کہا — بعد مرنیکی بہی صدمہ تمہین پہنچا کیا کیا
شاہ فرماتی تھی پانی نہین ملتا لیکن — سامنی آنکھونکی لہراتا ہی دریا کیا کیا
دشت پرخار سی جاتی تھی جو بیدل سجاد — پہوٹ کر روتا تھا ہر آبلۂ پا کیا کیا
دیکھ کر شکلی عزیزونکو عدو کہتی تھی — صاحب حسن خدا نی کئی پیدا کیا کیا
لاش اصغر پہ کہا بانو نی اماں صدقے — ننہی سی جان پہ گذری کہو بیٹا کیا کیا

قطعہ

شہ شبیر سی کہتی تھی یہہ رو رو سجاد — رنج دیتی ہین مجھی راہ مین اعدا کیا کیا
طوق و زنجیر سنبہالون کہ مہار اونٹونکے — کام اتنی ہین کرونگا مین تن تنہا کیا کیا
دہوپ مین لاش جلی ہاتہ گئی پہنچونسی — بعد صدمون بہی ملی شاہ کو ایذا کیا کیا
شاہ کہتی تھی سکینہ میری مرنیکی بعد — کیا کہون ہمتیہ ستم ہوونگی بیٹا کیا کیا
دفن کا لاشہ شبیر کا جب وقت آیا — دفعتاً ہوگئی اسباب مہیا کیا کیا
باغ مین دیکہتی جب سرو کو عابد کہتی — کٹ گئی تیغ ستم سی قد رعنا کیا کیا
سر جھکا لیتی تھی صغرا کوئی کہتا تھا اگر — کہو کوفہ سے پدر نی تمہین بہیجا کیا کیا
قیدخانہ مین سکینہ کو جو یاد آئی پدر — رات بہر سینہ مین دل ننہا سا تڑپا کیا کیا

دیکھا مرنی پہ کمر باندھتی جب بابا کو | سر اوٹھا تکیہ پہ سجاد نے ٹیکا کیا کیا
بانو کہتی تھی اب اکبر مجھی سمجھاتی نہین | یاد مادر تیری باتین کری بیٹا کیا کیا
رو رو دیہہ کہتی تھی صغرا کہ گئی جا قاصد | تو نی کیا کیا کہا اور بابا نے پوچھا کیا کیا
کہتی عابد خبر قتل عزیزان سنکر | اپنی بیماری کا ہوتا ہی مداوا کیا کیا
خط لئے لاشہ اکبر پہ یہہ کہتی تھی امام | دیکھو بیٹا تمہین صغرا نے یہہ لکھا کیا کیا
دیکھہ کر فوج بیٹی کو صدو کہتی سہے | ساتھہ لائی ہین جوان سیدہ الا کیا کیا
ساتھہ جاتا نہین کچھہ جز عمل نیک انیس | اسپہ انسان کو ہی خواہش دنیا کیا کیا

سلام مونس

وطن سے مجرئی شاہ زمن نکلتی ہین | ارسول قبر سی باچشم تر نکلتی ہین
صدا یہہ آتی تھی غربت کا غم نہ کہا شبیر | کہ تیری ساتھہ ہی تربت سی ہم نکلتی ہین
ملا نہ کعبہ مین بہی جین قبلہ دین کو | حرم ہی اب معہ اہل حرم نکلتی ہین
تیال قامت عباس خون رولاتا ہی | جب آٹھوین کو گہرونسے علم نکلتی ہین
حسین کہتی تھی باندہی ہو نین دو تیغ دو دم | کہ جسکی خوف سی شیرونکی دم نکلتی ہین
سکینہ کہتی تھی یہہ قحط آب ہے لوگو | کچھہ اتنا اشک بہی آنکہونسی کم نکلتی ہین
حرم یہہ کہتی تھی اصغر ہی جان بلب پیاسا | منگا دو پانی نہین گہر سی ہم نکلتی ہین
پڑی ہین خاک پہ مجروح لال زینب کی | رگونسے قطرہ خون دمبدم نکلتی ہین
علی پکارتی ہین کہ جلد آ شبیر | میری نواسونکی اب تنسی دم نکلتی ہین
اشارے کرتی تھی اصغر کہ جا بیدو اماں | کہ آج پہلی پہل گہر سے ہم نکلتی ہین
فر سیہ جہومتی ہین غشین سیدوالا | صفونسی قتل کو اہل ستم نکلتی ہین

دم مین غل ہے کہ بیکس کے تہامنے کو چلو
بس اب رکاب سے شہ کی قدم نکلتی ہین

دوہائی دیتی ہین رانڈین کہ یا علی فریاد
برہنہ سر سر بازار ہم نکلتی ہین

یہہ غل تہا شام مین پہر آج دیکہنے کو چلو
کہ قید خانہ سے شہ کے حرم نکلتی ہین

ق
یہہ قید خانہ مین رو رو کی کہتی تہی عابد
کہ دیکہین کونسے دن یہانسے ہم نکلتی ہین

گلیسی کہلتی ہے رسی یہہ طوق اترا ہے
نہ بیڑیونسے ہماری قدم نکلتی ہین

پدر کی دفن کو مقتل مین آئی ہین سجاد
سبہونکی سینونسے نالی بہم نکلتی ہین

سنان کلیجہ سے اکبر کی کہنچ جاتی ہے
تن حسین سے تیر ستم نکلتے ہین

یہہ فیض ماتم سبط رسول ہے مونس
کہ چشم ترسے گہر دمبدم نکلتی ہین

سلام میر انیس

غبار رہ کربلا ہو گئے
مری خاک بہی کیمیا ہو گئے

روائین بہی سر پر نہین اے فلک
یہہ توقیر آل عبا ہو گئی

الہی مجہی مین نہ تہی کچہہ وفا
کہ دنیا ہی سب بیوفا ہو گئی

یہہ عقدہ نہ کہلتا کبہی حشر تک
عنایات مشکل کشا ہو گئی

خوشا صرہ کربلا کا اثر
گرہ وان کہلی یہان شفا ہو گئی

قطعہ

نجف مین شراب آکی سرکہ بنی
وہ کیفیت نشہ کیا ہو گئی

زہی سطوت عدل شیر خدا
کہ بنت العنب پارسا ہو گئی

کہا شہ نی زینب سی اکبر کی بعد
بہن روح تن سے جدا ہو گئی

قطعہ

کلیجو نپیہ چلنی لگے تیغ ہجر ‌ — نبی جب نبی سے جدا ہو گئے
یہہ دولہنی دستِ تاسف ملی — کہ ہاتہونکی سرخی حنا ہو گئے
نہ گل مین محبت نہ بلبل مین انس — الٰہی یہہ کیسی ہوا ہو گئے
یہہ صدمہ ہوا وقتِ جنگِ جدل — کہ غش بنتِ مشکل کشا ہو گئے
خزان کا جو گلشن مین جہونکا چلا — تو بس جان بلبل ہوا ہو گئے
وہ تعریف ہے جسمین سازش نہو — وہ رقت ہی جو بیریا ہو گئے

قطعہ

تلاطم سے نکلا ہمارا جہاز — مناسب موافق ہوا ہو گئی
بہت ڈر سمندر کی لہرونکا تہا — طبیعت مگر آشنا ہو گئی
کیا ابرِ رحمت نے ایسا کرم — کہ پانی رہِ کربلا ہو گئے
نگہبانِ کشتی جو تہا فخرِ نوح — ہر اک موج خود ناخدا ہو گئی
مجہی پر نہین کچہ علیؑ کا کرم — ہزارونکی حاجت روا ہو گئی
کہا تہنی نکلا جو اصغر کا دم — میری پہول سے بو جدا ہو گئی
فلک کیون نہ پہٹ کر زمین پر گرا — علیکی بہو بے ردا ہو گئے
دمِ نزع کس کس کا شکوہ کرین — نہ اک تاب و طاقت جدا ہو گئی
رہا مدتون ساتہہ جس روح کا — وہ دم بہر مین نا آشنا ہو گئی
گہلا یہہ غم شہ مین عابد کا غم — قبا تہی جو تن مین عبا ہو گئی

قطعہ

سکینہ یہہ کہتی تہی زندان مین — محبت عنایت وہ کیا ہو گئی

گلا میرا باندھا نہ پوچھی خبر
چچا بس یہین ہمتی خفا ہو گئے

کئی دن نہ پانیکا قطرہ ملا
مسافر پہ کیا کیا جفا ہو گئے

سکینہ نے پوچھا لعینوں سے آہ
کہ معصوم سے کیا خطا ہو گئے

انیس آچکی ہے تہِ تیغ مرگ
اسیر مومنونکی دعا ہو گئے

سلام مونس

چلے ہین دلمین جو ہم لیکی آرزوئے نجف
تو روح پہلی ہی راہی ہوئی ہے سوئے نجف

بولائے ساقئ کوثر جو مجکو سوئے نجف
تو چلوؤنسے پیون بادہ سبوئے نجف

جھکی ادب سے یہہ جبرئیل روبروئے نجف
کہ بھر لئی سر شہپر گانہین خاک کوئے نجف

ہمیشہ کعبہ مین احرام آرزو باندہا
ہوا نصیب نہ لیکن طواف کوئے نجف

علیکو دیتی ہین زائر حسین کا پرسا
یہی سبب ہے کہ جاتی ہین پہلی سوئے نجف

ملک یہہ کہتی ہین روضہ مین آکی صل علا
نجف مین بوئے جنان ہے جنان مین بوئے نجف

بڑہا ہوا ہے زبس شوق مشوق بلبل سے
ادہر تلاش چمن مجکو جستجوئے نجف

امام کون ہے پوچھین ملک جو تربت مین
علی علی مین کہون ہاتہہ اوٹھا کی سوئے نجف

کہلا ہے یہہ گلشن عالم مین اونکی کو کوسی
کہ قمریونکو بھی ہے اشتیاق کوئے نجف

حسین نے تو شرف خاک کربلا کو دیا
بڑہائی ساقئ کوثر نے آبروئے نجف

بس اب یہ تلاطم طوفان کا ڈر نہین مونس
پہنچ گئی میری کشتی کنار جوئے نجف

سلام میر انیس

عجب وقت ہے اور عجب انجمن ہے
سلامی یہہ محفل علی کا چمن ہے

سلامی یہہ آل نبی پر محن ہے
کہ بالے تو بازو ہین اور ایک رسن ہے

نہین انگلیان پانچ نہر نیلا ہین گویا
میری ہاتہ مین خمسۂ پنجتن ہے

گریبان میرا چہوڑا سے ترص دینا
میری ہاتہ مین دامن پنجتن ہے

کہلا یہہ دو رنگی سی برگ حنا کے
یہہ رنگ حسین اور وہ رنگ حسن ہے

یہہ ہٹی سی بر ہیرای جسم کب تک
کہ آخر یہی خاک ہی اور کفن ہے

کہا ماں نی جاتی ہو اصغر کہان تم
اشارہ کیا قصد نہر لبن ہے

قطعہ

مکان دیکھی معراج مین دو نبی نے
کہ ہر ایک جنت مین پر تو فگن ہے

محل ایک زمرد کا ہے رشک طوبی
تو وہ دوسرا رشک لعل یمن ہے

کہا سرخ اور سبز کیون ہین یہہ دو نو
دل اسوقت کچہہ خود بخود نعرہ زن ہے

کہا حامل وحی سے سر جہکا کر
یوہین مرضی حضرت ذو المنن ہے

کردن مختصر عرض ہے طول آمین
یہہ قصر حسین اور وہ قصر حسن ہے

صفین توڑ کر ر من کہتی سے تے اکبر
مرا جد مرحوم خیبر شکن ہے

کہا حرملی شتعین نہ حضرت پہ کہینچو
لعینون یہہ سید غریب الوطن ہے

گلیمین رسن جب بندہی بولی عابد
کہ ہم مین ہی مشکل کشا کا چلن ہے

اسیرونکو دکہلا کے خولی پکارا
یہہ کنبہ علی کا اسیر محن ہے

سرا جسکی بازو مین ہے ریسمان کا
یہہ زہرا کی بیٹی ہے شہکی بہن ہے

موںہہ اپنا جو ہی دو نو ہاتہونسی دہانپے
یہی نامراد ایکشب کی دولہن ہے

کہا شہ نی قاتل سی زانو او ٹہا لے
کہ تیرونسی غربال سارا بدن ہے

قطعہ

نظر آیا مقتل تو عابد پکارے
یہہ نعش امام غریب الوطن ہے

نہیں جسم پر ایک چادر کا سایا
نئی گردش ای آسمان کہن سے ہے

ندا آئی لاشے سے بیٹا نہ رو تو
لحد حق مین راحت یہ رنج و محن ہے

یہہ نیزونکی چہ بین ہین تابوت اپنا
یہہ دامان صحرا ہمارا کفن ہے

نہین رنج کچہہ اپنی عریان تنی کا
یہہ غم ہے کہ زینب اسیر محن ہے

انیس اسقدر شور بختی کا شکوہ
یہہ دولت ہی تہوڑی کہ شیرین سخن ہے

سلام مولفہ

عقدۂ سلک گہر ای دیدۂ تر کہولدے
ابر نیسان پہر برس کر اپنی جوہر کہولدے

گر صبا بند نقاب روی قیصر کہولدے
کور مادر زاد آنکہین مثل اختر کہولدے

خیر کو منعم گلوی کیسۂ زر کہولدے
بخل کا در بند کر لی خیر کا در کہولدے

تیرگی ظلمات کی کیا ہی سیاہی سکی دکہہ
قبر ہی یہہ قبر آنکہین ای سکندر کہولدے

دست قدرت ہی کسی کا یہہ کہ پہر یا بند آج
جس گرہ کو ناخن تدبیر حیدر کہولدے

شمر کہتا تہا چلین اوسدم گلی پر تیغ ظلم
اپنا منہہ جب ہچکیان لی لیکی اصغر کہولدے

فتح تب ہاتھ آئی جب احمد نی حیدر سے کہا
ہان میرے بازو جہپٹ کر باب خیبر کہولدے

تو ہی دانا ہر رگ ریشہ کا اوسکی یا کریم
خیر تیری تیغ زبانکی کون جوہر کہولدے

صاف کہتا ہون کہین دلمین کدورت آجائے
اتنا جوہر دار آئینۂ سکندر کہولدے

آئی طوفان مین بچانی کو علی اہل خدا
ہان گرادی بادبان کشتی کا لنگر کہولدے

قید مین بلبل ہی دیتی تہی علیکو یہہ صدا
میری پر آئی قاضی بازو کبوتر کہولدے

کہتی تہین بانو کمر باندہی ہی صبح سے
کیون علی اکبر گرہ پٹکی کی مادر کہولدے

ذبح کا مشتاق ہوگا کون ایسا جز حسین
ہنس کی جو بند گریبان زیر خنجر کھولدے

شمر سی کہتی تہی زینب دختر حیدر ہون مین
میرے بازو کی رسن بہر پیمبر کھولدے

شہ نی قاصد سی کہا تیغو نسی پہری ہین تن تمام
تو خط صغرا کا سر نامہ برادر کھولدے

دلکی عقدی اسطرح آہونکی جہونکو نسی کہلے
جیسی غنچی کی گرہ گلشن مین صرصر کھولدے

تیر کہا ناشہ کا یاد آتا ہی مونس کو جب
جلد اب فصد رگ جان غم کا نشتر کھولدے

سلام انس

ای سلامی غمنی شہ کی دلکو بسمل کردیا
اتم شبیر نی ہر دلکو بیدل کردیا

واہ ری شیرینی لطف و عطای بوتراب
انشیر کا نسعین بہر قاتل کردیا

قطعہ

زمین شہ سی خنگ کو نکالا کوی ناری کی گرا
تیغ نی سید کا سقر مین دسکو داخل کردیا

کی زبانی گفتگو جس بد زبان نی سامنی
حجت خالق نی دوبا تو نہین قایل کردیا

ملک جن شاہونکی تہی زیر نگین کل خلق پر
آج خود اونکو اجل نی نقش باطل کردیا

زور اعضا گھٹ گیا جب بڑہ گیا حسن سخن
آپ ناقص ہو گئی جب حق نی کامل کردیا

فرط غم سی حال عابد کا نہ لکہا شرح وار
کلک نی مضمونکو پابند سلاسل کردیا

کہتی تہی ماں کل تلک اصغر گہٹنون چلتی تہی
آج اونکو موت نی بیدا نکی قابل کردیا

کون پرسان ہی بہنین کیون رہا دن جون جگر
النراش بیقدری عالم نی بیدل کردیا

سلام انیس

صورت آئینہ استغنا کی جوہر کہل گئے
ایک ذرہ بہی ہوا گر بند سو در کہل گئی

مسکرائی ہین جو دندان پیغمبر کہل گئے
صاف گویا عرش نورانی کی اختر کہل گئے

مطلع

مہر حیدر جب ہوئی فردوس کے در کھل گئی
باب رحمت ہمیشہ مثل باب خیبر کھل گئی

چرخ سی بہر رسول اترتی اتی پیشانی ذوالفقار
آئی قبضہ مین علیکی جب تو جوہر کھل گئی

آج کچھ ہلتا نظر آتا ہی جوبن ماہ کا
غالباً بند نقاب روی اکبر کھل گئے

کب بیان ہو سکتی ہی شہ کی مصیبت اے انیس
جب پڑہا ہمنی مصایب علی دفتر کھل گئی

سلام میر انیس

سلامی خلق کا آغاز و انجام اونپہ ظاہر ہی
کہ جو اول ہی بہر اول سی ہر آخر سی آخر ہی

الٰہی بخش دی اپنی کرم سی میری عصیانکو
کہ مین ہون بندہ محتاج تو ہر شی پہ قادر ہی

دو عالم دو ورق ہین اک کتاب مصحف حیدر کی
یہہ مجموعہ ہی وہ جسکا نہ اول ہی نہ آخر ہی

کہا عباس نی پانی تو پینی دو مسلمانو
تمہارا میہمان پیاسا ہی بیکس ہی مسافر ہی

جو اچھی ہین وہ ہین ملتی ہی مرکر قرب اچھونکا
قریب قبر سرور تربت ابن مظاہر ہی

کہا حضرت نی حر سی تیسرا فاقہ ہی بچون پہ
میری احوال سی رزاق عالم خوب ماہر ہی

حسین ابن علی کہتی تہی گر امت کی کام آئے
یہہ بچی بہی میری موجود ہین یہہ سر بہی حاضر ہی

بہلا اونکی ثنا کیونکر کری کچھ مجھ بیان
فرشتونکی زبان مداحی حیدر مین قاصر ہی

پیادہ سید سجاد سوی شام جاتی ہین
نہ محمل ہی نہ ہودج ہی نہ اشتر ہی نہ قاطر ہی

قطعہ

پکارا خولی ملعون صف آرا جب ہوئی حضرت
بنی مجھکو برہنہ سر نظر آئی یہہ کیا سر ہی

حصین ابن نمیر روسیہ نی تب کہا ہنسکر
یہہ دلا دنبی کا سحر ہی جو تجہپہ ظاہر ہی

حبیب ابن مظاہر تب پکاری ای شقی خیرہ
خدا لعنت کری بیدین ہی تو مرتد ہی کافر ہی

نبی کی لال کی رتبہ سی شاید تو نہین واقف
یہہ اعلی ہی یہہ اتقی ہی یہہ طیب ہے یہہ طاہر ہے

یہہ وہ شبیر ہی ماں ہی جناب فاطمہ جنکی
یہہ وہ سید ہی جو قبر محمد کا مجاور ہے

اگر یہہ شبہہ تجکو ہو تو پوچھہ ای لشکرین ادر و دنیے
اری او کور باطن اسکا رتبہ سب پہ ظاہر ہے

کلید قفل جنت ہی ولا آل محمد کے
خدا کو جسنے پہچانا ہی وہ انسی ہی ماہر ہے

کسی کا کچھہ گلا کرتا نہین وہ دن کی فاقہ مین
خدا کا دوست ہی دنیا ای سے صابر و شاکر ہے

جو اندہا ہی تو آنکھین چاہئیں مل نعلین سرور پہ
نبی کی لال کی خاک قدم کحل جواہر ہے

سخی ایسا ہی یہہ سید کہ بہر اعانت عاصی
لٹا دینیکو گہر موجود ہی مرنیکو حاضر ہے

مدینہ ہی سو یہہ کعبہ گیا کعبہ سی یہان آیا
یہہ رہبر ہی یہہ سید ہی یہہ سرور ہی یہہ صابر ہی

ہزاروں ملکی لڑنی آئی ہو بیکس ہے نہا لینے
نہ کچھہ اسلام کا ہی پاس نہ ایما کی خاطر ہے

چڑہائی کس پہ ہی فوج ہو نکی کسکو قتل کرتی ہو
کوئی اس ماجرے کا پوچھنی والا بہی آخر ہے

یہہ سر افضل سی افضل ہی یہہ سر اعلا سی اعلا ہے
یہہ سر بہتر سی بہتر ہی یہہ سر نادر سی نادر ہے

کئی ہین پایا دہ بیٹیں جو اسنی ستم سے
یہہ حق کا برگزیدہ ہی یہہ حاجی ہی یہہ زائر ہی

زبان جل جائیگی تیری معاذ اللہ توبہ کر
شقی تو صاحب اعجاز کو کہتا ہی ساحر ہے

خبر لینا انیس زار کی یا احمد مرسل
تمہاری آل کا مداح ہی سید ہی ذاکر ہے

سلام میر انیس

نہ منصب کے ہوس نہ خواہش جاگیر رکھتی ہین
جو رکھتی ہین تو عشق روضہ شبیر رکھتی ہین

خیال زلف و روی حضرت شبیر رکھتی ہین
ہم اپنی چشم مین ذرات کی تصویر رکھتی ہین

شب ہشتم سی ہی غیظ و غضب عباس غازی کو
نہ کاندہی سی سپر نہ ہاتھ سی شمشیر رکھتی ہین

ٹپکسا پڑتی ہین مثل شمع آنسو جلنی والونکے
مرے دلسوز نالی بہی غضب تاثیر رکھتی ہین

بلا قید آئین سایل تہا یہ حکم سید و صفدر
سبہی جو ہین وہ دروازہ پین کب زنجیر رکہتی ہین

تجبر و بیشی ہین ہمکو عداوت ہی تعلق ہے
کمر مین بہر قطع آرزو شمشیر رکہتی ہین

توقع جنسی ہی وہ لوگ مطلب آشنا نکلی
نہین افسوس ہم بہی کیا بری تقدیر رکہتی ہین

سلام میر انیس

شبیہ امام زمان کہینچتے ہین
تصور مین تصویر جان کہینچتے ہین

جگہہ پھول سلے ہی مزاروں کی خاطر
زمین پر شہیدین نشان کہینچتے ہین

بہت ہمکو بیتا ہی اکدن تجہی ہی
شکنجہ مین ای آسمان کہینچتے ہین

قرین سر کے ہی آفتاب قیامت
لحد پر عبث سایبان کہینچتے ہین

محبت کا رشتہ نہایت ہی نازک
مجہی کس لئی قدردان کہینچتے ہین

دیکہا دون زمین نجف کی بلندی
بہت آپکو آسمان کہینچتے ہین

قطعہ

تپ غم کی شدت سی کہتی تہی عابد
عجب سختیان استخوان کہینچتے ہین

سبکباری امت جد کی خاطر
ضعیفی مین بار گران کہینچتے ہین

زمین کی تلی جسکو جانا ہے اکدن
وہ کیون سر کو تا آسمان کہینچتے ہین

نقیرون نے یہان پاؤن پہیلا دئی ہین
عبث ہاتہہ اہل جہان کہینچتے ہین

جہکاتی ہین سر آستان علے پر
سر فخر تا لامکان کہینچتے ہین

نکلیو نہ بدلی سے ای برق خاطف
حسین آہ آتش فشان کہینچتے ہین

عبث ہین عدو در پئے قتل اصغر
یہہ ایذا کہین بی زبان کہینچتے ہین

وہ ہین پہلوان ہم جو قوت دیکہائین
فلک پر سر کہکشان کہینچتے ہین

پڑہی ہین جو انکو نکلے زور ونیہ بازو
یہہ کمزور او تری کمان کہینچتے ہین

عجب کیا جو حاسد کا دل ہو نشانہ
کہ ہم رستانہ کمان سے کہینچتے ہین

غم شہ مین سرگرم ہین اربعین تک
یہہ چلہ ہمین ای کمان سے کہینچتے ہین

سخن ہے اگر باعث تلخ کامے
تو ہم آپ اپنی زبان سے کہینچتے ہین

قطعہ

زمینہ ار سیراب ہین کربلا کے
اذیت امام زمان سے کہینچتے ہین

اوہر خشک ہی فاطمہ کی زراعت
وہ کہیتون مین آب روان کہینچتے ہین

ہوا لگنی دیتی ہی جنکو نہ بلبل
وہی گل جفائی خزان سے کہینچتے ہین

قطعہ

کہان بیڑیان اور کہان پائی عابد
یہہ لنگر کہین ناتوان سے کہینچتے ہین

پیادہ گئی شام تک اس روش سے
شتر جسطرح ساربان کہینچتے ہین

پسینہ نہین پوچہتی رخسے حضرت
گلاب گل ارغوان سے کہینچتے ہین

نہ ہوگی صفت خال رخسار شہ کی
یہہ خفت عبث نکتہ دان کہینچتے ہین

کہا حر سی شمر گنا ہولنی تیرے
خط عفو ای مہمان سے کہینچتے ہین

انہین کے لئی ہی زمانیکی تلخی
بڑے رنج شیرین زبان کہینچتے ہین

عجب حال ہی دختر فاطمہ کا
رواسے سی ایذا رسان کہینچتے ہین

پکاری سکینہ دو ہائی ہی بابا
ستمگر میری بالیان کہینچتے ہین

کٹی جاتی ہین گردنی سب بیونکی
رسن کو جو ایذا رسان سے کہینچتے ہین

یہہ عالم ہی فرقت مین کہتی تہی صغرا
کہ رگ رگ سے جسطرح جان کہینچتے ہین

کہا شہ نی ہشیار ای قوم نا رسی
ہم اب تیغ آتش فشان کہینچتی ہین

بہت باغ دنیا کی کانٹو نسے الجہی
بس اب رخت سوی جنان کہینچے ہین

قدم بیڑیونین ہین رسّی مین بازو
یہہ وہ دکہہ عابد ناتوان کہینچے ہین

جسی دیکہہ کر ہوئی مانی کو حیرت
وہ تصویر رنگین بیان کہینچے ہین

لکہین کسطرح ناتوانی عابد
جو بیتین پپے امتحان کہینچے ہین

قلم یون ہی کاغذ پہ تہم تہم کی چلتا
قدم جسطرح ناتوان کہینچے ہین

کہا روکے اکبر نے ای درد تہم جا
کلیجہ سی بابا سنان کہینچے ہین

انیس اس زمین مین بہت کم ہی وسعت
کمیت قلم کی عنان کہینچے ہین

سلام نفیس

پس از وفات بہی جنت نی مجکو گہیرا ہی
ملا وہ گہر کہ جہان حشر تک اندہیرا ہی

لحد مین نکہت جنت کی احتیاج نہین
کفن بسا ہوا خاک شفا سے میرا ہی

اگر نہین رخ دنیا ادہر تو باک نہین
نصیری نی بہی منہہ اپنا ادہر سی پہیرا ہی

مثال آئینہ ہی زندگی و موت کا حال
کہ روشنی ہے ادہر اوسطرف اندہیرا ہے

زمین قبر ہر اک کو صدا یہہ دیتی ہی
چراغ لائیو وہانسے یہان اندہیرا ہی

شب شباب گئی آئی صبح پیری کی
مآل پر بہی نظر کر ابہی سویرا ہے

خدا کی راہ مین دی ورنہ مال غیر سمجہہ
یہان سے بہیجدیا جو وہ مال تیرا ہے

وہان چلی ہین جہانسے مقام کرنیکو
جہان کسی کا نہ خیمہ ہی اور نہ ڈیرا ہے

ریاض مدح علی نی مجہی کیا سرسبز
ثمر بہشت ہی جس کا وہ باغ میرا ہی

کبہی نہ جائیگی تا حشر اس زمین کی بہار
خزان کا ڈر نہین جسکو وہ باغ تیرا ہے

بروز حشر خدا سی یہ کہئے گا مولا	نفیس بندہ ہے تیرا غلام سیرا ہی

سلام مونس

آئی جو خاک تربت شبیر ہاتھ مین	ہو جائی گرد مجمری اکسیر ہاتھ مین
سمجھو نہ مرثیہ کی یہ تحریر ہاتھ مین	ہی مقتل حسین کی تصویر ہاتھ مین
شیعونکو کیا ہی وعدہ غم آفتاب حشر	اوس دن بہی ہوگا دامن شبیر ہاتھ مین
جہکا وہ دشت آئی جو عباس نامور	لیکر نشان لشکر شبیر ہاتھ مین
پنجہ کو ناز تہا کہ ہی فیض پنجتن	رکہتا ہون آفتاب کی تنویر ہاتھ مین
معلوم تہی سب اپنی مصیبت حسین کو	گویا ازل سی تہا خط تقدیر ہاتھ مین
عرش علا پہ ہر زیارت ہر ایک ملک	رکہتا ہی بوتراب کی تصویر ہاتھ مین
سر شہ کا دیکہ دیکہ کے زینب تڑپتی ہی	تہا نی تہا سر حسین کا بی پیر ہاتھ مین
گرتی تہی جبکہ ضعف سی عابد زمین پر	رو کر سکینہ تہامتی زنجیر ہاتھ مین
حر کہتا تہا نہ چہوڑونگا مر کر بہی مین کبہی	محشر تلک ہی دامن شبیر ہاتھ مین
دست خدا نی جسکو دیا وہ غنی ہوا	خالق نی کیا یہ بخشی تہی تاثیر ہاتھ مین
جب سر جدا کیا او ٹہا شمر سینہ سے	کب چہوڑتی ہین آئی جو نخچیر ہاتھ مین
مونس نہین ہی دور کہ صدقہ شاہ کی	ہو خلد کا قبالہ جاگیر ہاتھ مین

سلام مونس

فیض خاموشی نی ذکر خوش بیانی کر دیا	ہر سر مو کو زبان نی بی زبانی کر دیا

مطلع

ہمصفیرون مین بیان روضہ خوانی کر دیا	زمزمہ مونس نی بلبل سدرہ کا ثانی کر دیا

مطلع

دوست کیا دشمن کو محو خوش بیانی کر دیا
لحن داؤدی نی پتھر کو بھی پانی کر دیا

تیسری کو خامس آل عباد اخل ہوا
ظالمون نی ستاؤین سی تنہ بانی کر دیا

دیدہ بد دور کیا ہی شوخ ہین طفلان اشک
آتش دوزخ کو جیتی دیکھی پانی کر دیا

احمد وحیدر تھی دو نو ایک صانع نی مگر
نقش اول اونکو انکو نقش ثانی کر دیا

نہ سکندر ہی نہ دارا ہی نہ کسری کی طاق
موت نی اکدم مین کس کس گہر کو فانی کر دیا

جہہ سا کیونکر ہنون سب یا امام دین
حق نی جو کدٹ کو تیری کعبہ کا ثانی کر دیا

تشنگی کا حال سنکر شہر سی رو یا یزید
بیکسی نی شاہ کی پتھر کو پانی کر دیا

فقر مین بھی زردی تن نی دیکھایا اپنا رنگ
گیر دی کپڑونکو میرے زعفرانی کر دیا

ذکر مین دنیا کی آخر ہو گئی عمر عزیز
وائی کس ولت کو صرف قصہ خوانی کر دیا

اللہ اللہ کیا شہیدونکی ہین اعلی مرتبے
موت کو جنکی خدا نی زندگانی کر دیا

شمع کی شعلہ نی محفل مین بہت کینچا تہا سر
ہمنے باطل دعوۂ آتش زبانی کر دیا

تن کی کتنی تہی حبیب ابن مظاہر وقت جنگ
شوق نی جو رونکی پیریکو جوانی کر دیا

بیٹھ کر سجاد جب اوٹہتی زمین سی آہ کی
نالہ لکو عصائی ناتوانی کر دیا

ای قلم ہمنی مرقع کربلا کا کینچ کر
تجکو رشک خامہ بہزاد و مانی کر دیا

سید سجاد کو غمنے گہلایا اسقدر
جسم اطہر کو شبیہ ناتوانے کر دیا

دیکہ سر کش یاہ تو جہک جہکے ہوتا ہی تہہ
منکسر ہونی نی پیریکو جو انے کر دیا

فیض مدح شہ سی تہی فردوسی طوسی مگر
تیرہ بختی نی ہمین ہندوستانی کر دیا

منعمو نکے یاون تہراتی ہین دیکہو رعب فقر
بوریہ کو ہمنے تخت خسروانی کر دیا

دیکھہ کر آتی ادسی تکلیف کی خود جنا کام تہ — حر کو مولا نی رہین مہربانی کر دیا

تصر جنت دیکی جو رہین کین عطا بخشی قصور — دو دولت عقبی کو صرف مہمانی کر دیا

جو لکہا تہا پہر کہا قاصد سی صغرا نی وہ حال — خط کی سب مضمونکو پیغام زبانی کر دیا

کہتی تہی عباس ای پیاسی سکینہ صبر کر — بس کلیجہ کو تیرے رونی نے پانی کر دیا

بعد اکبر خون نہ جسم شاہ والا مین رہا — ضعف نی رنگ مبارک زعفرانی کر دیا

خوب مدح شاہ والا مین لکہی شعر بلند — اس زمین کو تو نی ہمو تنس آسمانی کر دیا

سلام میر انیس

چہری قید سے جب عابد بی پر چہوٹے — شام مین شور رہا آل پیمبر چہوٹے

زین فرماتی تہی بہر کر نفس سرد حسین — مجہسی کیا کیا میری اس دشت مین یاور چہوٹے

بانو کہتی تہی کہ ناتہو نسے اجل کے ہی ہی — نہ تو اکبر ہی بچی اور نہ اصغر چہوٹے

قطعہ

حر یہ کہتا تہا کرونگا مدد سبط رسول — اسمین فرزند جدا ہو کہ برادر چہوٹے

ایک عالم سی جو چہٹ جاوے تو پروا نہین مجہے — پر نہ ناتہو نسی میری دامن سرور چہوٹے

خاک پر گر کی دم نزع یہ اکبر نی کہا — اب یقین ہی کہ نہ تا حشر یہ بستر چہوٹے

شہنی زینب سی کہا ملکی گلی وقت وداع — ای بہن تمسی ہم اب تا دم محشر چہوٹے

بی بیان کہتی تہین کیون نہ لٹے یہ در و گہر ہمارا — سر پہ وارث نہ رہا قید ہوئی گہر چہوٹے

قطعہ

لاش اصغر پہ کہا بانو نی اماں صدقے — جتنے ہمنی سیری جیا تیسی دم بہر چہوٹے

آکی جنگل مین کیا باپ کا پہلو آباد — ماں سی اس عمر مین بیٹا علی اصغر چہوٹے

عورتین آنکی صغرا کو یہہ سمجہاتے تہین ق تیری رونیسے تو ہمسائیونکی اکہر چہوٹے
وہ یہہ کہتی تہی کہ ہان باپسے جو چہوٹا ہو اوس سے رونا کہو دزرات کا کیونکر چہوٹے
شاہ کہتی تہی کہ کہی حلق نگر ہاتہونسے دامن صبر نہ زیر دم خنجر چہوٹے
کہتی تہی بالی سکینہ ستم اعدا سے ہای امان نہ میری کان کی گوہر چہوٹے

قطعہ

گر چہٹا کوئی مسند یہ تو کہتی سجاد ہوئی چالیس برس بالش و بستر چہوٹے
زیر سر ہاتہ دہری خاک یہ سوتا ہوں اوٹہ گیا چین ہی جسر وزسی سرور چہوٹے
شاہ کہتی تہی رفیقونسی چہٹا کودریا یہہ دعا مانگو کہ پیاسو لسی کوثر چہوٹے
اصغر شہ کی لگا گردن و بازو یہ جو تیر خونکی دو زخمونسے فواری برابر چہوٹے
کانکی دردسی کیا بالی سکینہ تڑپے بدگہر کی نہ مگر ہاتہونسے گوہر چہوٹے
لاش پر بیٹی کی شہ کہتی تہی ہسی افسوس بعد اٹہارہ برس کے علی اکبر چہوٹے
یہہ غم اکبر و عباس میں کہتی تہی حسین آج حیدر سی چہٹا آج پیمبر چہوٹے
خلد مین روح کی سکینہ نی کہا سرور سے قید زندانسے تو ہم چہوٹے پہ مرکر چہوٹے
آرزو یہہ ہی کہ ہنگامہ محشر میں انیس ہاتہ سی پیرسے نہ دامان پیمبر چہوٹے

سلام میر انیس

مثال بدر جو حاصل ہوا کمال مجہے گہٹا گہٹا کی فلک نی کیا ہلال مجہے

مطلع

کمال شوق زیارت ہی ابکی سال مجہے کریم ہند کی ظلمت سے اب نکال مجہے
برنگ سبزہ بیگانہ باغ دہر مین تہا تیری سحاب کرم نی کیا نہال مجہے

کریم جو تجھے دینا ہو بے طلب دیدے
فقیر ہون یہ نہین عادتِ سوال مجھے

نگاہ نامہ اعمال پر جو کی پس مرگ
گناہگار نظر آیا بال بال مجھے

جو خضر بخت مجھے کربلا مین پہنچا دے
نہ آئے خواب مین بھی ہند کا خیال مجھے

یہہ نعمتین بھی ہین دنیا مین یادگار مگر
میرا خیال تجھے اور تیرا خیال ہے مجھے

فلک مین سبزہ بیگانہ اس چمن مین نہین
یہہ کیا روش ہے جو کرتا ہے پایمال مجھے

کبھی خوشی سے جو دنیا مین ایکدم گذرا
وہ صدمہ کش ہون کہ برسون ہوا ملال مجھے

غم حسین مین کہتا ہے زخم دل ہر دم
لہو جگر کا ہے گر ہوا اندمال مجھے

کسیکے سامنے کیون جاکے ہاتھ پھیلاؤن
میرا کریم تو دیتا ہے بے سوال مجھے

پھڑک پھڑک کے مرونگا وہ نیم بسمل ہون
فلک نے کند چھری سے کیا حلال مجھے

بھلا مین دون قد اکبر سے کسطرح تشبیہ
چمن مین سرو دکھائی تو اپنی چال مجھے

لہو بدن کا عرق ہوکے بہہ گیا سارا
ہوا یہہ اپنی گناہون سے انفعال مجھے

تیری مدد کا فقط یا علی بھروسا ہے
کسیکی آس نہین وقتِ انتقال مجھے

نہ فخر ہو کہ ملی بادشاہی دنیا کی
غلام سمجھین اگر قنبر و بلال مجھے

اجل قریب ہے جلدی نجف مین پہنچا دے
بس اے نصیب نہ اگلے برس پہ ٹال مجھے

حسین کہتے تھے پروردگار رہیو گواہ
کہ قتل کرتے ہین ناحق یہہ بدخصال مجھے

قطعہ

جب آئین بیٹون کی لاشین تو کہتی تہین زینب
یہہ انکی مرنیکا مطلق نہین ملال مجھے

فدا کرون گہر بے بہا یہ زہرا پر
دئے تہے حق نے اسیواسطے یہہ لال مجھے

وغا مین تیغون کے پہل کہائے پہولے تن پر
نہال کرگئے یہہ میری نونہال مجھے

اوبھتا را تو نکو جب دل تو کہتی تہی بانو
حسینؑ کہتی تہی اک ذوالفقار باقی ہی

دکہادی ای علی اصغر جہنڈ ولی بالن مجہی
نہ درمین نہ زرہ چاہئی نہ ڈہال سب مجہی

قطعہ

چڑہا یہ کہکی جو سینہ پہ شاہ کی قاتل
پکارتا خنجر تہبان کہ الغیاث ای شمر

ملی گا آج بہت سا متاع دمال مجہی
نہ کر نبی کی نواسیکی خونسی لال سبہی

قطعہ

جدا جو کرتی تہی اعدا امرار اصغر سی
خدا کیواسطی مقتل مین مجکو رہنی دو
حسینؑ کہتی تہی پشت فرس سی گرتا ہون
اندہیری قبر مین مشکل انیس کو بہت

تو بانو کہتی تہی آتا ندو ملال سب مجہی
کہ شب کو چونک کی ڈہونڈ ہیگا میرا لال مجہی
مدد کا وقت ہی ای بیکسی سنبہال سب مجہی
دکہادو یا علی اب چاند سا جمال مجہی

سلام میر انیس

مطلع

علی سا بہی تو کوئی عادل زمانہ ہوا
کہ ایک باز و کبوتر کا آشیانہ ہوا

مطلع

سیاہ دیدۂ شبیر مین زمانہ ہوا
ہوا ای ظلم سی جب گل چراغ خانہ ہوا

مطلع

امیر جس در دولت پہ ایک زمانہ ہوا
وہ گہر او جڑ گیا غارت وہ کارخانہ ہوا

ادہر تہی ذات خدا اور ادہر رسول کریم — سوائی پردۂ چشم اور کچھ حجاب نہ تہا
نثار دست و کف پنجۂ ید اللّٰہی — محلہ کون تہا خیبر کا جو خراب نہ تہا
کتاب کفر کا یون کہل گیا تہا شیرازہ — کہ فصل تہی کوئی باقی اگر تو باب نہ تہا
بہلا بیان ہو کیا حال گرمئی عاشور — فلک پہ آگ بہڑکتی تہی آفتاب نہ تہا
بگولی اوٹہتی تہی جہیلونمین خاک اوڑتی تہی — پڑی تہی خشک زراعت کنوئین آب نہ تہا
ہوای گرم سی کانٹا ہوئی تہی سوکہہ کی نخل — تری کلی مین نہ تہی بو پہولمین گلاب نہ تہا
لحد سے پاک اوٹہا پاک خلد مین پہنچا — مین کس شمار مین تہا کچہہ میرا حساب نہ تہا
ہم اوس زمین پہ ہوئی دفن ایخوشا قسمت — سوای رحمت باری جہان عذاب نہ تہا
غضب کی جا ہی کہ دربار مین ستمگر کے — کہڑی تہی بنت علی اور کچہہ حجاب نہ تہا
یزید تخت پہ تہا اور تلی حسین کا سر — اور لٹ گیا تہا زمانا نہ یہہ انقلاب نہ تہا
ہزار حیف چہٹی قافلہ سے بیسری مین — پیام موت کا تہا یہ سحر کا خواب نہ تہا
فراق شاہ مین صغرا کو نیند کیا آتی — وہ شب تہی کونسی جو دلکو اضطراب نہ تہا

قطعہ

ہر ایک سحر کو یہہ کہتی تہی اوٹہ کی نانی سی — مدینہ دور نہ تہا بند خط کا باب نہ تہا
بہلا پیام زبانی تو بہیجتے بابا — اگر مریض کا خط قابل جواب نہ تہا
برہنہ اونٹو پہ سیدانیان تہین بلوے مین — وہ دیکہتی تہی تماشا جنہین حجاب نہ تہا
پڑی تہی بانوکی چلمن پہ اوڑکی چادر گرد — کسی کا چہرہ پر نور بے نقاب نہ تہا
ہوا تہا اہل زمین پر یہہ آسمان تخجل — کہ منہہ گرا تو کیا پارۂ سحاب نہ تہا
عراق کی فصحا کیون نہ سر جہکا لیوین — کسی سوال کی شبیر کا جواب نہ تہا

وغا مین تیغ و تبر سے تیغین لگین تیر پہ تیر | جراحت تن شبیر کا حساب نہ تہا
وہ خیمہ پہونک دیا جسمین تہی رسول کی آل | جگر تہا کس کا جو اس آگ سی کباب نہ تہا
وہ لوگ جمع تہی قتل حسین پہ کہ جنہیں | خدا سی خوف محمد سی کچہہ حجاب نہ تہا
وہ ذوالجناح کی تہی باگ یا کہ گیسوی حور | کہلی تہی چشم پری حلقہ رکاب نہ تہا

قطعہ

علی کی ہاتہ بنائی تہی حق نے بہر کرم | تمہارے خیر کا بخشش کا کچہہ حساب نہ تہا
ثمر شجر کو دی گل کو زر صدف کو گہر | وہ کون تہا جو زمانہ مین فیضیاب نہ تہا
نصیحت شہ دین ابن سعد کیا سنتا | کہ دل مین رحم نہ تہا آنکہہ مین حجاب نہ تہا
گناہ عفو ہوئی کوثر و بہشت ملا | جہان مین رونے سے بہتر کوئی ثواب نہ تہا
حسین روتی تہی بچے کی بیقراری پر | کہ آب آب کا تہا شور اور آب نہ تہا
انیس عمر بسر کردو خاکساری مین | کہیں نہ یہہ کہ غلام ابو تراب نہ تہا

سلام میر انیس

سلامی چشم سی رہ رہ کی خون دل ٹپکتا ہی | غم سجاد بیکس دل مین کانٹا سا کھٹکتا ہی

مطلع

سلامی چشم مین آنسو ہین یا دریا چھلکتا ہے | جگر مین داغ ہین یا کہیت لالہ کا لہکتا ہے
دم تحریر گلزاری ہی یا سطرین ہین غنچہ | صریر کلک ہی یا باغ مین بلبل چہکتا ہی
پہری تہی کربلا کی راہ سی کچہہ سوچ کر خضر | وگرنہ رہبر عالم کہیں رستا بہٹکتا ہے
حرم پر روئی کہا جب آسمانکو دیکہہ کر شب ہی | علی اکبر از ان دو صبح کا تارہ چمکتا ہی
کہا صغرا نی شاید میری بابا جان پیاسی ہین | گلی مین ساتوین تاریخ سی پانی اٹکتا ہی

زمین کربلا پر فاطمہ کے پھول بکھری ہین / شہیدو نکی یہہ خوشبو ہی کہ سب جنگل مہکتا ہی

شہ دین دیکھتی ہین شوق حرمین کس ہی سیدانین / کہ عیسی کوئی انکی کسیکی راہ تکتا ہے

علی اکبر طلب کرتی ہین رخصت کو کیا جانئے / لگی ہی بانکو ہچکی غمسے اور زینب کو سکتا ہی

گل زہرا کی غمسی نوحہ خوان ہین بلبلین ساری / صدا فریاد کی آتی ہے جب غنچہ چٹکتا ہی

تن مجروح پر پا تہہ اپنا زینب کہہ نہین سکتی / تپ غمسی بدن سجاد کا سارا دہکتا ہی

وہان بٹتا ہی غلہ قحط ہی یہان آب و دانہ کا / ادہر فاقہ ہی اور کہانا وہان لشکر مین بٹتا ہی

سکینہ نازپروردہ قید کی آفت کو کیا جانے / یہہ عالم ہی قفس مین جسطرح طائر تڑپتا ہی

قطعہ

کہا بانو نی شہ سی تیر چلتی ہین کلیجہ پر / میرا موہنہ جب یہہ بچہ نرگسی آنکہو تکتا ہی

یہہ ننہی ننہی دونو ہاتہہ بل کہاتی ہین تشنگی سی / سوکڑی ہو گئی ہین نیلگون تالو چٹکتا ہی

بچالو واسطہ زہرا کا صاحب میری اصغر کو / یہہ بچا دودہ پیتا ہی نہ اب آنکہین جھپکتا ہی

صراحی دار یہہ گردن ڈہلی جاتی ہی بن پانی / گلیمین سانس جب رکتی ہی سر دیدی پٹکتا ہی

وغا مین حضرت عباس یون جاتی ہی دشمن پر / گرسنہ شیر جیسی جانب آہو لپکتا ہی

بہو زہرا کی کہتی تہی یہی جا جا کی ڈیوڑہی پر / اری پانی کوئی لادو میرا بچہ بلکتا ہی

یہہ غل تہا شام کی لشکر مین یکبو شہ کی پیشانی پر / نشان سجدہ کا ہی یا صبح کا تارا چمکتا ہی

انڈہیرے مین جو گہبراتا ہی دم امام گرامین / ہر ایک بچہ در زندان پہ سر دیدی پٹکتا ہی

انیس اللہ تجہہ پہ سہل کر دی قبر کی منزل / لحد کا دہیان جب آتا ہی کیا کیا دل دہڑکتا ہی

سلام سلیس

تمنا زر کی رکہتی ہین نہ حب جاہ رکہتی ہین / جو سلطان دین و دنیا کا اپنی گدا کہتی ہین

خوشا قسمت جنہیں قربت مزار پاک حاصل ہے ۔ شہنشاہوں کا رتبہ خادم درگاہ رکھتے ہیں

جبین و عارض شہ کا تصور ہمکو بستا ہے ۔ ہم اپنی سامنے تصویر مہر و ماہ رکھتے ہیں

اوبہی سب ملک خاک شفا کو یوں اوٹہاتے ہیں ۔ کہ جیسے چوم کر سر پہ کلام اللہ رکھتے ہیں

عدم کی ملک تک اے موت آسانی سے پہنچے ۔ کہ خضر راہ سے ہم بھی نہایت راہ رکھتے ہیں

کہا شہ نے سکینہ سے تمہیں کسطرح پانی دین ۔ تصرف مین نہ دریا ہی نہ کوئی چاہ رکھتے ہیں

جو سالک ہین رہ حق کی طریقت انکا پیشہ ہے ۔ قدم اپنا کہین وہ راہ سے بی راہ رکھتے ہیں

ملایک عرش اعلی کی یہہ چلائے کہ منہ ڈہانپیو ۔ گلا اپنا تہہ خنجر شہ ذیجاہ رکھتے ہیں

کہا شہ نے میری انصار حق خاص بندے ہیں ۔ کہ رغبت موت سے اور زلیست سے اکراہ رکھتے ہیں

شہادت کی یہہ جلدی تھی کہ چلی ہیں پہلی ہی رخصت ۔ دولہن بیچے یا دنیز سر قاسم نوشاہ رکھتے ہیں

ہوی عبرت سنا جب قصہ اخوان یوسف کو ۔ برادر کو برادر بھی اسیر چاہ رکھتے ہیں

کہا شہ نے خوشی ہے مرگ کی ایسی رفیقوں کو ۔ کہ مجھسی پہلی یہہ عزم شہادت گاہ رکھتے ہیں

وہین سیراب ہین جو تشنہ جام محبت ہین ۔ اونہین کیا چاہ دنیا سے جو دینکی چاہ رکھتے ہیں

وصال حور جنت ہو گا حاصل باغ جنت مین ۔ کہ عشق مرتضی ہم دلمین خاطر خواہ رکھتے ہیں

عملکی راہ راست ہی کی صراط حق ہوی جنت ۔ وہ ہین گمراہ جو اس راہ سے اکراہ رکھتے ہیں

دولہن کو چھوڑ کر جاتی ہین میدان شہادت میں ۔ کہ اب خواہش عروس مرگ کی نوشاہ رکھتے ہیں

جو طالب ہین حق کی ہین کسی سے اونکو کیا مطلب ۔ کہین دنیا سے الفت عاشق اللہ رکھتے ہیں

برغبت فوج کین سے کیوں نہ حر آتا سوے حضرت ۔ کہ باطل سے تنفر مرد حق آگاہ رکھتے ہیں

سکینہ اونکو بہار باغ وصل دے گی کیا مطلب ۔ بسان گل جہانمین عمر جو کوتاہ رکھتے ہیں

سلام نفیس

گناہ گار بھی وہ یا لئی شباب پھرتا ہے ۔۔۔ جو کربلا مین گیا کامیاب پھرتا ہے

در مزار علی دیکھتی ہین جب زائر ۔۔۔ نظر مین گلشن جنت کا باب پھرتا ہے

محال شئی کی تمنا عبث ہے پیری مین ۔۔۔ کہین گیا ہوا عہد شباب پھرتا ہے

زمین پہ پھرتے ہین یون لی ثبات زیست ہم ۔۔۔ کہ جیسی پانی کی اوپر حباب پھرتا ہے

اوسیکو ملتا ہی دنیا مین جادۂ حشمت ۔۔۔ جو ڈھونڈتا ہوا راہ ثواب پھرتا ہی

ان انسوؤنکی ہی کیا بزم مین رواں خوشبو ۔۔۔ کوئی لئی ہوئی جیسی گلاب پھرتا ہے

ہماری چشم سی ایک پل مقابلہ تو کرے ۔۔۔ یہ مونہہ چھپائی ہوئی کیون سحاب پھرتا ہی

ہم اپنی فاقونمین اسطرح مست پھرتے ہین ۔۔۔ کہ جسطرح کوئی پیکر شراب پھرتا ہے

جو عام ہی تو مناسب ہی کربلا کا سفر ۔۔۔ کہ پختہ ہوتا ہی جو جو کباب پھرتا ہے

قطعہ

وغا مین سبط پیمبر کی ساتھ تھا اقبال ۔۔۔ اودہر سی گھوڑیکی تھا بنی رکاب پھرتا ہے

ظفر بھی پھرتی ہی شل ہوا اوسی جانب ۔۔۔ جدہر جدہر فرس لاجواب پھرتا ہی

حسین کہتی تھی اکبر تجھی کہان ڈھونڈھون ۔۔۔ پدر کی آنکھونمین تیرا شباب پھرتا ہے

نفیس شہد سی اب چلکی دیکھو وہ سرکار ۔۔۔ جہان سی جاکی ہر ایک غضباب پھرتا ہی

سلام سلیس

در علی کی بدولت امیر ہم بھی ہین ۔۔۔ اوسی جناب کی اونا فقیر ہم بھی ہین

نہ ہاتھ اوٹھائین ثنای جو گنج کیخسرو ۔۔۔ وہ بادشاہ اگر ہو فقیر ہم بھی ہین

قطعہ

چپک کی آنکھونسی کہتا ہی اشک ماتم شاہ ۔۔۔ چمک مین رشک در بی بہا ہم بھی ہین

یہ ادعا ہی ہر اک آہ کا غم شہ میں
جگر کو توڑ کی نکلیں وہ تیر ہم بھی ہین

نہ بلبل اصحل کوئی موہنہ سی زمزمہ نکلی
چمن کی سیر میں ای ہمسفیر ہم بھی ہین

حسین سا کوئی آقا نہ مدح خوان ہمسا
وہ بیعدیل ہین تو بی نظیر ہم بھی ہین

بچی گا ہمسی کہاں اوڑ کی طایر مضمون
وہ تیز پر ہی تو ہو صید گیر ہم بھی ہین

اشارے کرتی تھی اصغر کہ لی چلی کوئی
پدر کی گود میں مشتاق تیر ہم بھی ہین

پکاری شاہ جو اکبر کا دم نکلنے لگا
تمہیں تمام نہیں کچھ اخیر ہم بھی ہین

لگا دی ہونٹوں سے جام لبالب ای ساقی
کہ تشنہ مئی خم غدیر ہم بھی ہین

قطعہ

سکینہ قید میں روتی تو کہتے تھے سجاد
قدم میں بیڑی ہو تو ہین دستگیر ہم بھی ہین

بھلا حسین کو کسطرح ڈھونڈھنی جائیں
جو تم ہو قید تو بی بی اسیر ہم بھی ہین

بساط کیا ہی کہ جبر کرین غرور انیس
بس ایک عبد ذلیل و حقیر ہم بھی ہین

سلام میر انیس

گرد ہی اکسیر خاک کربلا کے سامنے
زر دمٹی کی حقیقت کیا طلا کی سامنے

کہتی تھی حضرت علی اکبر کا مرنا ہی غضب
ہم نہ دینا لینے گئی اوس لربا کی سامنے

حلق سی اوتری کٹا آنکھیں سرد دل ٹھنڈا ہوا
گرد ہو جاتی ہی تپ خاک شفا کی سامنے

خوف کیا ہی پھر پرسش آئیں گر منکر نکیر
بندہ حیدر ہو میں کہہ دوں خدا کے سامنے

جسم کو اک دن فنا کردینگی جھونکی آہ کی
بات کیا ہی خاک اوڑ جاتی ہوا کی سامنے

جب سکینہ کی زبان [illegible] سامنے
سر جھکا کر رشک لی آئی حیا کی سامنے

عقدہ دل [illegible] آیا [illegible]
کیا گرہ کا کھولنا مشکل کشا کی سامنے

فاصلہ کیسا ادہر پہنچی ادہر داخل ہوے
کربلا جنت کی جنت کربلا کی سامنے

حر کی دولت کو کیا خالق نی بخشا تجو فوار
ہاتھ پہیلاتا ہی سلطان ہی گدا کی سامنے

کہتی تہی جو لی سی عابد چادر زینب نہ چہین
ہاتھ باندہی جائینگی شکل کنیزا کی سامنے

پردہ پوش عاصیان ہی انکا دامان وسیع
کیا گنہ کا ڈر ہا اپنا آل عبا کی سامنے

ذو الفقار حیدر صفدر سی شرماتی ہی برق
ابر نیسان تہمی زہرا کی ردا کی سامنے

یاد رکھ ظالم پریشان ہو گا مجمع حشر کا
فاطمہ جب بال کہولیگی خدا کی سامنے

فصل پیری مین ہوس دنیا کی توبہ کر انیس
حشر مین کس منہ سی جائیگا خدا کی سامنے

سلام میر انیس

گنہ کا بوجہ جو گردن پہ ہم اوٹہا کی چلے
خدا کی آگی خجالت سی سر جہکا کی چلی

خیال آگیا دنیا کی بی ثباتی کا
چلی جہان سے جب اصغر تو مسکرا کی چلی

جسی ملا اوسی افتادگی سی اوج ملا
اونہون نی کہائی ہی ٹہوکر جو سر اوٹہا کی چلی

طلب سی آبرو اللہ کی فقیرونکو
کبہی جو ہو گیا پہیرا صدا سنا کی چلی

سمند شاہ سی تشبیہ ہمکو دیتی ہے
کدہر ہی کبک ذرا چال تو بتا کی چلی

مقام یون ہوا اس کارگاہ دنیا مین
کہ جیسی دن کو مسافر سرا مین آکی چلی

حسین کہتی تہی وا حسرتا علے اکبر
بہار باغ جوانی ہمین دکہا کی چلے

چلی وطن کو جو عابد تو کہتی تہی افسوس
علی کی چاند کو ہم خاک مین چہپا کی چلے

ملک پکارتی کہ اولٹا زمین کا طبقہ
حسین فوج پہ جب آستین چڑہا کی چلے

ادہر تہا شور کہ بہاگین صفین لشکر کی
جو دو ہی ہاتھ ادہر سیف مرتضی کی چلی

ملی نہ پہولونکی چادر تو اہلبیت رسول
مزار شاہ پہ لخت جگر چڑہا کی چلے

تمام عمر جو کی سب نے بیرخی مجھسے
کفن میں ہم بھی عزیزوں سے منہ چھپا کے چلے
انیس دم کا بھروسا نہیں ٹھہر جاؤ
چراغ لیکے کہاں سامنے ہوا کے چلے

سلام انیس

غم حسین میں رومجری ثواب یہہ ہے
سمجھ سراشک کو رشک خوش آب یہہ ہی
لحد میں دیکھیو داغ غم حسین کے ضو
زوال جسکو نہیں ہی وہ آفتاب یہہ ہے
امام کہتی تہی مہمان تہا حر مگر افسوس
ضیافت اوسکی نکچہ ہوسکی حجاب یہہ ہی
رگڑ کی ایڑیان قاسم نی وقت نزع کہا
عدم کی ہین سفری اپنا پاتراب یہہ ہی
نبی کی لاش پہ روی پکار کر نہ بہنی
حیا و شرم ایسی کہتی ہین افق حجاب یہہ ہے
امام کہتی تہی بن پانی بچے مرتی ہین
فرات سامنی ہی اور قحط آب یہہ ہے
مرون تو رنج سی چہٹ جاؤن کہتی تہی صغرا
بدن سے جان نکلتی نہیں عذاب یہہ ہے
زمین جہاڑ کی بانو سے کہتی تہی زہرا
جہبی نہ کچہہ میری بچی کا فرش و خواب یہہ ہے
امام کہتی تہی کیونکر رکہون نہ حر کو عزیز
خدا گواہ ہی لاکہو مین انتخاب یہہ ہے
سوال خط کیا قاصد نی جب تو شہ نی کہا
جواب ہمکو دیا زیست نی جواب یہہ ہے
کہا یہہ قاسم و اکبر کو دیکہہ اعدا نے
وہ ماہ چاردہم ہی تو آفتاب یہہ ہے
ملا نہ مالک کوثر کو ایک قطرہ آب
ہنوز خلق مین دریا کو پیچ و تاب یہہ ہے
دیکہا کی حاکم کوفہ کو شمر نی یہہ کہا
بہن حسین کی زینب جگر کباب یہہ ہے
ملک خلک پہ یہہ کہتی تہی وقت قتل حسین
جفا و جور یہہ ہی ظلم بیحساب یہہ ہے
سوار دوش رسول خدا کی چہاتی پہ
چہڑا ہی شمر زمانیکا انقلاب یہہ ہے
پدر کو کہو کی بہری زندہ کہتی تہی سجاد
کہین سے گے کیا کبہی اہل وطن حجاب یہہ ہے

سوال آب جو کرتی تھی شہ تو دشمن دین
لگاتی تیر ستم کہتی تھی جواب یہی ہے

چھپا کی بالوں سے چہرے کو کہتی تھیں زینب
روالیں اب یہی ہے سر ا یہی نقاب یہی ہے

اسیر دیکھ کی عابد کو کہتی تھی کو سنے
بندھا ہی جسکا گلا مالک الرقاب یہی ہے

قطعہ

رسول کہتی تھی بازو پکڑ کی حیدر کا
یہ شہ نظم کا لقمین ہون دربار یہی ہے

جسے پہنچنا ہو مجھ تک وہ اس سے راہ گیا
خدا کی اور نہیں رستی رہ ثواب یہی ہے

قطعہ

صفائی حسن کی اکبر کی دیکھ بولی عدو
نگہ ٹھہرتی نہیں رخ پہ شب تاب یہی ہے

نہ سمجھو ابرو دیا اس مہ جبین کی نقطہ خال
کتاب حسن کے ایک بیت انتخاب یہی ہے

تنجل ہی زلف کی خوشبو یہ ہو الٹی عنبر و مشک
عرق نہیں گل رخسار پہ گلاب یہی ہے

قطعہ

یہ بانو کہتی تھی اکبر کی لاش سے رو رو
تڑپ رہی ہون میری دلکو اضطراب یہی ہے

ہماری چھاتی پہ آرام کرتی تھی کل تک
زمین پہ سوتی ہو تم آج فرش خواب یہی ہے

نسب بیان کیا اپنا جو شہ تھی بولی عدو
جواب کیا دیں کہ تقصیر لاجواب یہی ہے

دیکھا کی خنجر کین شمر نے کہا شہ سے
جو تین روز کی پیاسی ہو تم ثواب یہی ہے

قطعہ

حسین ضرب سے تیغ کی بھاری ہاتھ کی آب
علی کے لال ہی سر پہ کہ کہسین نقاب یہی ہے

لگا کی خون جبین ریش پہ کہا شہ نے
جیالسی چھاتی ترت ہم آشتی خضاب یہی ہے

دعای بخشش امت جو تهی کی تهه تیغ
ندای غیب یهه آئی که مستجاب یهه هی

هر ایک زخم کی اوپر لگی تهی سو سو زخم
جراحت تن شبیر کا حساب یهه هے

زمین په دیکهه تن شه کو کهتی تهی زهرا
اڑا دو خاک که فرزند بوتراب یهه هے

نیزه په تخت کی اوپر هوا ورتلی سر شاه
انیس دیکهه زمانیکا انقلاب یهه هے

سلام مونس

قبر مین خاک شفا هو لو نکی چادر باهر
مجمری بوی ارم پهیلی هی اندر باهر

دیکهه عبرت سی ذرا گور غریبا نکی طرف
استخوان قبر کی اندر هین تو تهہر باهر

اٹ گیا خاک سی تربت مین بدن میت کا
کیا تکلف جو مشجر کی هی چادر باهر

کیا صفائی هی که آیا جو کبهی عکس غبار
دی صدا آئینهٔ دل نی که باهر باهر

خانهٔ دل هوا ویران تو بستی کیسی
چهوڑ کر شهر بنگلی کوئی گهر باهر

باغ عالم مین چلی هی یهه هوا جنت کی
غنچه کهتی هین که تنگی سی هنوز ر باهر

ذهن مین غیر کا مضمون جو گذرتی دیکها
دی صدا دل نی کراهت سی که باهر باهر

در جنت په گیا جب کوئی بی حب علی
آئی رضوان کی یهه آواز که باهر باهر

قتل سرور کا یهه صدمه هی که هر اشک کے ساتهه
لخت دل چشم سی آتی هین برابر باهر

هم تو مانند کمان گوشه نشین هین لیکن
تیر آهو نکی نکل جاتی هین اکثر باهر

هی زبان مونهه مین مگر بهتر یا هو شهر و در
اپنی شمشیر تو کاٹهی مین هین جو هو باهر

ای صبا بوی گل فاطمه یهان بهی لانا
اس چمن سے نه چلی جائیو باهر باهر

قامت اکبر گلگون نسے مین کیا دون تشبیه
کهین جامه سی نهو هو جای صنوبر باهر

کهتی تهی فاطمه صغرا که قلق هے لوگو
پهینک دون چیر کی پهلو دل مضطر باهر

شہ سے حر نے کہا پانی مجھے دیتی ہیں بتول ہاتھ جنت کے دریچہ میں ہیں ساغر باہر
شاہ خیمہ میں ہیں ڈھوریہ علمدار حسین پھرے برج شرف میں مہ انور باہر
غل ہوا تیغ حسینی سے شرارے جو اڑے دیکھو پردے سے نکل آئے ہیں اختر باہر
بانو کہتی تھی یہ ہوا نہ دعائیں لوگو گھر سے اب چلی چل جاتی ہیں جعفر باہر

قطعہ

چل گیا ظلم کی برچھی کا جو پھل سینہ پر نکل آیا دل ہمشکل پیمبر باہر
حر کی حضرت سے کہا روئے چلا کے نہ آپ کہیں پردے سے نکل آئیں نہ مادر باہر
ہاتھ شہ کے لئے جیب کفن سے ہر دم ہاتھ میرے بھی رہیں شکل سکندر باہر
دیکھ کر شمہ یہ ان جلا کار حسین پھر کترا کے نکل جاتا ہے باہر باہر
کاکل و عنبر زہرا کے جو بو جا پہونچی مشک نافہ سے نہ دریا سے ہو عنبر باہر
شاہ کہتے تھے وہ پیاسا ہوں کہ گر جاہو نہر نکل آئے ابھی فردوس سے کوثر باہر
جھک گیا خلد میں تسلیم کو سر طوبی کا جبکہ نکلا علم فوج پیمبر باہر
غل ہے پنجہ کی تجلی ہے یہ پھر ہر کیں نہیں حور غرفہ سے نکالے ہوئے ہے سر باہر
اسقدر پیاس سے بیتاب ہیں اطفال حسین نکلی آتی تھی لئے ہاتھ میں ساغر باہر
بانو غش ہو گئی ہے سیدِ بیمار بھی کہہ منہ سے دیکھے جو زبان علی اکبر باہر
رو کے شہ کہتے تھے زینب سے خجالت ہے بہن ڈیوڑھی سے نہ گئی گھر سے برابر باہر

قطعہ

خاک اڑاتی ہوئی دوڑی جو سوئے مقتل زینب شمر نے میان سے کھینچا جو ہے خنجر باہر
شاہ چلائے کہ بھائی تو ابھی جیتا ہے تمکو زہرا کی قسم نکلو نہ خواہر باہر

شہ کا سر کٹتی ہی قیدی ہوئی رونی والی | کوئی جز زخم بدن لاشہ یہ گریان ہوا
شبکو جلتی رہی داغ دل زہرا کی چراغ | گور پر شمع سر گور غریبان نہ ہوا
دیکھنا شومی تقدیر کہ اتبک مونس | کربلا اپنی کوئی جانیکا سامان ہوا

سلام مونس

نکل جائیگا قالب قابو سی میرے | کہ شعلی اب اوٹھتی ہین پہلو سی میرے

مطلع

شرارت ٹپکتی ہی آنسو سی میرے | نہ اوٹھی مژہ طفل بدخو سے میرے
زبان اور پتھر ہی مطلع یہہ کہکر | کہ ہی آبرو ہی سخن رو سے میرے
خجالت سی یہ نخل سحر زرد ہوگا | لڑا تا ہی کیون آنکھہ آنسو سے میرے
خلش دلکی بیچین کرتی ہے یارب | یہہ کانٹا نکل جای پہلو سے میرے
نہوا کسر مو تنا زلف شہ کی | جو نکلی زبان ہر سر مو سی میرے
کنارا کیا سب نی تربت مین رکھکر | مٹا داغ حسرت نہ پہلو سی میرے

قطعہ

اسد ہو ئین کہتی تہی عباس نمازی | قدم کیا ہٹین گے لب جو سی میرے
مرونگا یہین اور یہین دفن ہونگا | کہان جائیگی نہر قابو سی میرے
خیال آگیا کسکی زخم جگر کا | لہو کی جگہ بوای آنسو سے میرے
کرین مجسی پہلو تہی اہل مجلس | کہ دل اب نکلتا ہی پہلو سی میرے

قطعہ

کہا شہ نی اصغر کو دو بوند پانی | کرو باغیو غش ہم گلرو سے میرے

اشارہ یہہ تہا شہ کی جبین جبین کا | کہ خنجر ہوئی کند ابروسے میرے

قطعہ

کہا شہ سی عباس نے وقت رحلت | علم اب اوٹہا لیجو پہلو سے میرے
چہدی شک پانی نہ پیاسونکو پہنچا | کہ کٹ گیا دست بازو سے میرے

قطعہ

کہا شہنے اعدا سی ہی صاف ظاہر | محمدؐ کی بو جسم خوشبو سے میرے
پیمبر نی بوسی لئی ہین مکرر | ملا کر دہن چشم و ابرو سے میرے

قطعہ

ہین وہ ہون کہ زہرا ہوئی دل شکستہ | جو ٹوٹا کبہی تار گیسو سے میرے
کہان اب ہین مادر پدر اب کہان ہین | نکالین جو تیر اونکو پہلو سے میرے
کہان اب ہین نانا جو آنکہو نسی دیکہین | گذرنا سنا نو نکا پہلو سے میرے

قطعہ

یہہ تہی صرکب شہ کی رنگین اشارے | طرارے وہ بالا ہین آہو سی میرے
اودہر دن گر تو بیک صبا بہی نہ پہونچے | ابہی پر نکل آئین پہلو سے میرے
یہہ کہتا تہا قاتل لہو شہنی او گلا | دبا زخم سینہ جو زانو نسی میرے
کہا شمر نی خون زخمو نسی او بلا | دبا سینہ شہ جو زانو سے میرے
دم ذبح خنجر کو ہاتہو نسے پکڑا | کسی شخص نے آ کی پہلو سے میرے
خدا جانی تہی کون بی بی کہلی سر | کہ وہ لیٹی جاتی تہی بازو سے میرے
رکہا حلق پر لوزبہ جبکہ خنجر | صدا آئی رونیکی پہلو سے میرے

قطعہ

دم دفن عابد کو آواز آئے
نہ پوچھو لحد دست و بازو سی میرے

یوہین جاؤنگا سامنے مصطفی کے
نکالو نہ تیرونکو پہلو سے میرے

ہوا جب رواں کاروان آنسوونکا
جرس کی صدا آئی پہلو سے میرے

یہہ بالیدہ گی ہی ورشہ پہ مجھکو
کہ ہے آستین تنگ بازو سی میرے

اوڑہی متل کا فور آتش کی گرمی
جہنم ہوا سرد آنسو سے میرے

صراط و جہنم مین ہوگی جو لغزش
مددگار ہونگے پنجتن سگے ہر سو سی میرے

حسین و حسن دستگیری کرینگے
یہہ جوشن کھلیگا نہ بازو سی میرے

کہونگا خلیل خدا سے ارم مین
چمن بن گئی آگ آنسو سے میرے

یہہ کہتی تہی سرور کہ ابروئے نبی کے
نہایت مشابہہ تہی ابرو سی میرے

علی آنکہین ملتی تہی صدقے تہین زہرا
یہہ تہا عشق جعد سمن بو سے میرے

نہ باندہی کوئی اسکو چوب سنانی
الگ دم ہین وابستہ گیسو سی میرے

قطعہ

تڑپ کر یہہ بستر پہ کہتی تہی زہرا
کہ ظاہر ہی درد دل آنسو سی میرے

شکستہ ہین سب استخوان اسطرف کے
نہ سرکاؤ تکیونکو پہلو سی میرے

لئی جاؤنگی قبر مین داغ سیلی
نشان یہہ مٹیگا نہ بازو سی میرے

کہا رن مین اکبر نی مین نور حق ہون
شرف پایا نوشاہ خوشبو سی میرے

پکاری یہہ شہ اہل کنعان کہان ہین
ملائین تو یوسف کو مہ رو سی میرے

بہر ہا شمر چہاتی پہ شہ کی یہہ کہہ کر
بہلا اب نکلتی تو پہلو سے میرے

~~کہا شہ نی دشمن نہیں دیتی مہلت | کہ ارمان سرک جائین پہلو سی میرے~~

کہا شہ نی قاتل سے اتنا ٹہر جا ان | کہ ارمان سرک جائین پہلو سی میرے

کہا شہ نی اللہ ری تشنہ کامی | زبان لپٹی جاتی ہے تالو سی میرے

کہا ماں نی کل تک تو تہی ساتھ اصغر | جدا ہو گئی آج پہلو سے میرے

یہان قدر کیا گوہر بے بہا کی | بہت کم ہی قیمت مین آنسو سی میرے

کہا شہ نی قاسم سی لاشی دیکہا کہ | یہہ گل لٹ گئی باغ خوشبو سی میرے

قطعہ

اشارہ کیا شاہ نی وقت رخصت | سکینہ کو سرکا دو پہلو سے میرے

اٹہو لاو صغرا کا طالب ہون زینب | بس اب کہولو تعویذ بازو سی میرے

غم شہ مین سینہ سی اوٹہتی ہین شعلی | سرک جائین دلسوز پہلو سی میرے

یہہ چلاتی تہی اونٹ پر بنت زہرا | ہٹا دو سنانون کو پہلو سے میرے

ہوا شام مین ظلم کی چل رہی ہے | ہٹی جاتی ہین موی سر رو سی میرے

خراشیدہ چہرہ کیا ہاتہو نے دوا بنو ن | رسن کہولدی کوئی بازو سی میرے

کہا شہ نی اعدا سی مجرم تو مین ہون | عداوت تمہین کیون ہی گلرو سی میرے

پلا دیدو اصغر کو تہوڑا سا پانی | یہہ دریا نہ کم ہوگا چلو سی میرے

قطعہ

یہہ کی عرض عباس نے شہ سے رو کی | روان ہی لہو دست و بازو سی میرے

علمدار حضرت کا ہوتا ہی رخصت | یہہ رایت اوٹہا لیجئے پہلو سی میرے

قطعہ

کہاں شہ کی آعدا سی ہین پیاسی ہون مسافر | اوٹھا و نہ خیمہ لب جو سے میرے
مینہ ہی گرمی کا شہ بین کی سے بچے | جو نکلی گی یہہ پہر قابو سے میرے
غش کی مین بیٹھی ہون کہتی تہی زینب | رسن کہولدے کوئی بازو سی میرے
غم شاہ مین اشک جاری ہین ہر دم | خجل عطر نرگس ہی آنسو سی میرے
کیا پاک دریای رحمت نی مونس | گنہہ دہو گئی ایک آنسو سی میرے

سلام سلیس

ای سلامی تیغ دشمن کارگر ہوتی نہین | حفظ خالق سی کوئی بہتر سپر ہوتی نہین
مجہہ سی شہ جان دینی مین خدا کی راہ مین | گر لگین نشو تیر عاشق کو خبر ہوتی نہین
کہتی تہی حضرت رہی گا عصر تک باران تیر | یہہ مہم جب تک نہ سر کی جای ہنر ہوتی نہین
راست بازونکو در مقصود ملجاتا ہی جلد | جو کہ سچی ہین صدف وہ بی گہر ہوتی نہین
کہتی تہی حضرت غم عباس نے خم کر دیا | بی لحد مین سوی اب سیدہی کمر ہوتی نہین
کیون نہ ماتمدار حضرت کی بہلی ہونی پسر | کون شاخ نخل ماتم بے ثمر ہوتی نہین
کہتی تہی صغرا کہ نانی تا کجا ناری کنون | کیا شب فرقت کی دنیا مین سحر ہوتی نہین
ہل گیا عرش خدا زینب نی جب فریاد کی | آہ ماتمدار ہرگز بی اثر ہوتی نہین
شام سی کہتی تہی یہہ شوق شہادت مین حسین | دم میرا گہٹتا ہی کیون جلدی سحر ہوتی نہین
پوچہئی اوس سی کہ دردامیز ہو جس کا کلام | بیت موزون کوئی بی خون جگر ہوتی نہین
کہتی تہی حضرت کہ مشتاق نماز ظہر ہون | بڑہ گیا ہی کیا یہہ دن جو دوپہر ہوتی نہین
فق ہوا جاتا ہی موہنہ زینب کا جو کہتی ہی آج | آمد صبح قیامت ہی سحر ہوتی نہین
اطلاع قتل سرور ہوگئی ہر شہر مین | سچ ہی مخفی خون ناحق کے خبر ہوتی نہین

مین دعا کرتا ہون روز اسکو نبی پائی جسن — شاخ نخل آرزو کیون بارور ہوتی نہین
مدح دندان و لب شبیر پایہ جا ہی — شیر خالص مین حلاوت بی شکر ہوتی نہین

قطعہ

کہتی تہی بانو سکینہ جان دیگی قید مین — کونسی شب ہی کہ رونے مین سحر ہوتی نہین
بیکنہ مارا ہو تلوار ونے جسکی باپ کو — کوئی بہی اسطرح بی پدر ہوتی نہین
جمع ہونا ایکجا ضدین دشواری سی ہی — خیر ہوتی ہی طبیعت مین تو شر ہوتی نہین
کہتی تہی تشنہ آب دریا کی کنارہ ہی مجہی — اتنی کو تر زبان خشک تر ہوتی نہین
یا ولی حق سکینہ اب کی لیجی خبر — میرے مولا اب کسی صورت بسر ہوتی نہین

سلام نفیس

مجرئی جب تک کہ دم مین دم رہے — فاطمہ کے لال کا ماتم رہے
پاؤن جب تک چلتی ہین مجلس مین جا — ہاتہ جب تک تن مین ہین ماتم رہے
کہتی تہی شہ گہر میرا برباد ہو — دین حق کی پر سنا محکم رہے
شہ کی غم مین چین سب بے روی ہین — لخت دل نکلی جو آنسو تہم رہے
لطف کوثر ہی سبیل شاہ مین — کیون نہ اوسکی جا مین زمزم رہے
تشنگی جو اگر لینا سے سبیل — خاک مین ملجا کہ نقش جم رہے
قبر مین پہنچین جو سینہ تک نہ ہاتہ — روح میری صاحب ماتم رہے
اہل دین کی ہی بہی ہے راستی — حسن سجدہ ہی جو گردن خم رہے
دیکہ کر ماہ محرم بہستے شاہ — زندگی کی دن بہت اب کم رہے
اونکو اکدم بہی نہ چہوڑا موت نے — لوگ جو سو سو برس باہم رہے

وا روبنا جائی آسایش نہین — خوب سمجھی تھی جو اصغر کم رہے

ہم رہین گی کب تلک عالم مین آہ — حیف نہ عالم مین شہ عالم رہے

تشنہ ہی نانا سے یہ کوثر پہ کب — تین دن دریا پہ پیاسے ہم رہے

واو رلینا لاشۂ شبیر پر — دھوپ ڈھلکو رات کو شبنم رہے

دیکھ کر سر پہ خم محراب تیغ — دیر تک سجدہ مین حضرت خم رہے

مبتلا رہتا ہون غم مین شاہ کے — چاہئی وہان بھی یہی ماتم رہے

تفرقہ ڈالا فلک نی عاقبت — پنجتن تھوڑی دنون باہم رہے

عمر نی کچھ کی نہ اصغر سے وفا — سال بھر سے بھی جہان مین کم رہے

جانی والی کربلا ہوئیے انیس — وای قسمت اس برس بھی ہم رہے

سلام میر انیس

کودکی پیری جوانی دیکھ لے — تین دن کی زندگانی دیکھ لے

نیک تو بد اور برے اچھی ہوئی — منصفونکی قدردانی دیکھ لے

دانہ زر لوگونسے بالا پڑ گیا — جنس راحت کی گرانی دیکھ لے

برق تھی گویا کہ چمکی چھپ گئے — تیری ہمت امی جوانی دیکھ لے

قید مین جب دم گھٹا گھبرا کہا دم — اپنی دولہ کی نشانی دیکھ لے

قطعہ

کہتی تہی سجاد غم مین باپ کے — دیدۂ ترکی روانی دیکھ لے

طوق لنگر کا اوٹھایا شکر ہے — بیڑیونکی بھی گرانی دیکھ لے

اوٹھ گیا سنکو شعر تر کے انیس — کیون طبیعت کی روانی دیکھ لے

سلام میر انیس

بھرا ہی غم شہ سے سینہ ہمارا | سلامی یہی ہی خزینہ ہمارا
دل پاک رکھتی ہین ہم پاک طینت | نہین جرم رکھتا نگینہ ہمارا
پکاری یہی قبر سرور پہ آ کر | الٰہی غنا کین ہے و فینہ ہمارا
لپٹتی جو تہی تو کہتی سہتے عضرت | بس اب ساتھ چھوڑو سکینہ ہمارا
نہ چہاتی سے لپٹو کہ اب شمر ظالم | دبا ئی گا زانو تلے سینہ ہمارا
نجف میں کہیہ نہیں نقش دلیر | ان اسمونکا گھر ہی نگینہ ہمارا
چلی شہ وطن سے تو کہتی تہی سجاد | بس اس سال مشکل ہی جینہ ہمارا
یکایک صدا قبر احمد سے آئی | ہوا آج خالی مدینہ ہمارا
یہ کندہ ہی نام علی نقش دلیر | وہ ذرنجف ہے نگینہ ہمارا
کہا شہ نی قاتل سے زانو اٹھالی | کہ زخمو نسی ہے چور سینہ ہمارا
عبث بیگنہ قتل کرتا ہے ظالم | زمانیکی زینت ہی جینہ ہمارا
علی ہین در علم شہر نبوت | شفقی ننگ گھر ہی یہ گینہ ہمارا
کہا وقت مرگ پسر شہ نی رو کر | تیری موت اکبر ہی جینہ ہمارا

قطعہ

کہا شہ نی بہائی نہ چھوڑیگا ہمکو | وہ دولت سمجھتا ہے جینہ ہمارا
بہائی ہو اپنا عباس اوس جا | گری جبس زمین پر پسینہ ہمارا

قطعہ

عمر سی کہا حر نی ناجی ہمین ہین | پسند خدا ہے قرینہ ہمارا

تجھے حب دنیا تجھی حب جنت — وہ کشتی تیری یہہ سفینہ ہمارا
حرم کہتی ہتی تہا یہہ امت مین طوفان — کہ خشکی مین ڈوبا سفینہ ہمارا
خدا کی عطا کی ہین رو دینکو آنکہین — نبایا ہی ماتم کو سفینہ ہمارا
نگہبان علی ناخدا نوح امت — نہین ڈوبنے کا سفینہ ہمارا
ہوئی سخت ایذا زبانیکی ہاتہون — گرا سنگ پر آبگینہ ہمارا
تہیدست کب سی انیس آیکا ہے — ملی یا حسین اب مدینہ ہمارا

سلام سولس

ای مخبری گیا سرور کہان کہان — قران لئی پہری جاہیں ستمگر کہان کہان
کہتی تہی شاہ ہی یہہ میرا آخری سفر — لیجائی ہمکو دیکہین مقدر کہان کہان
مسلم کی لاڈلونکو اجل نی نہ چہوڑا ہائے — جیتی پہری وہ بیکس و مضطر کہان کہان
پانی دیا امام نی جب حر کی فوجکو — برسا سحاب رحمت داور کہان کہان
کہتی تہی شاہ رو کی دیکہا دو تو باپ کو — کہائی ہین زخم ای علی اکبر کہان کہان

قطعہ

سجاد کہتی تہی میری کشتی تباہ ہے — یارب سنبہالون طوق کا لنگر کہان کہان
بابا تو سر کٹا کی ہوئی بحر خون مین غرق — مین کہینچتا پہرون تن لاغر کہان کہان
قاتل سی شاہ کہتی تہی کیون دیکہی تیری پیاس — انصاف کر کہ تیرا خنجر کہان کہان
مقتل مین شہ کی لاش پہ زینب کہے تہی یہہ — ای بہائی روئی دختر حیدر کہان کہان
مین غرق خون کہین تو پہنچی کہین پسر — پہنچی سر اپنا جاکی یہہ خواہر کہان کہان
گہر گہر بپا ہین شاہ کی ماتم کی مجلسین — جا جا کی روئین عاشق سرور کہان کہان

وہیں جگر میں ہمیشہ ہر غمگین جان میں
ڈھا ہی ایک غم کا یہ نشتر کہان کہان

افلاک میں زمین میں ہوا میں بحار میں
بھرپا ہی ایک ماتم سرور کہان کہان

صفین میں حنین میں خیبر میں بدر میں
چمکی علی کی تیغ دو پیکر کہان کہان

مشہد میں کربلا میں نجف میں مدینہ میں
بکہری گل ریاض پیمبر کہان کہان

چین و ختن میں دشت خطا میں تتار میں
مہکی شمیم کاکل سرور کہان کہان

دیکھیں صریح میں نزع کی ایذا میں قبر میں
دیکھو مدد کو آتے ہیں حیدر کہان کہان

صحرا میں قتل گاہ میں ریتی میں نہر میں
ٹپکا ہی خون سبط پیمبر کہان کہان

چوب سنان میں قلعہ کی در میں جسر میں
لٹکا ہی شہ کا فرق مطہر کہان کہان

صندوق میں تنور میں زندان میں دیر میں
رکہا حسین کا سر انور کہان کہان

ری میں دمشق و روم میں کوفہ میں شام میں
آل نبی پہری ہیں کہلی سر کہان کہان

شہروں میں جنگلوں میں پہاڑوں میں دشت میں
بہائی کو روئی زینب مضطر کہان کہان

مونس تیری سخن کی ہوئی شش جہت میں دہوم
تیغ سخن کے پہونچی ہیں جوہر کہان کہان

سلام انیس

بیکسی کا شہ کی جب چارہ گیا
مجبری مہمان پیاسا رہ گیا

دیر آئیں یہ جلد آسے رسول
دور لاکھون کوس سایا رہ گیا

الله الله قرب معراج رسول
دو کمانسے فرق ادنا رہ گیا

فیض تہا پی بردگی میں ال کے
ہم گنہگار ونکا پردہ رہ گیا

کور ہو نین اوسکا جلوہ دیکھکر
شکر ہے آنکھونکا پردہ رہ گیا

اوٹھ گئی مابین سے ساری حجاب
بس فقط آنکھونکا پردہ رہ گیا

نہ پیار سی مجہی اتنا گلی لگا ای قبر
کہ اب شکست میری استخوان اوٹہاتی ہی

فروتنی کی بہی حد ہو چکی اب ہوشیار
زمین سی ہم بہی سر ای آسمان اوٹہاتی ہین

علی نی صفحہ ہستی سی یون مٹایا کفر
کہ جیسی حرفِ غلط نکتہ دان اوٹہاتی ہین

ستون بہی گر گئی خم ہو کی طاق کسری کی
نگین کے بعد یہہ کرسیان سکان اوٹہاتی ہین

کسی کی نہ خریداری متاع کمال
بڑا وجنس کی ہم بہی سکان اوٹہاتی ہین

بنائی روضۂ شہ دیکہ کر فلک نی کہا
زمین پہ اور کوی آسمان اوٹہاتی ہین

علی کا دست کرم درفشان جو ہوتا ہی
تو اپنی اپنی طبق آسمان اوٹہاتی ہین

اوکہاڑ کر در خیبر علی نے دی یہہ صدا
کہ اس پہاڑ کو یون پہلوان اوٹہاتی ہین

بہادروں کی دلونپر یہہ نقش کندہ ہی
کہ نام لیکی علی کا نشان اوٹہاتی ہین

لٹا دو صورت بیت علم عزا ادارو
کہ اب ضریح امام زمان اوٹہاتی ہین

حسین کہتی تہی ای آسمان کہان شبیر
نبی کی روضہ سی اید ارسان اوٹہاتی ہین

نہ گل کو دی کبہی ایذا نہ رنج بلبل کو
عبث چمن سی ہمین باغبان اوٹہاتی ہین

ہوا نشانہ سی واقف نہ خدنگ تیر کبہی
یہہ بیرخی کہ وہ ہمیں کمان اوٹہاتی ہین

قطعہ

کہا امام سی عباس نے سنا آقا
ہمین فرات سی یہہ بدگمان اوٹہاتی ہین

ازل سی ہی یہہ ترائی ہمارے قبضہ مین
درشتیان کہین شیر ژیان اوٹہاتی ہین

یہان اشارہ ابرو یہ تیغ چلتی ہے
وہ اور ہونگی جو زخم زبان اوٹہاتی ہین

کہا حسین نی قوت دیکہا دی ای بہیری
کہ لاشہ پسر نوجوان اوٹہاتی ہین

غم حسین سی جل ای چراغ داغ جگر
ہم اپنی آنکہو پہ تیرا دہوان اوٹہاتی ہین

نہال شاخ جھکی جب تو ہم یہ سمجھی ہوئے
نہال عمر لگا کر عجب ثمر دیکھا

یقین ہوا اوسی ہیکی نقاب پہ شبنم
رخ حسین کو جسنی عرق مین تر دیکھا

خوشا رواق علمدار روضۂ شبیر
خدا کی نور کا جلوہ ادہر ادہر دیکھا

وہ کیا مزا ہی خوشا لذت زیارت شاہ
کہ زایرونکو تڑپتے ہی عمر بھر دیکھا

کبھی کسیکی مکانین نہ لون گئی جبرئیل
رسول پاک کا دریا خدا کا گھر دیکھا

پڑا جو عکس رخ شاہ چرخ پہ سر شام
فلک نی صبح تلک آئینہ قمر دیکھا

ضیائی روی شہ دین جسی نظر آئی
نہ اوسنی پھر کبھی آئینہ قمر دیکھا

قدم مین شہ کی نظر آئی آفتاب کے ضو
ہتھیلی دیکھی تو آئینہ قمر دیکھا

کسی کا عزل کبھی کا نصب کسی کا زوال
یہی زمانہ کا نیرنگ عمر بھر دیکھا

گری قدم پہ جو زایر کوئی نجف سی پھرا
تڑپ گئی جسی آمادہ سفر دیکھا

کسیکی ایک طرح سی بسر ہوئی نہ کہین
عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

سلام مونس

بدلی ردی رنگ چشم تر گلابی ہو گیا
مجتبیٰ پر اشک کا گوہر گلابی ہو گیا

مرنی رم جھک جھک کے خون سے ہم حلق او گلا عشق سبز
تن تو کاہی اور رخ شبیر گلابی ہو گیا

ای خوشا رنگ گل رخسار مشکل سینی
آئینہ بھی ہاتھ مین اکثر گلابی ہو گیا

چہرہ کلکون اصغر پہ جو ٹپکا دلو سینہ
دامن لخت دل حیدر گلابی ہو گیا

جب گلستان پہ گل زہرا کا سایا پڑ گیا
چاندنی کا پھول بھی کھل کر گلابی ہو گیا

سامنی جب آیا پانی یاد ای شہ کی پیاس
لخت دل گرنی لگی ساغر گلابی ہو گیا

اشک رنگین سنت زہرا لی جو بوچھی چشم
بھیگ کر سب گوشہ چادر گلابی ہو گیا

قتل اصغر کی خبر سنتی ہی بیہا و شیدا ہو ۔ صاف سینہ بانوی بی پر گلابی ہو گیا
بیٹھ کر جس فرش پر سجاد روی اشک خون ۔ زرد رنگت ہو گئی بستر گلابی ہو گیا
شوق صہبای طہورا مین جو جا پہنچی شہید ۔ ہر حباب چشمہ کوثر گلابی ہو گیا
خون زخم سر سی ہوکس جب بہر شہ [illegible] ۔ پرچہ الماس سر تا سر گلابی ہو گیا

سلام میر انیس

لحد مین سوئی ہین چھوڑا ہی شہ نشینونکو ۔ کہان مکان سی اجل لیگئی مکینونکو

مطلع

کمال فقر بھی شاہی ہی پاک بینونکو ۔ یہہ خاک تخت ہی ہم بوریا نشینونکو

مطلع

سدا ہی فکر ترقی بلند بینون کو ۔ ہم آسمان سی لا لی ہین ان زمینونکو
رواق شاہ سی یہہ لڑ گئین ہین جا کی نظر ۔ نگاہ رکھہ میری انکھونکی دوربینونکو
یہہ جھریان نہین ہاتھو پہ ضعف پیری نے ۔ چنا ہی جامۂ اصلی کی آستینونکو
بڑہی جو غیر خدا اور سمت دست طلب ۔ تو باندہ دو نہین گریبان سی آستینونکو
زمین جو پاون نہین کہتی ہین فلک پہ دماغ ۔ خدا نی اوج دیا ہی کا یہہ کمینونکو
یہ زائرونکو ملین سرفرازیان ورنہ ۔ کہان نصیب کہ چومین فلک جبینونکو
ہمیشہ ہمنے مضامین کی تازہ بو کوئی ۔ بسا دیا ہی سلامونکی بھی زمینونکو
نکار رہا ہون مضامین لونکی پہر انبار ۔ خبر کرو میری خرمن کے خوشہ چینونکو
نگین تہا مہر نبوت جب جیب حیدری تہی ۔ جڑا ہی ایک انگوٹھی پہ دو نگینونکو
یقین کتنی تہی اکبر سی کیون نہو مجہی عشق ۔ کہ دوست رکہتا ہی اللہ بھی حسینونکو

لب حسین یہ مارا لعین نے تیر ستم
سوال آب کا پیاسیکو یہ جواب آیا

یہ انقلاب بہی آفت کا تہا کہ قتل کی بعد
سر حسین سوی صحبت شراب آیا

پدر کی تشنہ لبی یاد کر کی رونے لگے
کبہی جو سامنی عابد کی جام آب آیا

چہرا جو سینہ سرور پہ شمر سنگین دل
ہوا یہ غل کہ تہہ کوہ آفتاب آیا

ملک نہ آتی تہی بی اذن جنکی محلوں مین
وہ قافلہ سر بازار بی نقاب آیا

خدیو دین کی حرم آئی گر زمین ڈالی
اسیر طوق و رسن بالک آخر قاب آیا

نہ شب کو سوتی تہی بی روشنی کبہی ہم سر
اندہیری قبر مین کسطرح آج خواب آیا

سلام انیس

آکی جو بزم عزا مین رو گئے
مجرئی وہ فرد عصیان ہو گئے

یاد آیا دامن مادر کا چین
پاؤن پہیلا کر لحد مین سو گئے

اشک کیا نکلین کرے احوال پہ
سنتی سنتی قلب پتہر ہو گئے

سوت آئی ای محبو انفراق
آج سب و عدی برابر ہو گئے

ہاتہہ سی جاتا رہا نقد حیات
جان لیکر آئی بیجان ہو گئے

عالم فانی مین ہمکو کیا ملا
اور کچہہ اپنی گرہ کا کہو گئے

راحت آباد عدم ہی خوب جا
پہر نہ آئی وہ جہانسے جو گئے

قطعہ

چہد گیا مثل گہر ناوک سی حلق
لعل سی جان اپنی اصغر کہو گئے

خون گردن سی جو نکلا گرم گرم
پہر کی آہ سرد شہ بولے

رکہہ کی تربت مین پکاری شاہ دین
ہای آج اصغر اکیلے ہو گئے

قطعہ

غاصبان حق زہرا و علی سے — مورد لعن و تبرا ہو گئے
چھین کر باغ فدک کیا پھل ملا — اپنے حق میں آپ کانٹے بو گئے
ہتکڑی اور بیڑیاں انکی دیکھ کر — دست و پا عابد کی ٹھنڈے ہو گئے
عالم پیری میں یہ غفلت انیس — رات بھر جاگے سحر کو سو گئے

سلام میر انیس

لحد میں سامنے جب دفتر حساب آیا — گناہ دیکھ کے کیا کیا مجھے حجاب آیا
بہانہ ڈھونڈھتی ہے موت اے گنہگار شتاب — خدا نے رحم کیا جب مجھے حجاب آیا
پیام مرگ ہے موے سفید اے غافل — کبھی سنا ہے کہ پیری گئی شباب آیا
رخ حسین سے میں نے کبھی نہ دی تشبیہ — چمک کے سامنے سو بار آفتاب آیا

قطعہ

حسین و حر کی ملاقات تھی کہ عالم نور — ادھر سے ماہ بڑھا تھا کہ آفتاب آیا
صدا یہ آئی کہ گردن اٹھا کے دیکھو حر — معانقہ کو تیرے مالک الرقاب آیا
عطش نے شاہ کی سینے میں آگ بھڑکا دی — مگر زبان پہ نہ حرف سوال آب آیا
ورق میں مصحف ناطق کی اکبر و اصغر — جو بے عدیل تھے سورہ تو لاجواب آیا
وہ کون لوگ تھے بھیجا سلام جب حبیب نے — ضریح قبلہ حاجات سے جواب آیا
نگاہ نہ پائی جو کثرت سے سانس لینے کی — میان بحر فنا دم بخود حباب آیا
نہ سے شرع تو دیکھو کہ بن گیا سرکہ — نجف کی راہ میں جب شیشہ شراب آیا
نہ سیر اوٹھایا بحر جہاں اے غافل — صدا یہ دی گیا پانی پہ جب حباب آیا

زمین کا زور چلا خاک بھی وقت فشار — میری زبان پہ جو نام ابوتراب آیا
سر حسینؑ گیا شام مین جو وقت سحر — ہوا یہ شور کہ نیزہ پہ آفتاب آیا
غم حسینؑ مین جب آہ کی تو برسی آنکھ — اودھر چمک گئی بجلی ادھر سحاب آیا
فلک پہ شور تھا پہنچی جو کربلا مین حسینؑ — روانی خاک پہ فرزند بوتراب آیا
اوترا جو مجھکو لحد مین تو دی زمین نے صدا — زہی نصیب غلام ابوتراب آیا
گیا جو نامۂ صغرا تو قتل ہوتی تھی شاہ — لہو سے زخمونکی لکھا ہوا جواب آیا
جہانسے ہم اسی حسرت مین پیر ہوکی چلی — نہ عمر رفتہ پہر آئی نہ پہر شباب آیا
کوئی بھی سوتا ہی پیری مین اسطرح غافل — اوٹھو انیس اوٹھو سر پہ آفتاب آیا

سلام میر انیس

دل سیر ہی گدائی جناب امیر کا — خالی کبھی رہا نہین کاسہ فقیر کا

مطلع

حافظ اگر ہو عدل جناب امیر کا — شعلہ بہن لے جسم مین کرتا حریر کا

مطلع

تہا حق پسند فقر جناب امیر کا — اتبک ہی مسجد وہین بچھونا حصیر کا

مطلع

مشکل کشا ہی نام میری دستگیر کا — رسّی سی کھولدیتی ہین بازو اسیر کا

مطلع

عاشق ہون روی پاک جناب امیر کا — کعبہ کی سرزمین پہ ہی بستر فقیر کا

مطلع

کیا پوچھتی ہو مذہب و مشرب فقیر کا
شیشہ بغل میں ہی مئی خم غدیر کا

مطلع

کرسی نبی کی عرش خدای قدیر کا
وہ شاہ کی جگہ ہی محل ہی وزیر کا

مطلع

مطلب یہی ہی ہاتھ کی ہر ایک لکیر کا
دامن نہ چھوٹنے پای جناب امیر کا

مطلع

کیا خوش نما تھا فقر جناب امیر کا
اُترو تو رہا قبا پہ نقوش حصیر کا

مطلع

کیا پوچھتی ہو نام میری دستگیر کا
بازو نبی کا ہاتھ خدای قدیر کا

مطلع

کھل جائیگا اشارے میں عقدہ فقیر کا
مشکل کشا ہی نام جناب امیر کا

خیبر کا در اوکھاڑ لی ای جل شانہ
ٹکڑا نمک سی کہائی جو نان شعیر کا

اکبار رہتی جی میں بہونچا دی ای ملک
کرلوں طواف قبر جناب امیر کا

جب مر گئی علی تو مدینہ میں شور تھا
آج اوٹھ گیا شفیق یتیم و اسیر کا

ہر صبح چاہئی مجھی نعل علیؑ کا وصف
جب تک شکر نہو تو مزا کیا ہی شیر کا

یوں شش جہت میں ناصبی حق علی کا
ہفتہ میں جیسی روز ہی منحوس پیر کا

پیاسا ہوں ساقیا مئی کوثر کی خم کی خیر
پھر دی خدا کی راہ میں کاسہ فقیر کا

احسان بو تراب کا گردن پہ بوجھ ہے
سر کسطرح جھکا نہ رہی چرخ پیر کا

یارب دکھا دی خواب میں مجھکو نجف کا
آنکھیں ملوں میں یہ عین ہی مطلب جریر کا

اشکو نہین سب بہگو دی مجہکو ای فرات حمیم
عادی ہو نہین طہارت آب کثیر کا

دست خیال جو رخ شپیہ پہ جاتا کبہی
ادس دوش پہ تہا پاؤن جناب امیر کا

دیکہو ہماری رتبہ اعلا کو شیعو
جبرئیل بہی مرید ہی شیعونکی پیر کا

مومن دلو نہین سوچ لین بڑی بات ہے
نکلا کہان سے ہاتہ جناب امیر کا

سبطین مصطفی کو سمجہتی مین شیعہ نہین
شیعو نہین ہی یہہ حرز صغیر و کبیر کا

گلشن مین شکی زمزمہ پرداز یونکی قوم
دم بند ہو گیا ہی ہر ایک صفیر کا

معصوم سب ہین جوشن بازوی مصطفا
یہان ایک مرتبہ ہی صغیر و کبیر کا

پیری تو آچکی ہی مگر مہلت ای اجل
کر لون طواف قبر جناب امیر کا

حکم خدا سی قاسم رزاق خلق ہین
سب ہاتہ دیکہتی ہین میری دستگیر کا

کیا رحم تہا کہ شیر الہی نی رو دیا
جب آگیا خیال یتیم و اسیر کا

اوسکی پسر کو پانیکا قطرہ ملی نہ ہای
قاتل کو جسنی بہیج دیا جام شیر کا

حیدر کی حلم و رحم پہ رونے لگی حسین
کانسہ دیا جو آپ نی قاتل کو شیر کا

پوچہی کوئی پتا تو یہہ کہہ دیجیو انیس
ہی وادی السلام مین بستر فقیر کا

سلام میر انیس

سلامی قیامت بپا ہو گئی
کہ منت علی سے روا ہو گئے

غم شہ مین رہی جو آنکہو نسی اشک
جہنم کی آتش ہوا ہو گئے

اونہی تحت قبہ جو زایر کی بات
اجابت شریک دعا ہو گئی

کہلی جب سی تاثیر خاک شفا
نہان شرم سی کیمیا ہو گئی

تہہ تیغ ہر دم ہی سینہ مین دل
یہہ بستی ہی اب کربلا ہو گئی

دم ذبح گرتی ہی خون حسین — زمین رنگ کی خاک شفا ہوگئے
نہی دست حیدر کی زر ریزیان — غنی جس سے خلق خدا ہوگئے
یہہ زر ہی اک قدرت بوتراب — کہ مٹی ہین مٹی طلا ہو گئے

قطعہ

یہہ کہتی تہی صغرا کرون کیا علاج — ہوا زور زکم تپ سوا ہوگئے
بجا ہی جو نالہ کرے دمبدم — چمن مین سے بلبل جدا ہو گئی
بولایا نہ بابا نے کہہ کر مجہے — سکینہ بہی وہان بیوفا ہو گئی

قطعہ

یہہ میدان مین دولہہ تیغ چلین — کہ سب پرزری پر زری قبا ہو گئی
دولہن نے جو ہاتہ لشی پونچہا لہو — تو زخمون مین بوی حنا ہوگئے
فرس پہ جو ہمشکل احمد چڑہا — تجلی عارض سوا ہوگئے
اودہر آیا جو گرما کی اسپ عتاب — خجل ہو کی ٹہنڈی ہوا ہوگئے
کہا شہ نے اکبر نہین مر گئے — میری جان تنسی جدا ہو گئے
رگ جان ہی ہر تار زلف حسین — خطا کیون کہا یہہ خطا ہوگئے

قطعہ

دم ظہر آئی یہ شہ کو ندا — بہت آج تجہہ پر جفا ہوگئے
دکہادی جلال علی ای حسین — بس اب صبر کی انتہا ہوگئے

قطعہ

ادہر ہی جو شستی عنان فرس — یہ بہی تہی کہ ادہر کہ ہوا ہو گئی

گئی سایہ میں جس شجر کے حسین — ہر اک شاخ بال ہما ہو گئے
کہا شہ نے پیاسوں کا یہ خون بہا — کہ گلرنگ خاک شفا ہو گئے
کفن سے شہیدوں کو پردا ہی کیا — جو تن پہ گرد اور پردا ہو گئے
جگر چاک ہے کس زبان سے کہوں — شہ دین پہ جو کچھ جفا ہو گئے
جسی چومتی تھی نبی ہے غضب — چھری سے وہ گردن جدا ہو گئے
گذر روح زہرا کا بیشک ہوا اس — کہ پر نور بزم عزا ہو گئے

سلام انیس

ہوا جو عشق ثنائی ابو تراب مجھے — خدا نے کر دیا ذرہ سے آفتاب مجھے

مطلع

تہ زمین نظر آئی ابو تراب مجھے — ملا ہے قبر کی ظلمت میں آفتاب مجھے
زمین ہند میں تھی میری خراب ہو — کرو نجف میں طلب یا ابو تراب مجھے
کبھی نہ دوں عرق روئے شاہ سے نسبت — ہزار طرح سے چھڑکی جو دی گلاب مجھے
غم حسین میں ندی جھری یہ اشک کی — کہ آسمان نظر آنے لگا حباب مجھے
پدر کے غم میں تڑپتی ہوں کہتی تھی صغرا — چین آتی ہجر ای بی بیو نہ خواب مجھے
چھلکی جام سے ہیں میکدہ رہی آباد — خم غدیر کی دی ساقیا شراب مجھے
ثنائی شہ میں جو طفلی سے کی عرق ریزی — بڑھی زبان کی فصاحت ملا شباب مجھے
گل حدیقہ زہرا کی آبرو دیکر — گلی سے پھول کیا پھول سے گلاب مجھے

صدا یہ آتی تھی مقتل سے بعد قتل حسین | کسی خبر ہی جو حاصل ہوا ثواب مجھے

غریب و بیکس و مظلوم و تشنہ کام شہید | ملی ہیں خلق میں سرو تکریہ خطاب مجھے

نہ ہی رسن میں جو گردن تو بولی عابد زار | خدا نے آج کیا مالک الرقاب مجھے

سکینہ کہتی تھی بابا کا بچہ پھنکتا ہے | خدا کے واسطے لا دو کہیں سے آب مجھے

یہ قول حر تھا کہ میں دختر جہاں میں ہوں فخر | کیا ہے شہ نے ہزاروں میں انتخاب مجھے

صدا یہ دیتی تھی حضرت کو ذوالفقار علی | کہ رسی کھینچی یا ابن بوتراب مجھے

وہ برق ہوں میں کہ ٹکڑے پہاڑ اوڑا دونگی | سمٹ کی روکی تو ڈھالوں کا یہ سحاب مجھے

حسین کہتی تھی اے تیغ سب فنا ہو جائیں | ستم کی فوج پہ آئے اگر عتاب مجھے

تیرا نظیر ہے دنیا میں کون اور میرا | تجھی ہلال بنایا ہے آفتاب مجھے

یہ رخ حسین سے دعوی ہمسری کیا تو | دکھادی زلف تو چہرے پہ آفتاب مجھے

نقاب موہنہ سے اوٹھا دیجئے یا علی اکبر | چمک دکھا کے جلاتا ہے آفتاب مجھے

لحد میں آکے نکیرین نے کیا جو سوال | بتادئے میرے مولا نے سب جواب مجھے

وہ تشنہ کام ہوں بحر جہاں میں کہتی تھی شاہ | کہ پھوٹ پھوٹ کے رو دیگا ہر حباب مجھے

قدم نہ چھوڑونگی میں شہ سے کہتی تھی زینب | جلو میں چلنے دو تھامے ہوئے رکاب مجھے

حسین کہتی تھی دریا پہ مر گئے عباس | چھری کی دھار سے اب کم نہیں ہے آب مجھے

سند سنائی عصیاں کی ہے ہر اک ورق | پسند ہے غم شبیر کی کتاب مجھے

یہ بین کرتی تھی زینب کہ اے علی اکبر | پکارتی ہوں نہیں دیتے ہو جواب مجھے

لہو میں ڈوب کے گھر آئے ہیں جب سے ہمشکل | یہ بھی نثار نہ کرنا آئے شباب مجھے

سکینہ کہتی تھی زنداں میں یوں نہ سو دونگی | سلائیں چھاتی پہ بابا تو آئے خواب مجھے

بہت فشار پہ آمادہ تھی زمین امی آہ
اگر بچا گئے ہم اگر ابو تراب سے مجہے

سلام مونس

تڑپی نہ مسلامی شہ صفدر تہہ خنجر
دکہلائی غضب صبر کی جوہر تہہ خنجر

حضرت سا ہی نمازی کوئی دنیا میں ہوگا
پیشانی تو تہی سجدہ میں اور سر تہہ خنجر

لازم تہی جو تیغ دو زبان شہ والا
اعدا کو نظر آتی تہی خنجر تہہ خنجر

زینب کی کہا قسمیں جو دی جاتی نہ خنجر
جا بیٹہی بہائیکی برابر تہہ خنجر

شہ مانگتی تہی پانی تو کہتا تہا یہہ قاتل
ہو جائیگا اب خشک گلا تر تہہ خنجر

حربونکی یہہ کثرت تہی شہ دین پہ دم قتل
تہی تیغ تہہ تیغ تو خنجر تہہ خنجر

کیون مرگ کی نہ چلتا کہ گلیمیں شہ دینکی
پیکان تہی کئی صورت نشتر تہہ خنجر

قطعہ

جو پوچہتا دربار لعین مین یہ تعجب
یہہ سچ ہی کہ تڑپی نہیں سرور تہہ خنجر

کانپ اوٹہتا تہا اور شمر لعین کہتا تہا واللہ
زخمی کی یہہ دیکہی نہیں تیور تہہ خنجر

گردن کی رگیں کٹ گئیں اور ذکر خدا میں
ہلتی رہی شہ کی لب اطہر تہہ خنجر

قطعہ

دکہلاتا ہون قتل شہ مظلوم کی تصویر
اس شان سی تہی سبط پیمبر تہہ خنجر

سینہ پہ لعین لب پہ زبان خاک پہ گیسو
خنجر تو تہہ ریش تہا خنجر تہہ خنجر

اک آن میں کردیتی فنا فوج ستم کو
فرزند کو گر دیکہتی حیدر تہہ خنجر

شہ دیکہتی کشتونکو تڑپتے تو یہہ کہتی
شبیر الہی ہو مضطر تہہ خنجر

کہتی تہی ملک چرخ پہ وا حسرت و دردا
ہی تشنہ دہن مالک کوثر تہہ خنجر

چشم شہ مظلوم سی آنسو نکل آئی / یاد آیا جو آغوش پیمبر پہ تہہ خنجر

شہ کہتی تھی ای شمر نہین پانیکی پروا / ہی پیش نظر چشمۂ کوثر تہہ خنجر

قطعہ

سر پیٹ کی چلاتی تھی یون شمر کو زینب / کس شخص کے گردن ہی ستمگر تہہ خنجر

واللہ اگر آج کی دن خلق مین ہوتی / رکھہ دیتی گلا اپنا پیمبر تہہ خنجر

شہ کہتی تھی ہی دم کی کشاکش یہ دم نزع / چلتا ہی مری حلق پہ خنجر تہہ خنجر

سر ننگی جو زینب کی نکل آئی بڑا غم تھا / خیمہ کیطرف تکتی تھی سرور تہہ خنجر

کیا قہر ہی مونس کہ تڑپ کر ہوا بیچین / پیاسا خلف ساقی کوثر تہہ خنجر

سلام سلیس

سب عزیز و آشنا نا آشنا ہو جائنگی / قبر مین پیوند تن بھی ہین جدا ہو جائنگی

کوئی پوچھی گا نہ یہ کیا تم پہ گذری بعد مرگ / غیر سی بدتر عزیز و آشنا ہو جائنگی

وائی تنہائی نہ پھر ہوگا کوئی ہمراہ تک / قبر تک پہنچا کی سب ساتھی جدا ہو جائنگی

سب ہین شامل انتہائی سعی باہم زیست تک / جب یہ رشتہ ٹوٹ جائیگا فنا ہو جائنگی

قبر مین ہونگی شہ یکجا کسکی بھائی بند / منتشر سب ہو کی اعضا بھی جدا ہو جائنگی

جو تجھی مطلوب ہی ابن ابی طالب تک / مشکلین حل ہونگی سب مطلب ادا ہو جائنگی

قطعہ

وقت رخصت شہ نی زینب سی کہا اب ہم چلی / عصر کو ہم راہی ملک بقا ہو جائنگی

پھر ملاقات اب کہین تا حشر ہونیکی نہین / تم جدا ہمسے تو ہم تمسی جدا ہو جائنگی

کیا ہی گلشن اس چمن مین دوست و دشمن مین گر / پہول جب ہونگا تو کانٹی سب جدا ہو جائنگی

دیکہا ہی زحمت مجہی خالق و دنعمت خلق مین
دانت کہٹی تیری بہی اٹی سیا ہو جائینگی

او دہ گیا باغ جہانسی بلبل گلزار ہند
اپنی اپنی جا یہ اب سب خوش نوا ہو جائینگی

صورت شمع سحر دنیا مین کو بیدم ہین اور
جب ہوا کا لگ گیا جہوکا فنا ہو جائینگی

دوست اپنی زیست تک ہین شادئی عمکی شریک
بعد مرنیکی یہہ سب نا آشنا ہو جائینگی

شہ کی غم مین روکی تو اشکونکو دامن مین تو لی
تر عرق کی گوہر سی یہہ قیمت مین سوا ہو جائینگی

بوریئی پر بیٹہہ تو یا مسند زر تار پر
قبر مین یکسان فقیر و بادشاہ ہو جائینگی

گلشن ہستی مین مرکر بہی نہ ہونگی بادہ وش
ہم جہانسی مثل بوئی گل ہوا ہو جائینگی

ماتم شہ مین ٹپک کر چشم سی کہتی ہین اشک
قبر مین ہم درد عصیانکی دوا ہو جائینگی

کہتی تہی انصار نعمت گر شہادتکی ملے
ہم نمک سی اپنی آقا کے ادا ہو جائینگی

ننگ رہ دنیا مین اے غافل تو حاصل ہو ثواب
قبر مین اعمال بد تیری بلا ہو جائینگی

حشر کی دن دیکہنا اس مدح خوانی کا مزا
لاکہ گہر ایک بیت کی بدلی عطا ہو جائینگی

شاہ کہتی تہی دم رخصت سکینہ سی یہی
گہر سی نکلو گی تو ہم بہی بی بی خفا ہو جائینگی

خوف کیا ہی گر عدم جائینگی ہم پہلی پہل
رہ کی دو تانکی راہ سے بہی آشنا ہو جائینگی

قطعہ

وقت رخصت قبر احمد پر یہہ کہتی تہی حسین
نانا صاحب آپ سی اب ہم جدا ہو جائینگی

چہوڑ کر شہر اپنا جاتی ہین دیار غیر مین
اب صعوبت مین سفر کی مبتلا ہو جائینگی

کربلا مین تین دن پانی نہ دینگی اہل شام
ہم غریب بیکس بلا آشنا ہو جائینگی

روز عاشورہ مدد کو بہی نگا او سدم آئی آپ
قتل جب میری عزیز و آشنا ہو جائینگی

آج اگر شاہ ہونگی سیم و زر پہ سکی مین تو کیا
قبر مین کل اونکی تن نقش فنا ہو جائینگی

ظلم کی خنجر سے کاٹیں گے میاں پیاسا گلا — آپ کی امت پہ ہم نانا فدا ہو جائینگے
جای حیرت ہے سکینہ اور صحن قدس میں ہوں دفن — واہ سب اعضای تن خاک شفا ہو جائینگے

سلام نفیس

بار الم دو دوش سے سر پر نہیں اوٹھتا — ای مجری افسوس بمقدر نہیں اوٹھتا
شہ کہتی تھی عباس علی اٹو مدد کو — ہاتھوں سی میری لاشہ اکبر نہیں اوٹھتا
ہاتھ آتا ہی دو آنسو ونکی گلشن جنت — حیف اوس پہ جو اس غم سی رو کر نہیں اوٹھتا
گہر فاطمہ کی دلبند ہی اون لوگو سجاو لاسم — جس کا در شبیر سے بستر نہیں اوٹھتا

قطعہ

ملی شتر لین کسطرح کرون کہتی تھی سجاد — آگی قدم ای شمر ستمگر نہیں اوٹھتا
طوق ایسا گران ہی کہ رسن ونٹو نکلی لیکر — جسوقت اوٹھاتا ہوں قدم سر نہیں اوٹھتا
کہتی تھی لعین شوق عبادت ہی یہ شہ کو — سر سجدہ سی زیر دم خنجر نہیں اوٹھتا
ہاتف کہ ندا آئی کہ دنیا میں کسی سے — یہ بوجھ بجز سبط پیمبر نہیں اوٹھتا
چلاتی تھی زینب کہ میں کیا کری لوگو — شبیر کی جدائی سے ستمگر نہیں اوٹھتا
کہتی تھی حرم فاطمہ کہرا جہ ہوئی رانڈ — ترا تو یہ سر سبط پیمبر نہیں اوٹھتا
عباس سے شہ کہتی تھی رحم آتا ہی واللہ — امت پہ میرا ہاتھ برادر نہیں اوٹھتا
لایا ہو کیا غم کی خبر کہتی تھی نالی — کیون بام سے صغرا کی کبوتر نہیں اوٹھتا

قطعہ

سجاد حزین کہتی تھی دم لینے دو مجکو — ہی ضعف نہایت کہ قدم پھر نہیں اوٹھتا
کہتی تھی لعین برچھیان شانون پہ جاکر — اسطرح اوٹھاؤنگی کبھی گر نہیں اوٹھتا

شہ کہتی تھی برچھی تو نہیں کھائی جگر پر | کیوں ہاتھ تیرا سینہ سی ابر نہیں اٹھتا
اس ہجر میں ضامنت کا چلن ہی یہ نفیس اب | سایل کیطرح دست ستمگر نہیں اوٹھتا

سلام نفیس

ہوا جہان میں سلامی یہہ انقلاب کہاں | ہجوم عام کہاں بنت بوتراب کہاں
رہائی مد نظر عاصیونکی تھی ورنہ | ستم کا طوق کہاں مالک الرقاب کہاں
سکینہ ہجر پدر میں نہ سوئی مدت تک | خیال وصل پدر ہو جسی تو خواب کہاں
یہہ آسمان کو خلش اون گلونسی تھی ورنہ | ستم کی خار کہاں باغ بوتراب کہاں
سیاہ شام سی کیونکر نہ حر نکل آتا | سواد کفر کہاں نور آفتاب کہاں
ستم کبھی ہی یہہ دیکھا ہی آسمانکی تلے | زمین گرم کہاں ابن بوتراب کہاں
سوال خط کیا قاصد نے جب تو بولی حسین | اجل کی بس میں ہیں اب مہلت جواب کہاں
رکھا تنور میں خولی نے سر شہ دین کا | وہ نار ظلم کہاں اور یہہ آفتاب کہاں
گناہ بخش دئی حر کی حق نے شہ کی سبب | شمار ناجیونمیں ہو تو پھر حساب کہاں
ثمر پایا باغ جو انکا پہل کچھ اکبر نے | سنان ظلم کہاں سوسم شباب کہاں
نکلتی گھر سے نہ کسطرح ننگی سر زینب | تباہی آئی تو پردہ کہاں حجاب کہاں
عطش سے خیمہ میں کمہلائی جاتی تھی بچے | وہ تازہ پہول کہاں اور وہ تحواب کہاں

قطعہ

کہا یہہ فضہ نے جب شمر لیکی خیمہ آیا | سبھی کی گھر میں رزائی خانہ خراب کہاں
قریب پردہ کی زینب کھڑی تھی سر کھولے | ہٹو ہٹو چلی آتی ہو بیحجاب کہاں
ہنوز گا خلق میں ایسا ہی انقلاب کہیں | سر حسین کہاں مجلس شراب کہاں

نفیس مجکو بلایا نجف مین آقا نے	نہین تو مین کہان اور قبر بوتراب کہان

سلام نفیس

بدر سی جو صغرا جدا ہو گئے	سلامی تپ غم سوا ہو گئے
بچھی سر پہ رکھ لین گی ہم ای قدم	اگر طی رہ کربلا ہو گئے
تسلسل لکہا وصف زلف حسینؑ	میری فکر بہی اب رسا ہو گئے
گئی ہم سوئی کربلا سر کی بہل	ہر اک چشم نعلین پا ہو گئے
پڑین پاؤن عابد مین جب بیڑیان	حرم مین قیامت بپا ہو گئے
گنہگار بخشی نہ جاتی کبہی	شفاعت کا باعث بکا ہو گئے
نہ رکتی کبہی برق تیغ عذاب	سپر مومنو کی دعا ہو گئے
پہری اوسطرف اہل دنیا کی موبکہہ	جدہر چار دن کی ہوا ہو گئے

قطعہ

لہو آسمان سی برسنے لگا	جہانمین قیامت بپا ہو گئے
بجے شادیانے جو اوس جلکے	خبر قتل شہ جا بجا ہو گئے

قطعہ

لکہا خط مین صغرا نے شبیر کو	کہ ترک دوا اور غذا ہو گئے
نہ چھوڑون بہی پوچہا مجہی آپ نے	بہلا مجہسی تقصیر کیا ہو گئے
فقط آنکہہ حضرت نے پہیری نہین	اجل بہی تو مجہسے خفا ہو گئے
ملی حر کو جو وقت راہ ثواب	بحل اگلی پچہلی خطا ہو گئے

قطعہ

زہی نور دندان سبط رسول — خجل اختروں کی ضیا ہو گئے
لڑای اگر موتیوں کی لڑے — شکست در بے بہا ہو گئے
غبار رہ کربلا کے نثار — ہیرے آئینہ کو جلا ہو گئے
لکھا گیسوئی شہ کو مشک ختن — خجل ہون کہ مجھسے خطا ہو گئی
ہزاروں سے حضرت اکیلی لڑی — شجاعت کی بھی انتہا ہو گئے
چھٹا غانہ عاریت گر تو کیا — دل شاہ مردان مین جا ہو گئی

قطعہ

نبی کی نواسیکی چھینے ردا — یہہ فوج ستم بے حیا ہو گئی
پکاری ملک بند آنکھین کرو — بہن شاہ کی بے ردا ہو گئے
ہوئی شاہ امت کی خاطر شہید — پھر امت نہ اونپر فدا ہو گئے
سنی تھی نہ ایسی فصاحت نفیس — تیری ابتدا انتہا ہو گئے

سلام نفیس

مجرئی رنکو شہ جن و بشر جاتی ہین — راہ معبود مین کٹوانی کو سر جاتی ہین
روکی کہتی تھی سکینہ کہ مین صدقی بابا — تشنہ لب چھوڑی مجھی آپ کدھر جاتی ہین
شاہ کہتی تھی کہ دیکھی نہین جاتی تری پیاس — عوض کوثر یہہ ہم ای نور نظر جاتی ہین
یا الٰہی جب بند ہوا اولی حرم سی شہ دین — شکر خالق کرو یہہ دن بھی گذر جاتی ہین
ہان سی کرتا تھا اشارہ دم رخصت اکبر — آ ملی گھر سی کہ ہم اب دادی کی گھر جاتی ہین
لاشہ حر یہہ کہا شہ نی جو ہین اہل وفا — نام دنیا مین اسیطرح سی کرجاتی ہین
سچ ہی جبر نظر رحمت حق ہوتی ہے — اوسکے بگڑے ہوئی سب کام سنور جاتی ہین

دیکھ اد ہنوں نے حرم کو یہ سر ایک کہتا تھا / ہائی ناموس پیمبر کھلی سر جاتی ہیں
شاہ کہتی تھی کہ اکبر موئی ہم جیتی رہے / قابل زیست جو ہوتی ہیں وہ مر جاتی ہیں

قطعہ

کہا زینب نے مدد کیجو الٰہی رب کریم / خشک کو ہیلی پہل میری بکھر جاتی ہیں
سنتی ہی زینب سی کہا میں نہیں بچنی کا جو / مفت ہاتھو لسی میری رشک قمر جاتی ہیں
کہا شہ سی صغرا کی آپ تو تو فدا کو چلے / دیکھیں ہم ہجر میں جیتی ہیں کہ مر جاتی ہیں
جب چلے مرنیکو عباس لگی کہتی ہی حسین / بہائی بہائیکو وہی داغ جگر جاتی ہیں
شاہ کہتی تھی نہیں دوست کوئی غیر خدا / لاکھوں دشمن نظر آتی ہیں جدہر جاتی ہیں
رو دیا شاہ نی اکبر نی کہا جب یہ حرم / ای پدر خلق سی ہم تشنہ جگر جاتی ہیں
کہا زینب نے موئی نہر پہ شاید عباس / شاہ تنہا ہوئی ہاتہو لسی جگر جاتی ہیں
شکر کی جاہی نفیس اب کی تیرا ایسی کلام / لوگ اس بزم سی با دیدۂ تر جاتی ہیں

سلام نفیس

مجری شاہ کا جب حلق کٹا خنجر سی / شیر زہرا کا لہو ہو گیا بہا خنجر سی
آسمان ہل گیا تھرا گئی مقتل کی زمین / جب ہوا سر شہ والا کا جدا خنجر سی
حسن پاک کی تقدیر میں تہا زہر ستم / شہ مظلوم کی لکہی تہی قضا خنجر سی

قطعہ

شمر سی پوچھتا جو ذبح کا شبیر کی حال / حلق مظلوم کا کسطرح کٹا خنجر سی
کہتا تہا وہ کہ زمانہ تہا سیہ ڈرتی تہی خاک / جب میں کرتا تہا سر شاہ جدا خنجر سی
شمر آیا جو نظر بولی سکینہ رو کر / اسنی کاٹا میری بابا کا گلا خنجر سے

قطعہ

اسطرح پوچھتا تھا عمر شمر سی جا کر
ہاں کیا کسنی سر شاہ جدا خنجر سے

شمر کہنی لگا ہمراہ سنان و خولی
تہی شبیر کا کاٹا ہی گلا خنجر سے

شہ نی قاتل سی دم ذبح نہ مانگا پانی
تشنگی بجھہ گئی جب حلق ملا خنجر سے

روتی جنت سی چلی فاطمہ جسوقت سنا
کٹ گئی گردن شاہ شہدا خنجر سے

قطعہ

حاکم شام نی جب شمر سی پوچھا بتلا
شہ دین ذبح ہوئی تیغ سی یا خنجر سی

کونسی حربی سی شبیر کو تو نی مارا
جوڑ کر ہاتھ کو نکلو ظالم نی کہا خنجر سے

تیغ غم کیون نہ چلی دلپہ محبون کی نفیس
ذبح سرور ہوئی بے جرم و خطا خنجر سے

سلام نفیس

یون مدینہ سی سلامی شہ ذیشان نکلے
آشیان چھوڑ کی جون بلبل نالان نکلے

جب چلی شاہ تو زہرا کی یہہ آئی آواز
ہای اس گرمی مین تم گہر سی سیرکان نکلے

بانو کہتی تہی کہ سہرا ابہی نہ بندہنی پایا
ہای اکبر تیری کچہہ دل کے نہ ارمان نکلے

شاہ کہتی تہی دم ذبح کوئی شغل نہو
منہہ سی تکبیر دم خنجر قرآن نکلے

قطعہ

تشنہ پانی ہوا جسدم تو ہوئی غش اصغر
فکر مین آب کی شہ گہر سی ہراسان نکلے

اور کہا جاتا ہون لاتا ہون تشنہ دہن و تسکین اللہ
اسی جنگل مین ابہی چشمہ حیوان نکلے

دیکہا سنبل کو تو یاد آگئی زلف اکبر
دلسی کیونکر نہ بہلا نالہ سوزان نکلے

نزع کی وقت تلک تہا یہی اکبر کو خیال
ہوکی مضطر نہ کہین گہر سی میری مان نکلے

بانو کہتی تہی کہ پہر گہر مین خدا خیر سی لائی
آج ہین پہلی پہل اصغر نادان نکلے

قطعہ

شاہ کہتی تہی نہیں دلمیں ہوس کچھہ باقی
اساری ارمان تہہ خنجر تیران سے نکلے

قطعہ

مژدہ مغفرت امت عاصی سن کر ان
ای خدا یہہ ہی تمنا یہہ مری آن سے نکلے

ای آواز کہ بخشا تیری شیعونکو حسین
اور سب امت عاصی بہہ بلا ہان نکلے

شہ سی عرفی کہا بیلی بہی دیجی رخصت
برچھیان کہاون تو دلکی میری ارمان نکلے

شاہ کی دانتونپہ ظالم نے چھڑی جب کہ رکہی
مصطفی قبر سی انگشت بدندان نکلے

آمد فاطمہ ہی مجلس غم مین ای حسنیم
پیشوا ای کی لئی اشک کا طوفان نکلے

قطعہ

علی اکبر نی یہہ دی دشت سی سرور کو صدا
یہان تلک ای تو نکلی میری جان نکلے

ہی یہہ حسرت کہ دم نزع قدمبوس ہون میں
دیکہہ لون شہ کو تو دلکا میری ارمان نکلے

عابد سجاد کیا کرتے تہے قمری کی طرح
جب مدینہ سی کہین سوی گلستان نکلے

خاک ہونیکی نجف مین بہی حسرت ہی مجھی
ہند سی جلد نفیس اب پی عنوان نکلے

سلام نفیس

حلق سرور پہ جو شمشیر پہر آئی ہوگی
تجربی خلد سی زہرا نکل آئی ہوگی

مطلع

کس قدر مجہری فریاد مچائی ہوگی
دختر فاطمہ میدان میں جب آئی ہوگی

کہتی تہی عابد بیکس کہ بہت طول کہنچا
دیکہی کب ہمین زندان سی رہائی ہوگی

رنکو اکبر جو چلے آئی یہہ زہرا کی صدا
آج ضائع میری بالونکی کمائی ہوگی

لشکر حر کو نہ شبیر نے پیاسا رکھا
گرچہ معلوم تھا پانی کی منا ہی ہو گی

شاہ کہتی تھی اسی رات میں ہم دنیا میں
صبح ہوتی ہی میرے گھر کی صفائی ہو گی

لاشہ ابن علی کانپ اوٹھا ہوویگا
زینب خستہ جگر رنج میں جو آئی ہو گی

مونہہ دیکھا ویگا قیامت میں وہ کیا حیدر کو
جسکی تصویر پیمبر کے شبائی ہو گی

کہتی تھی نہ شب عاشور عبادت میں کمی
صبح دم لشکر اعدا سے لڑائی ہو گی

کہتی تھی بانو نہ تھا صاحب اولاد یہ کیا
جسکی برچھی علی اکبر کو لگائی ہو گی

کٹ گیا ہوویگا بانو کا کلیجا مونہہ کو
قبر اصغر کی یہ جب شہ نے بنائی ہو گی

ہونگی زہرا و علی خلد میں محبوس الم
پاؤں میں بیڑی جو عابد کے پہنائی ہو گی

کربلا جا کی نہ پہر ہند کو آوینگی نفیس
در آقا پہ اگر اپنی رسائی ہو گی

سلام نفیس

زندان میں ہوئی جبکہ اسیران ستم بند
ای مخبری تاریکی سے تھی رانڈونکی غم بند

جسکے غم میں سرور کی مصیبت کا ہا علم
لازم ہے کہ آنسو نہوں ای دیدۂ نم بند

عابد نے کہا کرتی جو بانو وصیت
مرجاتے پہ زندان میں نہ ہوتی کبھی ہم بند

اللہ ری فرزندونکی زینب کی نصیحت
دو لڑکون نے میدان میں کئی لاکھو علم اسلم بند

قطعہ

بیٹی تو یہ کہتی تھی کہ گھر آئینگے بابا
بیمار کا کیا حال کرون اپنا قلم بند

گھبرا کے کہا آہ بہت رہ گئیں باتیں
صغرا نے کیا نامہ کو جب بعد رقم بند

خود فاقہ کئی بہو کو نکو حیدر نی کہلایا
کیا صاحب ہمت کا ہو دریا ہی کرم بند

شہ کہتی تھی کھلتی نہیں کچھ مجھ پہ یہ تقصیر
کیون پانی کیا پیاسو نپہ ای اہل ستم بند

نرگس کی طرح چشم تھی صغرا کی سوئی در
ہوتی نہیں بچار کہ آنکھین کوئی دم بند

حاکم نے کہا شمر سے لیجا کے نہ کوئی
صندوق مین رکہنا سر سلطان امم بند

نت کہتی تہی سیراب کر ان تشنہ لبوں کو
پانی بھری بچھو سے ای ابر کرم بند

صغرا کو شہادت کی خبر خط مین لکھی تھی
سرنامہ کو کیا کرتے شہنشاہ امم بند

پانی نہ ملا مرگئی زندان مین سکینہ
تھی لب تو کہلی پیاس سے اور دیدۂ نم بند

خالق سے نفیس اب یہہ دعا مانگ کہ یارب
ہو واکرو نہین نام ہمارا بھی قلم بند

سلام نفیس

شاخ مژہ کو اشک عزا کی ثمر ملے
بار نہال غم سے ہمین بھی ثمر ملے

صغرا یہہ کہتی تھی کہ تڑپتی ہوں روز و شب
خیر البشر کی لال کی یارب خبر ملے

اللہ ری خلق مین شجر باغ دین کا فیض
عالم نہال ہو گیا ایسی ثمر ملے

سجاد کہتی تہی کہ بہت پیاسی ہے ور بن
کیونکر مسافران عدم کی خبر ملے

دلکو جو تہی ازل سی تو لائی پنجتن
آٹھون بہشت مین بھی انہی کو گھر ملی

زندان کہان کہان حرم پاک مصطفی
جیہ پاک بہشت ہون اونکو یہہ گھر ملی

تیغون کی پہل جو تن پہ لگی شاہ نی کہا
صد شکر نخل عشق کی ہمکو ثمر ملے

روشن نہ کیون ہو طبقۂ میدان کربلا
دنیا مین کس زمین کو شمس و قمر ملے

کہتی تہی شاہ ہمکو شہادت کی باغ سی
کھائی زخم نیزہ و تیغ و تبر ملے

زینب دعا یہہ مانگتی تہی ح سی صبح قتل
بابا کو فوج شام پہ یارب ظفر ملے

سیراب وحش و طیر ہون نہر فرات سے
پانی نہ پائی بہشت بحر و بر ملے

کہتا تہا ابن سعد کہ پاؤن ڈر مراد
شبیر خدا کی لال کا گر مجکو سر ملے

بانو یہ کہتی تھی کہ کلیجہ فگار ہے — اکبر علی تو مرہم زخم جگر سے ملے

لاشونکو رنگین گاڑ کی سجاد نی کہا — افسوس آج خاک مین کیا کیا گہر ملے

بالی سکینہ کہتی تھی گہٹتا ہی دم میرا — تو قید مین ہی مجکو نہ اماں پدر ملے

کیا ملیگی تو سکینہ سی پوچہا یزید نی — اوسنی کہا مجہی میری بابا کا سر ملے

آخر کو دی سکینہ نی غم مین پدر کی جان — اس عمر مین کسیکو نہ داغ پدر ملے

خالق سی ای نفیس دعا یہہ مانگنا — پہلی دعا یہہ کر کہ زبان کو اثر ملے

سلام نفیس

سلامی دلسی ہی کیفیت اپنی سینہ مین — ہی ولای علی ہی اس ابگینہ مین

مطلع

گران بہا ہی جواہر ہماری سینہ مین — بہری ہی دولت نادر ایسی خزینہ مین

جہان گلاب خجالت سی پانی پانی ہی — وہ بوئی خوش ہی رخ شاہ کی پسینہ مین

بہرا ہی نور ولائی علی سی خانۂ دل — ترپ ہی در نجف کی میری نگینہ مین

فساد و بغض سی رکہ پاک صاف دل اپنا — برا ہی عیب اگر جرم ہو نگینہ مین

سفر کیا شہ والا نی تیری تاریخ — مدینہ ترک کیا شعبان کی مہینہ مین

حسین کو نہ ملا تین روز قطرۂ آب — بہا و خون دل آنکہونسی پانی پینی مین

بہرا ہی نور ولائی علی سی خانۂ دل — ترپ ہی در نجف کی میری نگینی مین

نہ رشید روز کہ ماہ محرم آپہنچا — حسین ذبح ہوئی ہین ایسی مہینی مین

قطعہ

کہا امام نے اہل وطن سے وقت سفر
تمہارے ہجر کے ہین داغ میرے سینہ مین

یہہ ہے میرا سفر آخری خدا حافظ
حسین پھر کے نہ آئیگا اب مدینہ مین

لکھا ہے کانپ گیا روضۂ رسول کریم
گئی جو لٹ کے نبی کی حرم مدینہ مین

پڑی ہین خاک پہ اس شان سے علی اکبر
لگی ہین تیر سے برچھی کا پھل ہے سینہ مین

حسین خیمہ مین لائے ہین رن سے لاش پسر
لہو مین تر ہے قبا اور عبا پسینہ مین

قطعہ

کراہ کے شب عاشور کہتی تھی صغرا
کہ آج اوٹھتا ہے رہ رہ کے درد سینہ مین

بلا کے ہین مرے بابا جان پیاسے تر
چھری سے حلق پہ چلتی ہے پانی پینے مین

غضب کی دھوپ تھی اللہ ری گرمی عاشور
کہ ڈوبی جاتی تھی سبط نبی پسینہ مین

ہر ایک یہہ کہتا تھا شیر بیخ رہا شور
دل و جگر کا لہو بہہ رہا ہے سینہ مین

زمین ماریہ مین آکے کہتی تھی زہرا
گڑی ہوئی ہین میری لال اس سفینہ مین

حسین کہتی تھی اے چشم آب پاشی کر
عطش نے آگ لگا دی ہے میرے سینہ مین

نفیس سنگدلون سے بچائے رکھہ پہلو
کہین نہ ٹھیس لگے دل کے آبگینہ مین

سلام نفیس

خلد دکھلائیگی مدّاحی سرور مجکو
بدلے ہر بیت کے ملجائیگا اک گھر مجکو

مطلع

خاک سمجھا مین اگر ہاتھ لگا زر مجکو
کر دیا فخر کی دولت نے تونگر مجکو

تخت شاہی کی تمنا نہین اے مالک عرش
قبر ملجائے قریب در سرور مجکو

پیکی پانی غم شبیر مین جی ڈوب گیا
اس قدر آب خجالت نے کیا تر مجکو

کہا بانو نے گوارا نہیں بچی کا فراق
دفن کر دو کوئی اکبر کے برابر مجھکو

کہتی تھی شاہ کہ تنہائی میں گھبراتا ہوں
پھر حق پاس بلا لو علی اکبر مجھکو

شاہ کہتی تھی کہ عباس کو جب دیکھتا ہوں
یاد آجاتی ہے تب شوکت حیدر مجھکو

کہتی تھی فاطمہ صغرا کہ بھلا یا وعدہ
لیتے آئے نہ بھیا علی اکبر مجھکو

عمر سعد یہ تاکید تھی یہ ظالم کی
بھیجدی کاٹ کی جلدی سر سرور مجھکو

کہتی تھی شاہ کہ ایک سر ہی یہ کیا اے خالق
دون تیری راہ میں گر لاکھوں ملیں مجھکو

بانو کہتی تھی نہ نکلی کوئی حسرت دل کی
پاؤں چلتا نہ دیکھا یا علی اصغر مجھکو

ذبح کیوقت کہا شہ نے کہ تنہائی ہے
اک ہمدم نظر آیا یہ خنجر مجھکو

شمر نے قاتل سے کہا ہوگی قیامت برپا
دیکھ پائنگی جو زینب تہ خنجر مجھکو

کہا زینب نے کہ بچ جائیگا بھائی کا گلا
کوئی لیجا کے بٹھا دے تہ خنجر مجھکو

کہا عابد نے کہ غیرت سے میں گر جاتا ہوں
دفن کرنے نہیں دیتے تن سرور مجھکو

کہا زینب نے کہ صد شکر یہ نوبت پہنچی
کہ ترس کھا کے پہرا کے نہ ستا ہی چادر مجھکو

اونٹ سے گر کے یہ زینب نے کہا اے سجاد
میرے بھائیکا دکھادو تن بے سر مجھکو

سنتری گوشۂ عزلت میں ہوں بسطرح انیس
کہیں دنیا نہیں آرام مقدر جب تک

سلام میر انیس

مجرئی صدقہ ہو اوس درگاہ پر
فوق ہے جس کی گدا کو شاہ پر

خاص گان کبریا ہیں پنجتن
ہیں انہیں بندوں کا حق اللہ پر

چہرہ اکبر سے کیا تشبیہ دوں
چھائیاں ہیں صاف روئے ماہ پر

مدتوں حر جری بھٹکا پھرا
مل گئی جنت جب آیا راہ پر

قطعہ

جب سر بیر العلم آئے سے تلے | طعنہ زن تہا روئی روشن ماہ پر
کہتی تہین پریان سلیمان کی قسم | حضرت یوسف کھڑی ہین چاہ پر
لاشہ حضرت پر اٹہا قبلہ رو | دہوپ تہی خیر النسا کی ماہ پر
طایران کربلا نیتوا | سایہ شہپر کئی تہے شاہ پر
دہوپ مین لی جو حضرت نی سپر | آگیا بدلی کا ٹکڑا ماہ پر
جب بندہا سہرا تو قاسم نی کہا | موت ہنستی ہے ہماری بیاہ پر

قطعہ

جب چلی شہ بہر استقبال حر | غل تہا صدقی سید ذیجاہ پر
حر نی بیٹی سے کہا ای نور عین | دوڑ کر سر رکھ دی پای شاہ پر
چاہ پیاسی تک نہین آتا کبہی | دوڑ کر جاتا ہی پیاسا چاہ پر
بخشش و ہمت عطا و عدل و داد | ختم ہے آل رسول اللہ پر

قطعہ

شاہ کہتی تہی کہ فانی ہی جہان | لوگ کیون مرتی ہین جب جاہ پر
مال ہی کیا گر کوئی مانگے تو ہم | جان دیتی ہین خدا کی راہ پر
پیاس فاقی بیکسی ایذائے قید | ظلم تہی آل رسول اللہ پر
اہل دنیا سی نہین مطلب انیس | یہان توکل ہے فقط اللہ پر

سلام میر انیس

غم ستہ کا گر داغ دلپر رہے | سلامی لحد بھی منور رہے

ایک افسانۂ بیکسی رہ گیا — نہ قاتل رہا اور نہ سرور رہے
پسر گو بھی زینب کی چھوٹا بڑے — لڑائی مین دونو برابر رہے
صبا لیکی جا میرے پھولونکی بو — دماغ عدو بھی معطر رہے

قطعہ

عمر سی لکھا فوج سے نے ہے ضرورا — اگر پردۂ آل اطہر رہے
جو مرضی ہو تیری تو کوفہ تلک — محافہ مین زہرا کی دختر رہے
کہا شمر نے اسطرح لو ہٹو — اگر سر پر کسیکی نہ چادر رہے
یہین جاہیے حاکم شاہ کا — کربلا مین زینب کھلی سر رہے
بدن گھل گیا مثل تیغ اصیل — نہ کس بل رہا اور نہ جوہر رہے
ملین گے شراب طہورا کی جام — مگر خشک ساقی کوثر رہے
فقیرونکی کیا موت کیا زندگی — جگہ جس جگہ پائی وہان مر رہے
کبھی لاش اوٹھائی کبھی رو دیا — ایسی شغل مین شاہ دن بھر رہے
قیامت ہی کفار سیراب ہون — مگر تشنہ مختار کوثر رہے
وہی آدمی جسکا ہو کار خیر — بشر وہ جو دنیا مین بی شر رہے
جنازہ اوٹھانا ہی احباب کو — مناسب ہے گر جسم لاغر رہے
چھپا مین عدو اوسکو نیزہ پہ آہ — محمد کی زانو پہ جو سر رہے
نہ کھائی برس دن بھی پانکی ہوا — بہت کم زمانے مین اصغر رہے
نہ پھیلاؤ ہاتھ ہرگز انیس — فقیری مین بھی دل تو نگر رہے

سلام مونس

مجرائی جو فقیر در مرتضی کی ہین　　محتاج وہ وزیر کی نہ بادشاہ کی ہین

مطلع

مجرائی سچ ہی خاص وہ بندہ خدا کی ہین　　خلد اونکا ہی مکان جو مکین کربلا کی ہین

مطلع

کیا مجرئی شرف رہ صبر و رضا کی ہین　　معشوق ہین وہ سب کہ جو عاشق حسین کے ہین

ہوتی ہین مصطفی و علی آکی خود شریک　　کیا مرتبہ حسین کے بزم عزا کی ہین

ہی ایکہزار و نہصد و پنجاہ حج کا اجر　　حاجی ہین وہ بزرگ جو زائر رضا کی ہین

اللہ ری زور رعب جو خیبر مین آج تک　　پانچون نشان پنجہ شیر خدا کی ہین

پانی ہوا جو بند تو شبیر نے کہا　　اب میہمان آج سی ہم کربلا کے ہین

کہتی تہی شاہ لاشون سے ہشیاری زہین　　یہہ نونہال سب چمن مرتضی کی ہین

فرمایا شہ نی چاند محرم کا دیکہ کر　　اب دن بہت قریب ہماری قضا کی ہین

قطعہ

عرضی مین شہ کو مسلم بیکس نے یہہ لکہا　　سب دوست ہین یزید کی دشمن خدا کی ہین

کہل چکی ہین اب تو یہہ جائی وطن　　ای فاطمہ کی لال چلن یہان دغا کی ہین

قطعہ

فرمائیگا خدا یہہ ملایک سی روز حشر　　لایق یہہ لوگ بخشش و لطف و عطا کی ہین

لیجاؤ انکو خلد مین اونکا بہشت ہین　　زوار و حسین کے ہین یہہ رضا کی ہین

قطعہ

زینب نی ہندسی کہا کہتی ہین اسکو ہین　　ذرات سامنی ہین رنج و بلا کی ہین

اتبک کفن ملا نہین مان جائی کو میری
ٹکری زمین پہ جسم شہ کربلا کے ہین

دنیا مین آج بھائی بہن کا ہی ایک حال
محتاج وہ کفن کے اور ہم بی ردا کی ہین

بولی سکینہ دست علمدار دیکھ کر
ہی ہی یہہ وہ دونو ہاتھ تو میری چچا کی ہین

مونس یہی کہین سگے ملایک سی قبر مین
شبیر کی غلام ہین بندی خدا کی ہین

سلام مونس

مشتاق سب جہانمین خاک شفا کی ہین
مجرائی جو مریض ہین طالب دوا کی ہین

مطلع

ای بجبری غلام ہم اوس بادشاہ کی ہین
محتاج بادشاہ بہی جسکے گدا کی ہین

کحلی بصر مزیل مرض دافع فشار
کیا مرتبے جہانمین خاک شفا کی ہین

ہم تک سنبہل کی آئیو ہان ای فشار قبر
صدری کفن مین یہان کی خاک شفا کی ہین

اونکی زبان ہی فقر کی لذت سی کامیاب
جو آشنا جہانمین بحر فنا کی ہین

دولت جدہر ہی اہل ہوس ہین تو بہہ ادہر
دنیا پرست دیکھنی والی ہوا کی ہین

کوشش عبث ہی پاؤنکو پہیلا کی بیٹھ رہ
پہونچیگا رزق ہاتھ ہزارون خدا کی ہین

گردش سے آسمانکی چلی کیا کسیکا زور
دانے سبھی پسے ہوئی اس آسیا کی ہین

لی آصبا ان آنکھون تلک اونکی قدم کی خاک
جو شل ہوی گل سفری کربلا کی ہین

ای حر گیا کہانسی کہان تو زہی نصیب
قائل جہان مین سب تیری بخت رسا کی ہین

حور و قصور و میوہ انہارہ باغ خلد
یہہ سب ثمر حسین کے نخل دعا کی ہین

دوش نبی کنار علی سینہ بتول
گہوارہ یہہ نبیرہ خیر الورا کی ہین

تیغونکی زخم فاقہ کشی شدت عطش
وہ چین ابتدا کی یہہ دکھ انتہا کی ہین

دولہے نی جب دولہن سی کہا بات کچہہ لگا کر
ازنا ہی یہہ محال کہ بسمل قضا کے ہین

مان نی کہا کہ صدقی گئی نصیحتی ہی تمہارا
کیونکر کرے یہہ بات ابہی دن حیا کی ہین

سمجہاؤ بی بیوا ہین لٹتا ہے میرا گہر
طالب نئی دولہن سے یہہ اونکی رضا کی ہین

بانو نی تب کہا کوہی مر جائی یا جیئے
انکو کسی سی کیا ہی یہہ عاشق خدا کی ہین

قطعہ

بہکایا شمر نے تو یہہ عباس نے کہا
آقا کو چہوڑنا یہہ چلن بیوفا کی ہین

فاقہ ہی گر تو ہو وہی جو پانی نہین نہین
پابند ہم قناعت صبر و رضا کی ہین

چاہین تو ایکدم مین کرین فوجکو فنا
جوہر ہمارے تیغ مین سیف خدا کی ہین

نان شعیر کہاتا تہا جو صورت فقیر
اوبی شعور ہم پسر اوس بادشاہ کی ہین

اوبہی یا یہہ فقر تو ہی انبیا کا فخر
چلتی ہین اوسی ہم جو چلن اولیا کے ہین

ناقونکی قدر کیا ہی سمجہی اوشکم پرست
لوبچہہ اولئی جو غلام شہ کربلا کی ہین

اونکی زبان ہی فقر کی دولت سی بیگانہ
ہو آشنا جہان سے فقر و فنا کی ہین

تیر ایزید بد نحس کجا اور کجا حسین
پائی کہان وہ بوم جو رتبی ہما کی ہین

دو تربتون کو کہودکی ظالم تباہ تو دی
وہ استخوان شاہ کی ہین یہہ گدا کی ہین

قالین بادشاہ کو حاصل ہی کب یہہ عز
مسجد کو دیکہہ بوریہ گہر مین خدا کی ہین

بہالا دیکہا کی ازرق شامی نی یہہ کہا
اسکی زبان مین ڈنک زبان قضا کی ہین

نیزہ اوٹہا کی نیزہ سے قاسم نی دی صدا
ظالم یہہ بند نیزہ مشکل کشا کے ہین

محشر مین رو کی حق سے یہہ کہین گے جب
پروردگار اشک یہہ اہل عزا کی ہین

آئیگی تب ندا انہین قیمت مین دو بہشت
خود مشتری ہم اس گہر بی بہا کی ہین

گیسوی شہ کو شکل نشان باندہنا نہ تہا — مداح آپ معترف اپنے خطا کی ہین
کرتے ہین لوگ دیکہکے کہتی تہی وہ جسے — محتاج اہلبیت نبی اک ردا کی ہین
کہتی تہی ہاتھ ملکی یہہ عابد کہ تو غضب — بازو رسن مین دختر مشکل کشا کی ہین
اعدا نے جب کیا دیت خون شہ کا ذکر — بولا اسیر حسین یہہ کلمہ ریا کے ہین
ہوتی ہین مصطفے و علی آکی خود شریک — کیا صرتی حسین کی بزم عزا کی ہین
کہتی تہی فاطمہ بہی کیونکر نہ پیاری ہون — یہہ لوگ جان نثار میری دلربا کی ہین
کہتا تہا حر کہ اب نہین دنیا لتی مجہہ عزیز — مشتاق ہم بہشت برین کی ہوا کی ہین
جنکی غلام تہی نہ دگین سگے فرات پہ — بہرہ خدا کی فضل سی اس پیشوا کی ہین
دنیا مین وہ الفتی آنکی پاپا کسیتی ہین — جو اسمین مبتلا ہین وہ مونہہ مین بلا کی ہین
غدار و بیوفا و جفا کار و بی ثبات — غافل یہہ نام سب اسیی مہمان سرا کی ہین
ای جان تجہسی ہوگا فراق ایکدن ضرور — کیا اپنا اختیار کہ بس مین قضا کی ہین
کہتی ہین لوگ شمس و قمر جنکو خلق مین — مولا یہہ دو نشان تیری نقش پا کی ہین
بحر عطا سحاب عنایت محیط فیض — یہہ نام سب حسین کے دست سخا کی ہین
ہی اک ہزار و نہصد و پنجاہ حج کا اجر — حاجی ہین وہ بزرگ جو زایر رضا کی ہین
بہتی ہین آہ سرد کی ہمراہ اشک گرم — بوچہار آنسوؤنکی ہی جہونکی ہوا کی ہین
قاسم حرم سی کہتی تہی مہندی ہی کیا ضرور — شایق یہہ ہاتھ پاؤن لہو کی حنا کی ہین
پانی ہوا جو بند تو شبیر نی کہا — اب مہمان آج سی ہم کربلا کی ہین
کہتی تہی شاہ لاشہ لتی ہشیار ای زمین — یہہ نونہال سب چمن مرتضا کی ہین
کہتی تہین بی بیان نہ ہمین سب لی رو اکثر — لوگو ہم اہلبیت رسول خدا کی ہین

سر رشتہ جن سی دین کا محکم ہی خلق مین
الظالمون وہ تار ہماری ردا کی ہین

ہو کیون نہ دستگیر دو عالم علی کا نام
لاکھون ہی ہاتھ ہاتھ مین دست خدا کی ہین

جس شئے کی ہو طلب در حیدر سی لیو وا
سلطان ہی سب گدا اوسی دولت سرا کی ہین

کہتی ہین لوگ دیکھ کے رانڈونکا قافلا
یہہ بیوطن لٹی ہوئی سب کربلا کی ہین

حاکم سے شمر نی کہا دکھلا کی کشتیان
کپڑی یہہ سب لٹی ہوئی آل عبا کی ہین

گہنا ہی یہہ دولہن کا یہہ سہرا یہہ اوڑہنی
ہتیار سب یہہ قاسم ناکدخدا کی ہین

اکبر کا ہی یہہ خود یہہ عباس کے زرہ
ٹکڑی یہہ خون بہری ہوئی شہ کی عبا کی ہین

دیکھو ای امیر وہ سر زینب کی ہی ردا
پیوند جسمین چادر خیر النسا کے ہین

ہین ایک ریسمان مین جو یہہ گوہر یتیم
سب رشتہ دار حضرت خیر الورا کی ہین

سفاک نی کہا انہین لیجا کی قید کر
دشمن کے ہون جو دوست وہ قابل سزا کے ہین

بولا کوئی کہ رحم کر اب انپر ای امیر
بندی ہین گو یہہ لوگ یہہ بندی خدا کے ہین

صغرا سی بی بیون نی یہہ سر پیٹ کر کہا
ہم سوگوار دلبر خیر النسا کے ہین

داغ جگر نشان رسن کالی پیرہن
لو بی بی تحفہ جات یہہ سب کربلا کی ہین

فرمائی گا خدا یہہ ملایک سے روز حشر
لایق یہہ لوگ بخشش و لطف عطا کی ہین

لیجاؤ انکو خلد مین انکو بہشت مین
زوار یہہ حسین کے ہین وہ رضا کی ہین

فرمایا شاہ نی چاند محرم کا دیکھکر
اب وقت بہت قریب ہماری قضا کے ہین

اب ہند سی ہمین بھی بولا ای زہی طرب
شایق طواف تربت موسی رضا کی ہین

فاقہ تہا تین دن کا جو فضہ نی آنکر
مولا سی عرض کی کہ یہہ ٹکڑے طلا کے ہین

سنکر کہا علی نے کہ ہم وہ فقیر ہین
خاک قدم مین جسکی اثر کیمیا کی ہین

پروا ہی کیا زبان میری اونکی کلید ہی / نہا زمین مین جتنی خزانہ خدا کی ہین
عرضی مین شہ کو مسلم بی بہنے یہہ لکہا / سب دوست ہین یزید کی دشمن خدا کے ہین
گر چل چکی ہون آپ تو پہر جائی وطن / ای فاطمہ کے لال چلین یہان دغا کی ہین
زینب نی ہندسی کہا کہتی ہین کسکو چین / ذرات سامنی ہمی رنج و بلا کے ہین
ابتک کفن ملا نہین ماں جائی کو میری / ٹکری زمین پہ جسم شہ کربلا کے ہین
دنیا مین آج بہائی بہن کا ہی ایک حال / محتاج وہ کفن کے ہین اور ہم ردا کی ہین
فرمائی یہہ زمین سی اشارہ کیا کہ ہان / دکہلادے تو اسی جو شرف اس گدا کی ہین
اوگلا زمین نی گنج تو مولا نی یہہ کہا / مالک ہم اس دفینہ لا انتہا کے ہین
فضہ نی تب کہا تیرا مختار کون ہے / آئی صدا یہہ اوس سے کہ ہم مرتضا کی ہین
بولی سکینہ دست علمدار دیکہہ کر / ہی ہی یہہ دونو ہاتہ تو میری چچا کی ہین
کوفہ کی لوگ دیکہہ کی کہتی تہی یانصیب / محتاج اہلبیت نبی اک ردا کی ہین
مونس یہی کہین گی ملایک سی قبر مین / شبیر کے غلام ہین بندہ خدا کی ہین

سلام مونس

پہونچی یہہ نظم یون شہ ذیشان کے سامنے / جسطرح پای مور سلیمان کی سامنی
سامع خوشی ہون بزم مین نادان کو کیا مزا / ہی لطف اس سخن کا سخندان کی سامنے
صدمی سی دل دو نیم ہو منقار کیطرح / نالی کرون جو بلبل بستان کی سامنی
ساری برس برستا ہی یہہ دیدہ چشم زار / کیا ٹہری ابر دیدہ گریان کی سامنی
راحت نہین تصور قتل حسین سے / ہر دم جگر ہی خنجر بران کی سامنی

قطعه

عباس نامور کو ملا جب نشان فوج　　مجرے کو جھکی شہ ذیشان کی سامنے
ایک برق لوٹ کوندہ گئی زیر آسمان　　چمکا علم جو مہر درخشاں کی سامنے
روباہ بن گئی تھی ستمگر وہ دغا　　سید انکین ابن ضیغم یزداں کی سامنے
دہشت سے بھاگی جاتی تھی روباہ کیطرح　　کیونکر ٹھہرتی شیر نیستاں کی سامنے

قطعہ

عباس لعین امام کی خدمت میں رہتی تھی　　اونا غلام جیسی ہو سلطاں کی سامنے
جب تک نہ تیغ ظلم سے بازو ہوئی جدا　　سینہ سپر رہی شہ ذیشان کے سامنے
ہر دم سکینہ لاتی تھی تسکین کیواسطے　　خالی کٹورے رہی اصغر ناداں کی سامنے
روکر بین سے کہتی تھی حضرت کے بعد قتل　　ہم ذبح ہونگی عصر کو اماں کے سامنے
کیا ظلم جو رہی کہ ہوا رہیں بیگناہ　　خون امام قوم مسلماں کے سامنے
خوبی سے شمر کہتا تھا ایسا سر حسین　　رکھ کر سنانے زینب ذیشان کے سامنے

قطعہ

پیہ لوہین غل تھا لاشہ شبیر ہو غضب　　اللہ نے یہ ستم ہوئی انساں کی سامنے
مارا ہے ابن ساقی کوثر کو تشنہ لب　　فریاد ہم کرینگے سلیماں کی سامنے
ذبح حلال ہیں تو یہہ حکم رسول ہے　　جیوانکا خون بہاؤ نہ حیواں کے سامنے
وا حسرتا کہ فاطمہ سے بیٹی رہ گئے　　پیاسے حسین ذبح ہوئی ماں کی سامنے

قطعہ

رکھ لی اوٹھا کے سر پہ ادب سے بیجانی　　مصحف جب آئی صاحب ایماں کی سامنے
نیچے سر حسین ہوا اور تخت پہ یزید　　پھیلائی پاؤں بیٹھا ہی قرآں کی سامنے

انس یہہ آرزو ہی کہ اس نظم کو پڑہوں | جا کر مزار شاہ شہیدان کی سامنے

سلام انس

1. ای سلامی یون ادب ہی کربلا کی سامنے | ہو چمن جسطرح قصر بادشاہ کی سامنے
2. وا ای حسرت کچھ نہ دنیا مین کیی اعمال نیک | ہاتھہ خالی پھر چلی بہائی خدا کی سامنے
3. قلب مین داغونکی گل و اس مین اشکون کی گہر | ہم یہہ ہدیہ لیکی جائینگی خدا کی سامنی
4. حر کو آتی تہی ندا کیون کانپتا ہی مثل بید | دار کا ڈر ہی تو چل نور خدا کی سامنی
5. واہ ری رحمت کی دوزخ کو بھی ٹھنڈا کر دیا | آگ پانی ہو گئی خاک شفا کی سامنے
6. جب کیا اصرہ ہوئی خشکی ل بیمار مین | تپ کو لرزہ آگیا خاک شفا کی سامنے
7. دیکہا شمر کی بیگناہی پہ کہا ای روز حشر | خنجر قاتل زبان نبکر خدا کی سامنے

قطعہ

8. کہتی تہی عباس سکاتا ہی کیا ای شمر شوم | دم بہی نکلیگا تو شاہ کربلا کی سامنے
9. مجہسی کہتا ہی کہ آقا کی رفاقت چہوڑ دو | یہہ دغا بازیکی باتین باوفا کی سامنی

مطلع

10. جز خدا اللہ جہکتی نہین ہم بادشا کی سامنے | ہاتھہ پہیلائی تونگر کیا گدا کے سامنے

مطلع

11. کیون نہ دب جائین تونگر بادشاہ کی سامنے | آسمان کو فوق کیا عرش علا کی سامنے
12. دیکہکر سوی فلک گردن جہکاتی آج بھی | طوق جب آیا مریض کربلا کی سامنے
13. تیری بندی ہی زار انس نت شکل بھی ہی غلام | حشر کی دن ہم یہہ کہینگی خدا کی سامنے
14. روضہ شہ سی صدا آتی ہی یہہ زوار کو | دیکہہ یہان باب اجابت ہی دعا کی سامنے

حرنی بیٹی سی کہا ہاتھ شہ نکو اپنی باندھکر
ایدن چلو جنت وا مشکل کشا کی سامنی

کیا سخاوت تھی کہ جب جب گر تیغ شہ انام
ایک بچپانی تھی ترو تی ہر گدا کی سامنی

فاصلا کیا ہی وسر پیچی ادھر اخل ہوگیا
کربلا جنت کی جنت کربلا کی سامنے

جب سکینہ کی زبان میں پیاس کا نٹی تھی
سر جھکائی مشک لی آئی چچا کی سامنے

حشر میں ایک در ہو گا شہر حسین فاطمہ
لائینگی شہ کا سر خون خدا کی سامنی

ظالموں نی جب رسن باندھی گلےمیں بیگناہ
سب کی عقدی کھل گئی مشکل کشا کی سامنے

قطعہ

معجزی سی آپ نی عصمت کی باندھی تھا گلا
مدتوں ہدیہ کیا وہ انبیا کی سامنی

پرکھلی ہی اوسکی بندش کا نہ عقدہ حل ہوا
وہ گرہ آخر کھلی مشکل کشا کے سامنی

گو تہ باطن تھا حرم ظاہری مگر اللہ رسی شوق
قلب روشن ہو گیا نور خدا کی سامنی

روضہ سرور میں پہنچادی ہمارے خاک کو
بلتی رہتا ہوں میں باد صبا کی سامنی

شمر سی کہتی تھی عابد چادر زینب چھین
ہاتھ باندھی جائینگی مشکل کشا کی سامنی

قطعہ

جب گرا جلاد سینہ پر تو حضرت نی کہا
روک لی اپنی ردا آل عبا کی سامنے

دور اہی کی وہ مقتل میں کہا شمر لعین
ذبح کر مجکو نہ بنت مرتضا کی سامنے

کہتی تھی زینب تمہیں بھی کچھ خبر ہی باپ کی
ننگی سر نکلی ہوں میں اہل جفا کی سامنے

اوس سی زر تبعا ہی ور اسکی گرنے ہولگا
قدر کیا ہی سیم کی خاک شفا کی سامنے

تھی بر عرش پر کیا سیر میں کرتے ہم گئی
اتنو جھک جب میں وہ سر کشتہ خدا کی سامنے

عرش پر دست علی نکلا حجاب نور سی
شیر کا کاسہ جب ایا مصطفا کی سامنے

تارک دنیا کو اسباب حشم سی کیا غرض	تخت شاہی خاک ہی ہمکو گدائی سانہی
تربت سرور پہ جا کر خاک ہو جاؤ انیس	ہی زبان پر یہ دعا ہر دم خدا کی سانہی

سلام انیس

سبز خاتون قیامت جو گلزار رہتا ہی	تجھی حشر محرم مین بپا رہتا ہے
ہاتھ خالی نہین دولت سی عزاداروں کی	در شہوار سی رومال بھرا رہتا ہے
کہان پیدا ہوا مرا اور کہان دفن ہوا	خاک انسان کی جہان ہو وہین جا رہتا ہے

قطعہ

شمر سی کہتی تھی عباس نہ بہکا مجھکو	جو وفادار ہی آقا پہ فدا رہتا ہی
منحرف کعبہ دین سی مین نہین ہونیکا	طرف قبلہ رخ قبلہ نما رہتا ہے
بانو کہتی تھی کہ صورت تو دکھا جا آکر	واری مان چاند ہی دو روز چھپا رہتا ہے
بانو کہتی تھی سفر مین ہی نہین گھر مین صغرا	جان جدا رہتی ہی اور جسم جدا رہتا ہی

قطعہ

کہتی تھی قوم اسد آنکو اس جنگل مین	رونی اور پیٹنی کا شور مچا رہتا ہے
روتی پھرتی ہی ہر اک لاش کے اوپر ہما	چوکی دینی کو یہان شیر خدا رہتا ہے

قطعہ

مان سی کہتی تھی سکینہ کہ گرہ کہلوا دو	دم میرا رسی کی حلقہ مین گھٹا رہتا ہی
کیا یہی رسم ہی دنیا مین عری جس کا بدلہ	یون مین کیا رسی مین حلق اوسکا بندھا رہتا ہے

قطعہ

بانو کہتی تھی کہ او میری پیارے اصغر	داری لب تم مین میرا دھیان لگا رہتا ہے

جس کو تم قتل کی میدان سی پھر لائی تھے | وہی کرتا میری حیاتی پہ وہ ہر ار رہتا ہی
سر شہ سی کہا عابد نے کہ دیکھو بابا | یہ پھر آپ کا رتی مین بندھا رہتا ہی

قطعہ

شمر کہتا تھا کہ عابد کو ہی یہ شوق نماز | قید مین بھی طرف قبلہ جھکا رہتا ہے
اور یہ اعجاز نمائی ہی کہ وقت تکبیر | پاؤن زنجیر مین نہ رسی مین گلا رہتا ہے
ہو گئی شہر دمین گھر گھر خبر قتل حسین | خون ناحق کہین دنیا مین چھپا رہتا ہی
ہی سیہ پوش جو کعبہ تو ہوا یہ معلوم | ابن زہرا کا عزادار خدا رہتا ہے
ذات باری کو تو ہی انکی بقا ہی ورنہ | شاہ رہتا ہی نہ دنیا مین گدا رہتا ہی

سلام مولف

نہین ابر تر دیدۂ تر سے بہتر | سلامی یہ چشمہ ہے کوثر سے بہتر

مطلع

نہ خورشید ہی روئی حیدر سی بہتر | نہ زہرا ہی زہرائی اطہر سے بہتر
وہ آدم سی بہتر یہ حوا سے اعلی | وہ اعلا سی اعلا یہ بہتر سی بہتر
نہ فضہ سی افضل کوئی شاہزادی | نہ خاقان کوئی انکی قنبر سی بہتر
غلام انکی گھر کا سلیمان سی افزون | گدا انکی در کا سکندر سے بہتر
عبادت سی بہتر ہو رشہ کا سجدہ | طواف لحد حج اکبر سے بہتر
کرین طی اگر شہر ہین کربلا کے | تو سمجھو نہین ان پاؤن کو سر سے بہتر

قطعہ

یہ کوتاہی عقل دیکھو تو حاسد | سمجھتی ہین غیر انکو حیدر سے بہتر

نبی اور کسکو وصی اپنا کرتے	بھلا کونسی شی ہی برادر سے بہتر
وہ دنیا کی سبتہ اور یہ عقبیٰ کی دولت	نہین سلطنت مادر مضطر سی بہتر

قطعہ

زہی اوج اقبال عباس غازی	کہ حمزہ سے اعلا ہین جعفر سے بہتر
بھلا ذکر کیا انکی مشک و علم کا	وہ طوبا سی اعلا یہ کوثر سے بہتر
علم سی نہین خوب شہپر ہما کے	نہین تخت طاوس منبر سے بہتر

قطعہ

لب شاہ دیکھی تو حاکم پکارا	یہ ذرات ہین ہین لعل احمر سی بہتر
کیا پھر چھڑی لیسے ہٹا کر لبون کو	یہ دندان بھی ہین سلک گوہر سی بہتر

قطعہ

زہی خاکساری کہ کہتی سے عابد	یہ فرش زمین ہی سنجر سے بہتر
یہ خاشاک زندان ہی مخمل سی عمدہ	یہ کانٹی ہین پہولونکی بستر سی بہتر

قطعہ

چمن مین یہ قمری سی کہتی تہی بلبل	کوئی گل نہین روی اکبر سے بہتر
وہ بل کہائی زلفین ہین سنبل سی بالا	وہ شمشاد قد ہی صنوبر سے بہتر

قطعہ

عجب فوج تہی فوج سبط پیمبر	کہ ہین ماہ دو چہین بہتر سی بہتر
نہ عباس سا اب علمدار ہوگا	نہ سالار ہوویگا اکبر سے بہتر
ہوا جب محب دفن خاک شفا مین	ملا چین آغوش مادر سے بہتر

قطعه

یہہ کہتی تہی قدسی کہ ایوان گردون	نہین روضۂ ابن حیدر سے بہتر
یہہ گنبد ہی عرشِ معلّا سے اعلا	یہہ شمسہ ہے مہرِ منور سے بہتر
یہہ لخت جگر لعل سے قیمتی ہین	یہہ اشکونکی قطرے ہین گوہر سی بہتر

قطعه

نہ غم دوست کا ہی نہ دشمن کا کھٹکا	نہین کوئی گھر قبر کی گھر سے بہتر
بہ آرام سوتی ہین سب سی کناری	یہہ گوشہ ہی آغوشِ مادر سے بہتر
کہا شہ نی کیجی ہی نذرِ خالق	کوئی شی نہین جسم مین سر سے بہتر
غریبی مین مسلم کہ بیٹونکے خاطر	کفن ہے نہ دریا کی چادر سے بہتر
رہی جادۂ کربلائے معلّا	اسی راہ مین پاون مین کھر سے بہتر
کہا شہ نی سر نذر خالق کرینگے	کہ ہدیہ ہے یہہ جسم لاغر سے بہتر
ندا آئی دونو ہین منظورِ باری	یہہ سر تن سے بہتر ہی تن سر سے بہتر
کہان جائین ہم روضۂ شہ سی انیس	بہلا کونسا گھر ہی اس گھر سے بہتر
جو کی فکر ای انیس حد سی زیادہ	بنایا کسیکو پیمبر سے بہتر

سلام انیس

سر فخر تا آسمان بڑہ گیا	شہا رتبۂ مدح خوان بڑہ گیا

مطلع

بلاغت سی اوج زبان بڑہ گیا	فصاحت سے لطفِ زبان بڑہ گیا
در روضۂ شہ کا اللہ رے اوج	کہ کرسی کی بہی آسمان بڑہ گیا

قطعہ

زہی اوج اقبال حر جری — کہ اُنسی وہ نمازی کہان بڑہ گیا

پلٹ کیطرح اوسکو روئی حسین — عزیزونسے بہی مہمان بڑہ گیا

ہوا ناوک آہ گردون سے پار — یہہ تیر اس قدر بیکمان بڑہ گیا

رنگارن مین دم بہر نہ اسپ حسین — ہوا سی بہی وہ خوش عنان بڑہ گیا

اولٹ دین صفین زنگی عباس نے — جدہر شیر سا وہ جوان بڑہ گیا

یہہ ماتم ہوا بعد قتل حسین — کہ گردونسے شور فغان بڑہ گیا

زبان سے جو کی مدح سائی شاہ — اوسی دن سی لطف بیان بڑہ گیا

ہوا پہلی اصغر سے اکبر شہید — جو الفون سے بہی لی زبان بڑہ گیا

ملایا جو طوبی سے عباس نے — کہی ہاتہ شہ کا نشان بڑہ گیا

قطعہ

ہوا قتل اصغر کا مان کو یہہ غم — کہ درد دل ناتوان بڑہ گیا

کہا اب پلاونگی کس کو مین شیر — ترا دودہ ای بے زبان بڑہ گیا

قطعہ

گہٹا شہ کی غم سے یہہ عابد کا زور — کہ ضعف تن ناتوان بڑہ گیا

رہی کیون نہ لنگر سے گردنین خم — کمر سی بہی طوق گران بڑہ گیا

دم نزع تڑپا جو دلبند شاہ — تو شق ہو کی زخم سنان بڑہ گیا

ہوا شور توڑا جو اکبر نے دم — چراغ شہ انس و جان بڑہ گیا

دم رحلت ای انس یہہ غفلتین — بجا گی تم اور کاروان بڑہ گیا

سرد کر دیتی ہی دوزخکو یہین جب علے
آب جسطرح بجھا دیتا ہے انگارونکو

خوف کیا نار جہنم کا ہم اونکی ہین غلام
آتش گل جو بنا دیتی ہین انگارونکو

حیدری تیغ کا ٹکڑا وہ تہا جب قاطع کفر
جسنی تسبیح کیا کاٹ کے زنارونکو

اگر قوی تن تہی پسر ارزق شامی کی مگر
تیغ نوشاہ نی جو زنگ کیا چارونکو

کیون نہ لڑی تن قاسم ہو کہ اسوار [illegible]
جسم مجروح پہ دوڑا دیا رہوارونکو

چشم اکبر کا اشارہ تہا وہ عیسی ہین ہون
جسکی دیکہی سے شفا ہوتی ہی بیمارونکو

شاہ فرماتی تہی ای چرخ بہت ہی [illegible]
تہوڑی تیرونکی جگہہ دی وطن آوارونکو

قطعہ

شاہ فرماتی تہی دیکر مجہی شبکی مہلت
نیند آئی نہین تا صبح ستمگارونکو

رات بہر سنگ چلاتی ہین پئی قتل
اب بجھائینگی میری خون مین تلوارونکو

ستمکی ایک سہر کے لئی نکلی تہی بہ جلاد
زہر قاتل مین بجہائی ہوئی تلوارونکو

ٹر ہتی جاتی تہی کہا کہا کی وہی تلوار [illegible]
تہا یہہ زخمونکا مزا شہ کی نمکخوارونکو

شاکر ابر دی سر و ربی جگر گئی ہین آہ
حق نی بخشا ہی یہہ تمغہ انہین تلوارونکو

سختیان ظلم کی عابد پہ یہہ گذری ہین [illegible]
طوق و زنجیر مین دیکہا نہین بیمارونکو

اس لئی دشت مین چلتی تہی برہنہ پا عابد
کہ قدمبوسی کی حسرت نہ رہی خارونکو

دشت غربت مین بہی جاری تہا [illegible]
رشک گل خون کف پا سے کیا خارونکو

لاکہ ہجو کی ہون کیا پیاسی نہین [illegible]
آفرین سید مظلوم کی غمخوارونکو

گر عزادار ہین حضرت کی تو ان اشکونسی
ہم بجہا دینگی جہنم تیری انگارونکو

پہول چن لیجئے چن چن کین ترین مضمونکی
ہم وہ گلچین نہین بلبل جو چنی خارونکو

گلشن بزم عزامین جو چمکتا ہون کبہی — بلبلین نوچ نوچ کے رہ جاتی ہین منقارونکو
حشر تک انکی چمک مین نہ زوال آئیگا — دیکہہ ای چاند مری انسوؤنکی تارونکو
شب شاہ جواوڑا تا تہا تو کہتی تہی ملک — دیکہہ پامال نہ کر غاشیہ بردارونکو

قطعہ

لاش سرور سی یہہ مقتل مین سکینہ نی کہا — بابا جان اوٹہہ کی سزادیجئی ستم گارونکو
دم غارت مجہی بی جرم طمانچی مارے — آپ دیکہین یہہ سوجی ہوئی رخسارونکو
وہ رسن اور وہ سکینہ کا گلا اودیلا — رحم بچپنی پہی آیا نہ ستمگارونکو
آبلی بہی تہی دلا ور قدم عابد کے — رکہہ لیا آنکہونیہ مژگانکی طرح خارونکو
لی گیا یون حرم شاہ کو دربار مین شمر — جسطرح باندہ کی لاتی ہین گنہگارونکو
تہی شب گور سی بدتر شب تار زندان — نظر آتی تہی نہ تاری بہی گرفتارونکو
سنکی غل رونیکا اس بزم مین کہتی ہین پری — حق سلامت رکہی بیکس کے عزادارونکو
صفت بوئی گل اس باغ سی جانا مونس — کہ جنازہ بہی تیرا بار ہنو یارونکو

سلام مونس

سلامی نجم ہمرہان رہ گیا — ہین تنہا بس کاروان رہ گیا

مطلع

نہ دارا نہ صاحب قران رہ گیا — فقط تربتونکا نشان رہ گیا
ذرا دیکہہ انجام کار بشر — کہا سنئے یہہ آیا کہان رہ گیا
مرقع ہے دنیا کا حیرت کی جا — رہا بس ہین جو جہان رہ گیا
کیا عصمت فاطمہ کا جو ذکر — سخن جیب کی زیر زبان رہ گیا

یہی آہ سوزان سے نکلی نمود — جلا سب جگر اور دہوان رہ گیا

نبی بڑہ گئے وہانسی معراج مین — کہ روح القدس بہی جہان رہ گیا

تہی جا بجا انبیا کے قدم — کوئی یہان رہا اور کوئی وہان رہ گیا

تہی رحمت منزل مصطفا — ستارونسے کم آسمان رہ گیا

کہا شہ نے کیونکر نہ غم کہاؤن مین — کہ پیاسا میرا مہمان رہ گیا

گیا سوے جنت محمد ارشاد — زمین پر لحد کا نشان رہ گیا

الم خیز ہین پنجہ ہاے علم — کٹی ہاتہ کا یہہ نشان رہ گیا

ہوا بہاگی وہانکی عباس کو — ترائی مین شیر ژیان رہ گیا

نثائی گا کوثر کو جو روز حشر — وہ دریا پہ تشنہ دہان رہ گیا

قطعہ

یہہ کہتی تہی صغرا وہان لے چلو — جگر بند حیدر جہان رہ گیا

بہری گہر کو قسمت نے خالی کیا — مکین چل بسے سب مکان رہ گیا

قطعہ

ملا رن مین شہ کو جو کوتل عقاب — تڑپ کر دل ناتوان رہ گیا

کہا اے فرس تو تو خالی پہرا — کدہر اکبر نوجوان رہ گیا

وہ جنگل مین ہے یا کسی چاہ مین — بتا میرا یوسف کہان رہ گیا

لگا حلق اصغر پہ جب تیر ظلم — تڑپ کر وہ ابرو کمان رہ گیا

ادہر خوف سے تہر تہرائی زمین — ادہر کانپ کر آسمان رہ گیا

جلا خیمہ دیکہا جو سجاد نے — کلیجے سے اوٹہ کر دہوان رہ گیا

قطعہ

چھٹی قید غم سے جو زین العباد — گلیمین رسن کا نشان رہ گیا
نہ عابد ہی اور نہ زندان رہا — فقط ذکر طوق گران رہ گیا

قطعہ

دم گریہ کہتی تہی سجاد ہائے — جوان مر گئے ناتوان رہ گیا
مقدر مین تہی یہہ پیادہ روے — گیا قافلہ ساربان رہ گیا
پہنچا ہی اب قافلہ تک محال — رہا جو پس کاروان رہ گیا

قطعہ

وطن مین جو کہتا تہا سجاد سے — کہو ان زہرا کسان رہ گیا
علی کا پسر کسطرف چل بسا — کدہر اکبر نوجوان رہ گیا
تو کہتی تہی عابد کہ سب مر گئے — بس ایک زندہ مین ناتوان رہ گیا
کہ تنہا رہ دنیا سے مونس چلے — یہہ گردن پہ بار گران رہ گیا

سلام مونس

چشم پر خون سے بہرتا ہی ہمارا دامن — دامن گل کیطرح سرخ ہی ہمارا دامن

مطلع

دل کی تکرونسی بہرا چشم نی سارا دامن — گل نئی ڈہونڈہ کی گلچین نے سنوارا دامن

مطلع

اشک گلگون سی چمکتا ہی جو سارا دامن — دامن باد بہاری ہی ہمارا دامن
رو غم شاہ مین اے چشم سدا صورت ابر — خشک ہو جائیگا تو تر ہو دوبارہ دامن

ماتم حضرت شبیر میں ثابت تر تھا
ساتھ ہی چاک گریبانکی سدپارہ دامن

بارش اشک میں مژگانکی ہی خشک سر ابلا
باندہ دو ابر کی دامن میں ہمارا دامن

بیچھ غم ایسی چھوڑیگا نہ بی چاک کئی
لاکھہ کرجای گریبانسی کنارا دامن

گوہر اشک عزا میں بھری رہتی ہیں
غیرت دامن دریا ہے ہمارا دامن

زمین زلف علی اکبر کی جو خوشبو پھیلی
عنبریں ہوگیا اوس دشت کا سارا دامن

رو کی شہ کہتی تہی غربت میں مری ہوا صغیر
لو کفن کی لئی حاضر ہے ہمارا دامن

شمنی قاتل سی کہا آتی ہی سر ننگی تو ل
ڈال لی آنکھوں پہ جلد اوستم آرا دامن

جا بجا وادی غربت میں یہ کانٹی الجھی
دھجیاں ہوگیا سجاد کا سارا دامن

روشنی لوز اماست کی بجھادی ہیہات
صرصر ظلم نی اس شمع سی مارا دامن

جسطرف جاہو یہی جائیو ای آل رسول
حشر میں ہاتھہ ہمارا ہی تمہارا دامن

شمکی مظلومی پہ دنیا میں جو روئی مونس
بھر گیا دولت عقبا سی ہمارا دامن

سلام مونس

سروتن میں شہ کے جدائی ہوئی
سلامی غضب کی لڑائی ہوئے

اوترنی بھی پائی نہ دریا پہ شاہ
لعینونکی ایسی چڑھائی ہوئے

صف آرا ہوئی یہاں بہتر جوان
اودہر جمع ساری خدائی ہوئے

ہدایت کی باتو نپہ شہ سے لڑے
بھلائی بھی کرنا برائی ہوئے

سر شہ سی کافر مسلمان ہوا
یہ مرنی پہ معجز نمائی ہوئے

عجب کیا جو دنیا سو افق نہ ہو
ادہرسی بھی بے اعتنائی ہوئے

کیا قتل دعوت میں شبیر کو
لعینو نسے کیا بیوفائی ہوئے

کُھلی شہ کی جب روئی انور کی مدح
سیاہی مین بہی روشنائی ہوئے

قطعہ

زہی اوج اقبال حرّ جرّ نے
کہ دربار شہ تک رسائی ہوئے

ہوا دور گردنسی بار گناہ
بلا ٹل گئی سر سے آئی ہوئے

بندہی اوسکی کہولی جو حضرت نی ہاتہہ
سر دست مشکل کشائی ہوئے

عجب آینہ ہیگا مومن کا دل
غبار اوٹھہ گیا اور صفائی ہوئے

یہہ فریاد کرتی تہی زوج بتول
کہ ضایع میری سب کمائی ہوئے

دم صبح سی ہے غضب ظہر تک
بہری گہر کی بالکل صفائی ہوئے

کہا شہ نی ویران ہوگی کبہی
یہہ بستی ہماری بسائی ہوئے

یہہ کہتی تہی مہمان کا شہ پہ شاہ
قلق ہے کہ تجہسی جدائی ہوئے

کہا حر نی مولا کرون کیون نہ فخر
میری خاک بہی کربلائی ہوئے

قطعہ

نکل آئی گہر سے دم قتل شاہ
یہہ بنت یب زہرا کی جائی ہوئے

پکاری ادہر سی تڑپ کر حسین
ستم کی گٹہا یہان ہی چہائی ہوئی

ملی گا نہ بہائی تمہین اسے بہن
قیامت تلک اب جدائی ہوئی

پلا تہا جو آغوش خیر النسا کے
اوسی تن پہ تیغ آزمائی ہوئے

تہہ تیغ تہا نیزہ ظلم مین سے ستم
وہ زلف سیہ پیچ کمائی ہوئے

قطعہ

کہی شمر نی یون سکینہ کے ہات
کہ مجروح نازک کلائی ہوئے

نہ چھوڑی مصیبت میں وہ جیتے جی — جب آئی اجل تب رہائی ہوئی

اوسی در کی مونس گدائی کرو — جہان سب کی حاجت روائی ہوئی

سلام مونس

مسدس مدح شہ کی مجیری ہو لونکی دہنی ہین — دماغ اہل مجلس رشیہ کھلتی ہی بستی ہین

مطلع

سلامی یہہ معطر کو بحیہ سرور کی رہتی ہین — گل گلزار جنت ہی لیتی ہی بلیش بستی ہین

مطلع

محرم مین سلامی جب کمر ردائی کستی ہین — تو چہلم تک برابر یاد آنکھونسی برستی ہین

ہماری دیدۂ گریانسی ابر تر کو کیا نسبت — وہ ایک جالی مین تھم جاتا ہی یہان برسون برستی ہین

معطر ہوگی سب مجلس محبو اشک اونکی ہو گی — یہہ بستی ہین ہی گلہای مضمونسی جو بستی ہین

اصالت جنکی ظاہر ہو جبت ہر امتحان اونکا — وہ جوہر ہین نہین جو ہمکو شل تیغ کستی ہین

یہہ لعل لب ہا خون جگر کا رنگ ہی جسمین — خریدی جوہری گر نقد دل دیکر تو سستی ہین

صراط المستقیم اللہ نی خود جنکو فرمایا — ہماری پیشوا جو ہین یہہ اون لوگونکی رستی ہین

قطعہ

علی اصحاب سی کہتی تہی مالک ہین جو دو عالم کی — کبھی وہان جا کی رہتی ہین کبھی یہان آکی بستی ہین

تمہین اپنی گہرونکی جسطرح سی یاد راہین ہین — یونہین معلوم ہمکو عرش سی جانیکی رستی ہین

عدم تک کسطرح پہنچونگا یا رب بلبلہ ہو کر — سنا ہی منزلین بہاری ہین اور [illegible]

مزار شہ یہہ کہتی ہین ملک داخل ہو زوار — یہی فردوس کی دہری یہی جنت کی [illegible]

ہمارا اصول کیا ہی ایک نظر لطف علی — جو اعمی ہو تو مہنگی ہین جو بینا ہو تو سستی ہین

سلامی تہر پر ترکش لئے فوجونکی وسیتی ہین
نبی کے نازپرور لوند پانی کو ترستی ہین

ہوئی سی نجف سے کربلا سے لی ورخزا سے
چلے جاؤ در خلد برین کی صاف رستی ہین

کشود کار عالم ہی انہین سے کہتی تھی عالم
ہماری دست بستہ گلشن ایمانکی دستی ہین

نجف کرب و بلا مکہ مدینہ سامرہ مشہد
دیار قرب حق کی بس یہی دو چار رستی ہین

کہا زینب نے یا مشکل کشا فریاد کو پہنچو
میری بازو ستمگر ظلم کے رسی مین کستی ہین

عیان ہوتا ہی یون لکھوتا کہ اقلب سخن ہین تنگ
کسوٹی پر طلا کو جسطرح زرساز کستی ہین

نہ خط آتا ہی نہ خیر و خبر معلوم ہوتی ہے
گئی دنیا سے جو یارب وہ کس بستی مین بستی ہین

ہماری موتیو نمین اور غیر و نمین ہی فرق اتنا
یہہ سچی ہین وہ جھوٹی ہین یہہ مہنگی ہم وہ سستی ہین

دعا کرتی ہین جو حضرت تیغ بجلی سی چمکتی ہی
گھٹا گھنگھور ہاتونکی اٹھی ہی سر برستی ہین

ثنائی گیسوئی اکبر مین خامہ چل نہین سکتا
بہت پیچیدہ گو بھی ہین بہت باریک رستی ہین

ہماری چشم تر سی کیا ہی نسبت ابر نیسان کو
وہ برستا ہی پانی یہان سدا موتی برستی ہین

مہک ہی چار سو گلہای بستان شفاعت کے
عجب گلیان نجف کی ہین عجب گلزار رستی ہین

زمین کربلا کہتی ہی باغ آسمان کیسا
ریاض فاطمہ کی گل میری دامن مین بستی ہین

گل زہرا سے آبادی ہوئی اور دشت ہین ورنہ
گریانمین کہین اوجری ہوئی جنگل ہی بستی ہین

نجف ہی کربلا ہی طوس ہی یثرب ہی بطحا ہے
یہی بخشش کی جاوی ہین یہی جنت کی رستی ہین

کفن خوشبو ہوا ایسے لگی جب روضۂ شہ مین
خدا کی فضل سے مردی ہی بہو لونمین بستی ہین

ہوئی ہی صبح عاشورہ صفارائی ہی میدان
کمر خونخوار قاتل بلبر زہرا پہ کستی ہین

خوشی ایسی ہی اپنی مرگ کی فرزند زہرا کو
کہ گلہای جراحت و بیدم کہل کہل کے ہنستی ہین

تجہی وحشت ہوئی کیون نہ دیکہکر گورِ غریبانکو — عدم دالی ولا ایسے ہی ویرانونمین بستی ہین
عدم کی راہ طی ہوویگی کیونکر سخت مضطر ہون — نہ رہبر ہی کوئی اپنا نہ دیکہی بہالی رستہ مین
گہٹا ہر دلیہ مونس غمکی چہاجاتی ہی عسرت مین — جہڑی تہمتی نہین کیا بادل آنکہونسی برستی ہین

مقطع ثانی

شہا مونس کو اپنا روضۂ انور دیکہا دیجی — کہ اسکی دیدۂ پرآب زیارت کو ترستی ہین

سلام نفیس

یون غمِ شاہ مین اشکونکی روانی ہوجاے — شرم سی ابر گہربار بہی پانی ہوجاے
چہیڑدون گر ابہی افسانۂ حسن اکبر — قصۂ یوسف یعقوب کہانی ہوجاے
جوکہ دنیا سی گیا پہر اوسی پانہ سکی محال — غیر ممکن ہی کہ پیری مین جوانی ہوجاے
ذوالجناح شہ والاکی جو سرعت لکہین — کند ہو ذہنونکی طبیعت مین روانی ہوجاے
کیا غضب ہی کہ دہن تر نہ کری تواے جرخ — تشنہ لب ذبیح ید اللہ کا مالی ہوجاے
بیاسمین فاطمہ کے لعل نی جو رنج سہی — سنگ پر بہی جو مصیبت ہو تو پانی ہوجاے
گر لکہون بخشش دست گہرافشان علی — خود بخود طبع مین دریا کی روانی ہوجاے
لکہہ رہا ہون حسن سبز قباکی روداد — کیا تعجب ہے جو قرطاس بہی دھانی ہوجاے
مین بہی اے فاطمہ تیری بندہ نہین ہون اے بی بی زہرا بتول — فرد عصیان پہ معافی کی نشانی ہوجاے
سنکی اس نظم کو پتہر بہی پگہل جاتا ہے — یہہ وہ تقریر نہین ہی جو کہانی ہوجاے
کہتی تہی فاطمہ صغرا اگر آئین بابا — لی دوا صحت کامل بہی نمانی ہوجاے
ہجر مین گرمیِ آہونکا دہوان سر کہینچی — ہوا اگر گشتی بادی تو دخانی ہوجاے

ناخدا نوح غم بیان ہو چلی یاد مراد — راہ دریا کی ہو گر سخت تو پانی ہو جا[ئے]
شاہ فرماتی تھی کیوں مضطرب ہوں میرا — سینہ بچوں پہ ہماری تیرا پانی ہو جائے
اے نفیس آیا ہی ایسا ہی زمانہ اولٹا — دوستی جن سے کریں دشمن جانی ہو جا[ئے]

سلام نفیس

نہ تو بغض نہ کینہ نہ برائی نظر آئے — تجرائی سدا دلمیں صفائی نظر آئی
تماشو یہی کوفہ کی خلقت میں گئے دیکھو — سر تنگی ید اللہ کی جائی نظر آئی
سر پیٹ کی مقتل میں گری دونت سی زینب — برباد جو زہرا کی کمائی نظر آئے
فرماتی تھی شہ قتل جو کرتی ہو لعینو — کیا تمکو بھلا اسمیں برائی نظر آئے
حر نے کہا شبیر نے کھولی جو میرے ہاتھ — مولا مجھی اب عقدہ کشائی نظر آئے
سر اپنی ہم ہو کی لگیں پیٹنی رانڈیں — جب شہ کی تن و سر میں جدائی نظر آ[ئے]

قطعہ

قاسم سی مقابل جو ہوا ازرق شامی — بس کفر میں اور دین میں لڑائی نظر آ[ئے]
ایک ہاتھ میں دو ہو گئے گرا جاکہ ظالم — شمشیر ید اللہ کی صفائی نظر آ[ئے]
کیا روئی سکینہ کی لیئ عابد مضطر — رسی میں جو ننھی سی کلائی نظر آ[ئے]
افسوس کہ سیدانیونکو تن پہ رسن — زہرا کی بھری گھر کی صفائی نظر آ[ئے]

قطعہ

صغرا نے لکھا خط میں کہ ایسی گئی گھر — پھر آپ کی صورت ہی نہ بھائی نظر [آئے]
اماں سی نہ شکوہ ہی نہ بابا سی گلا ہی — اس اپنی مقدر کی برائی نظر آئے
حال شہدا خون جگر کھا کی جو لکھا — ایک تہ بھی کاغذ پہ خالی نظر آ[ئے]

سلام نفیس

راحت کا سبب قرب ستمگر نہین ہوتا — آب دم خنجر سے گلا تر نہین ہوتا

مطلع

مخفی ہی راہ راست جو رہبر نہین ہوتا — کج ہوتی ہی وہ سطر جو مسطر نہین ہوتا

جب تک نہ کری سر قدم راہ رضا مین — یہہ مرحلۂ عشق کبھی سر نہین ہوتا

اللہ ری صفا لاکہہ پڑی گرد کدورت — وہ آئینۂ دل ہی مکدر نہین ہوتا

ہی دیدنی ہی حب علی چشم مین آنسو — خالی کبھی یہہ شیشہ و ساغر نہین ہوتا

کہتی ہین بہارین چمنستان نجف مین — بلبل کو نظارہ بھی میسر نہین ہوتا

آنکھین طرف دل ہین تو دل جیسے طرف چشم — شیشہ سی جدا بزم مین ساغر نہین ہوتا

مضمون غلط املا غلط انشا بھی غلط ہی — قاصد کوئی خط لیکی پیمبر نہین ہوتا

لکھتا ہون پسینہ کا رخ شاہ کا مضمون — ای گل عرق شرم مین کیون تر نہین ہوتا

ای کوثریو آکی میری ظرف کو دیکھو — اک خم سی بھی لبریز یہہ ساغر نہین ہوتا

کوثر سی ادہ ہین کیا جو ہین مستوجب دوزخ — پیدا کبھی پانی مین سمندر نہین ہوتا

خوش آئی نہ صحبت شمر و عمر کی حر کو — باخیر ہی وہ جو طرف شر نہین ہوتا

جب تک نہ ملی دولت جاگیر شفاعت — بیدل ہی وہ مفلس کہ تونگر نہین ہوتا

کیون ہند مین پھرتا ہی نفیس جگر افگار — تو چلکی مقیم در سرور نہین ہوتا

سلام نفیس

سلامی لیے بصارت نہ تھو طیابانی دیکا
لگیان آنکھونکو جو خاک کربلائی دیکا

مطلع

سلامی ہو نہ نہ پانیکی اشقیائی دی
ترپ کی جان شہنشاہ کربلائی دی

روائین جہین لین آل نبیؐ کی اعدائی
نہ تھکی لاش پہ چادر بہی لیک دربائی دی

کرونگا دفن مین بابا کو کہتی تہی سجاد
رہائی قید ستم سی اگر خدائی دی

یہہ بانو کہتی تہی اصغر تم ایسی جلد موئی
نہ پاون چلنی کی مہلت تمہین قضائی دی

جہانمین امت عاصی کی مغفرت کی لئی
خوشی سی جان شہنشاہ کربلائی دی

کہا جو حرّ عوض شہ تو یہہ صدا آئی
تجہی بہشت مین رہنی کی جا خدائی دی

علی سا ہوگا نہ دنیا مین دوسرا کوئی
کہ بیٹی اپنی جسی فخر انبیا نے دی

سپر کئی رہی سینہ کو حضرت عباس
مگر حسین پہ آفت کوئی نہ آنی دی

اگرچہ دام ضلالت مین حر بہت تہا مگر
رہائی نار سی عقدہ کشائی دے

ہوا جو لشکر سادات کربلا مین شہید
تو شہر شہر مین بو خونکی ہوا نے دی

اڑی صبا سی جو بالائی نیزہ گیسوئی شاہ
سواد شام مین بو مشک کی ہوائی دی

نبیؐ کی دوش مبارک پہ قدم رہی تو قمر
جہانمین یہہ کسی منزلت خدائی دی

عمر نی اپنی طرف سے تو لاشی گڑوائی
نہ قبر سید مظلوم کی بنانے دی

بصد ادب پئی رخصت جو حر قدم پہ گرا
اوٹہا کی ہاتھ دعا شاہ کربلائی دی

سوا علیکی یہہ کس کا ہی مرتبہ کہ دوسی
خدائی تیغ دی اور [illegible]

خراج شام کا قیمت تہی جس انگوٹہی کی
نماز میں وہی سایل کو مرتضانی دی

سفر میں اونسی کیا ایک نان کا جو سوال
قطار اونٹونکی سایل کو مرتضانی دی

بہار گلشن اسلام ہو چکی تہی خزان
یہہ تازگی چمن دین کو مرتضےنے دی

بغیر کفر نہ تہا نام حق پرستی کا
خدا کی گہر میں اذان پہلی مرتضانی دی

نہ چہٹتا آینہ دین سی زنگ کفر کبہی
اس آینہ کو جلا تیغ مرتضانے دی

لکہی جو بات تو عباس نے کہا شہ سے
نہ مشک پانی کی قسمت نے ہمکو لانی دی

قفا سی شمر نی حلق شہ امم کاٹا
نماز پڑہنی کی مہلت نہ بیحیانی دی

کہ جان سجدہ میں اوس حق کی پیشوانی دی
نماز سی شہ والا کو اس قدر تہا عشق

نفیس کم نہ کبہی ہوگی آب و تاب دسکی
جسی مثال گہر آبرو خدا اسنے دی

سلام نفیس

مجہرا اوسی جو شام تلک جا کی پہر ائی
رنج و الم و قید مصیبت پا کی پہر آے

صاحبدنی کہا روتی ہوی پہانسی گئی تہے
روتی ہوی ہم لاشۂ بابا کی پہر آئی

قطعہ

عباس کی حملی سی عدو نی علم اپنی
آگی جو بڑہا ہی تہی وہ گہبرا کی پہر آئی

ایسا ہی اکیلا وہ لڑا راہ خدا مین
شبیر کی جانب سی رخ اعدا کی پہر آئی

شبیر کا سن قصۂ جانسوز وہ روی
تا دیر نہ ہوش آدم و حوا کو پہر آئے

کیا اونکو ہوا ہو دیگا افسوس پس مرگ
جو اپنی وطن ساتہہ سی مولا کی پہر آئی

تازہ ہوا پہر اونکی دلوںمین غم شبیر
جب اہل حرم جانب بطحا کی پہر آئی

بانو یہی کہتی تہی کہ ہی ہی سے علے اصغر
پانیکو گئی تیر ستم کہا کی پہر آئے

کہتا تھا عدو پانی نہ شبیر کو دینا | ہونٹھونپہ زبان خشک وہ کہلاکی پہرآئی

قطعہ

مسلم کی تہیمونکو وطن جانے نیکلے خاطر | قاضی کی لپسر قافلہ کہلاکی پہر آئی
ایواے ملی راہ نہ ہوئی اونسی ملاقات | کو فہ مین وہ ہمرت سی ٹکرا کی پہر آئی
عابدبہی چلی رنکو مگر ضعف کی باعث | خیمہ کی وہ دروازی تلک جاکی پہر آئی
ایک شیر ہوا لاش حضرت کا نگہبان | گھوڑونکو تہمگا رجہ دو ڑا کی پہر آئی
ہوتا ہی نصیب انکی زیارت مین بہی اک جا | جو روضۂ شبیر تلک جاکی پہر آئی

سلام مونس

مجرئی سینہ مین کیا کیا دل سہر تڑپا | حلق پہ تیر ستم کہاکی جو اصغر تڑپا
زخمی تن گہوڑونکی ٹاپونسی ہوا جب پامال | مرغ بسمل کیطرح قاسم لب پہ تڑپا
شاہ کہتی تہی ہمسی بچانہ ایک قطرہ آب | بیاس سے صدمی سی کیا کیا تیرا لشکر تڑپا
نگلی سر آئی جو مقتل مین علیکی جائی | غمسی خنر زنی تی کاتن بیسر تڑپا
چہدگئی تیرونسے جب مشک تو پانی نکلا | گرکی کیا خاکپہ عباس دلاور تڑپا
سرکو ٹکرانی لگی واخاہ کہکے | جبکہ آغوش براد رمین برادر تڑپا
شمنی دم توڑتی دیکہا جو علی اکبر کو | خاک پر باپ بہی بیٹی کی برابر تڑپا
مرگیا جبکہ پڑی تیغ امام دوجہان | ہچکی نہ آئی نہ لی سانس نہ دم بہر تڑپا
زخمی چہاتی پہ چڑہا شمر پیا اللہ ری صبر | لال زہرا کا نہ مطلق تہ خنجر تڑپا
شاہ چلائی کہ ای بہائی ہمین چہوڑ چلی | جب دم نزع علمدار دلاور تڑپا
علی اصغر جو ہوا طعمہ شہباز اجل | باپ کی ہاتہونپہ مانند کبوتر تڑپا

بانو کہتی تہی کہ ایک بوند نہ پانی کی ملی
پیاس سے جہولیمین بیرون میرا دلبر تڑپا

شمر کی سینۂ شبیر پہ زانو جو دہرا
کیا کہون قبر مین کیا کیا دل حیدر تڑپا

شہ کی آغوش مین تہا نہ پہ گئی لاش پسر
خاک پر یون دم مردن علی اکبر تڑپا

ساتھہ رانڈونکی سکینہ جو گئی دریا پر
شرم سی لاشۂ عباس دلاور تڑپا

آئی خیمہ مین ستمگر تو ہر اک بچے کا
خوف سی ننہا سا دل سینہ کی اندر تڑپا

شاد اکدم نہ ہوی ہجر پدر مین عابد
رات بہر گذری جو رونیمین تو دن بہر تڑپا

شہ کی مظلومی و غربت کو جو دیکہا دم قتل
خونمین مچلی کیطرح شمر کا خنجر تڑپا

قتل کی بعد جو پہنچا خط صغرا لیکر
گر کی حضرت کی لہو مین وہ کبوتر تڑپا

لاش کو سرور دین کی نہ ملا تہا جو کفن
رات دن قید مین کیا عابد مضطر تڑپا

تفرقہ ایسا پڑا آہ کہ چالیسوین تک
سر تو تن کی لئی اور تن لئی سر تڑپا

ہائی بابا جو سکینہ نے کہا چلا کر
دیر تک طشت مین کیا کیا سر سرور تڑپا

کیا اثر وار کہا تو نی سلام ای مونس
سنکی اس نظم کو ہر ایک سخنور تڑپا

سلام مونس مرحوم

صدا ہی فکر ترقی بلند بینو نکو
ہم آسمان سی لائی ہین ان زمینو نکو

مطلع

پڑہین درود نہ کیون دیکہہ کر حسینو نکو
خیال صنعت صانع ہی پاک بینو نکو

حسین جاتی ہین پہر نبرد میدانمین
چہڑا ای شل ید اللہ آستینو نکو

کہان سی تیر کد آیا یہ بخت یاور تہا
رفیق تشنہ ہوا انا رایت لعینو نکو

سلامی ہوی عباس نکلی خیمہ سے
چہڑا لیا علی اکبر نے آستینو نکو

مزا یہ طرفہ ہی مضمون تو دستیاب نہیں
مقابلہ یہ جہاں آتی ہین آستینو نکو

غلط یہ لفظ وہ بندش بری یہ مضمون سست
ہنر عجیب ملا ہی یہ نکتہ چینو نکو

فلک یہ جب ہوی آوازار کیو دم صبح
تو غازیون نے رکہا سر کیو نیہ زینو نکو

لگا و غا مین ٹیکتی لہو جو قبضہ سے
بہرا لیا شہ والا نی آستینو نکو

دہان کیسہ زر بند کر تو ای منعم
خدا کی واسطی وا کر جبین کی چینو نکو

بہلا تردد بیجا سی اوسمین کیا حاصل
اوٹھا چکی ہین زمیندار جن زمینو نکو

مہکتی ہین گل مضمون سی ہر گھری مونس
بسا یا ہمنی مضامین سے بہی زمینو نکو

سلام میر انیس

بین ای مجبری قاسم کی دولہن کیا جانے
بیاہی ایکشب کی رنڈاپیکا چلن کیا جانے

دم جو گہٹتا تو یہی کہتی تہی گہبرا کے وہ رو
کیون مجہی چہوڑ گئی ابن حسن کیا جانے

بین بستی مین نہ ملتا تو یہ فرماتی تہی شاہ
ہم سا غربت زدہ آرام وطن کیا جانے

لاش شبیر سی آتی تہی صدا مقتل مین
کب یہ سر بیسر ہوویگا کفن کیا جانے

عمر بہر دیکہی یہ جسنی غل و زنجیر کی شکل
وہ بہلا سلسلۂ طوق و رسن کیا جانے

باغ چلنی کو کوئی کہتا تو کہتی سجاد
مرغ بی بال بہلا سیر چمن کیا جانے

کہتی تہی پیاس کی شدت مین سکینہ رو رو
ہوگا کب پانی سی تر خشک دہن کیا جانے

داغ اصغر کا کوئی بانو کے دلسی پوچہے
چہد گیا کس کا جگر تیر فگن کیا جانے

کہا زینب نی کہ شبیر سا بہائی نہ رہا
کیون سلامت رہی دنیا مین بہن کیا جانے

رات کو بیاہ ہوا صبح کو کٹوایا گلا
لطف شادی کا بہلا ابن حسن کیا جانے

تیر کی درد کو کیا باپ سی کہتا اصغر
بی زبان ہو وے جو بچہ وہ سخن کیا جانے

قتل کی وقت یہی کہتی تہی ولسی مسلم
کیا کرین شاد ہی یہہ عہد شکن کیا جانے

رد دعوت نہین کرنیکا پسر زہرا کا
اس عداوت کو وہ سلطان زمن کیا جانے

زخمی شبیر علی اکبر کو جو دیکہا تو کہا
کٹمری کب تیغ و لنی ہوگا میراتن کیا جانے

قید زندانکی سکینہ متحمل نہ ہو لی
ناز پروردہ غم و رنج و محن کیا جانے

قطعہ

شہنی ملبوس جو مانگا تو یہہ زینب نے کہا
زیب تن ہوتا ہی کیون رخت کہن کیا جانے

بوند بہر پانی تو ملتا نہین مرنیکی ہی بعد
کوئی دیگا کہ نہ دیویگا کفن کیا جانے

دم خفا ہوتا تو کہتی تہی سکینہ رو رو
کب کہلی گی میری گردنسے رسن کیا جانے

اہلکین کہتی تہی ہنس ہنس کی کہ مرتی جاتے
کیا جگر رکہتی ہین ہفتاد و تن کیا جانے

ظلم جب ہولی تو فرماتی تہی سجاد حزین
ہمسی برگشتہ ہی کیون چرخ کہن کیا جانے

لاش شبیر پہ زہرا نے کہا رو رو کر
قبلہ رو خاک پہ کس کا ہی بہہ تن کیا جانے

کسطرح قدر نجتی اپنی سخن کی ہو انیس
مرتبہ مشک کا آہوی ختن کیا جانے

سلام میر انیس

حسین یون ہوئی ای مخبری وطن سی جدا
کہ جیسی بلبل ناشاد ہو چمن سی جدا

جنان مین پائیگی گہر اہلبیت کی مداح
صلہ خدا سی جدا لینگی پنجتن سے جدا

بہنسی ہولی تہی بلادین سید سجاد
جہلی تہی طوق سی گردن جدا رسن سے جدا

گلیمین دیکہہ کے طوق حدید کہتی تہی لوگ
یہہ آفتاب کہین جلد ہو گہن سی جدا

وطن مین پہر گی سفر سی نہ جیتی جی آئے
عجب گہری تہی کہ اکبر ہوئی بہن سے جدا

جہان سی اوٹہہ گئی حسرت بہری نبی تمام
جہانمین کوئی نہ دولہا ہو دولہن سی جدا

گھری رہی شہ والا ستم کی تیر و تیغین — نہ آفتاب ہوا دوپہر کرن سی جدا
گھرک کی شمر لعین گر نہ کھینچتا بازو — سکینہ ہوتی نہ لاش شہ زمن سی جدا
حرم مین شور ہوا شمر لی کہا جدھر — کہ باندہو بازوئے زینب کو اک رسن سے جدا
شہید ظلم ہین دونو نبی کے لخت جگر — غم حسین ہین ماتم حسن سے جدا
نکالا گردن اصغر سی تیر جب شہ نے — گلے سی بہنے لگا خون اور دہن سی جدا
سحر سی ظہر تلک کربلا مین خشک ہوئے — سر حسین ہوا وقت عصر تن سی جدا
سیاہ شام سی نکلا جو عصر تو بولی ملک — وہ آفتاب درخشان ہوا گہن سی جدا
سکینہ مر گئی قید ستم مین گھٹ گھٹ کر — مگر نہ چاند سی گردن ہوئی رسن سے جدا
رسول حق کو نواسی سی یہ محبت تھی — کہ موئنہ نکرتے تھی شبیر کی دہن سے جدا
زمین پہ گر کے پکاری شہ زمن ہی ہات — نظر جو آگئی بھائی کی ہاتھ تن سی جدا
گڑی ہی مرگ کی منزل مسافر ہشیار — کھلی گا حال یہ جب روح ہوگی تن سی جدا
فشار قبر کا گر خوف ہی تجھی تو انیس — رہی نہ صرۂ خاک شفا کفن سے جدا

سلام انیس

غم شہ کا جسنے بیان کر دیا — ان آنکھوں نے دریا روان کر دیا
گھٹا زور رشک سخن بڑہ گئے — ضعیفی نے ہمکو جوان کر دیا
سبک ہو چلی تھی ترازوئے شعر — مگر ہمنے پلہ گران کر دیا
بسے قدر کر اے زمین سخن — تجھی بات مین آسمان کر دیا
نہ کی آہ کچھ عمر رفتہ کی قدر — عجب جنس کو رائگان کر دیا
نہ دیکھی گئی شہ سے اصغر کی لاش — زمین مین پسر کو نہان کر دیا

لکھی شہ کی خالِ معنبر کے مدح
قلم نے ہمین نکتہ دان کر دیا

فلک سے ہوا کب میرا کام حل
مگر ہان جنازہ روان کر دیا

قطعہ

زہی شفقتِ سبطِ خیر الورا
عجب رتبہ مہمان کا کر دیا

کوئی جانتا بھی نہ تھا حر کا حال
اوسی دم مین جانِ جہان کر دیا

کہان ایک ذرہ کہان آفتاب
خدا نے کسی مہربان کر دیا

گھٹا فکر مین جسم مثلِ قلم
سراپا کو صرفِ زبان کر دیا

قطعہ

پھر کتا ہی کیون اتنا اے مرغِ روح
مقدر نے ویران مکان کر دیا

نشیمن بھی دیگا وہ فردوس مین
ترا جسمین ویران مکان کر دیا

قطعہ

ہوئی دفن اکبر تو چلائی مان
اجل نے زمین مین نہان کر دیا

چھپانی لگی ہمسے سو کھہ قبر مین
انہیں جب خدا نی جوان کر دیا

جو پوچھی جلدار نے جائی قبر
ترائی مین تشنہی نشان کر دیا

نو اسنجیون سے نے تری اے انیس
ہر ایک زاغ کو خوش بیان کر دیا

سلام میر انیس

سلامی حق نے سجدہ کی لئی کی جبین پیدا
ہوئی ہین ہاتھ پھر ماتم سر دار دین پیدا

مطلع

علی کی بعد خالق نی کیا عرش برین پیدا
مکان ہی نہ ہوا تھی مجری پہلی مکین پیدا

ملک رکھتی ہین سرخاک شفا پر پاؤنکی بدلے
بجای نقش پا ہین جا بجا نقش جبین پیدا

الہی ہنسی کشت آخرت سرسبز ہوتی ہے
بغیر از آب دانہ کر نہین سکتی زمین پیدا

لیسر ہین شیر حق کی اور پدر ہین نور آبا ہونگی
ہوئی ایک فاطمہ کی لال سی کیا کیا نگین پیدا

غلامان علی سید ہی سوی خلد و بہشت جائینگی
ہوئی ہین بہر راہ راست اصحاب یمین پیدا

قطعہ

تولد جب ہوئی اکبر تو یہہ غل تہا ہر اک گہر
ہوا یوسف سی بہی فرزند سرور کا حسین پیدا

کہا شہ نی مبارکباد دیکر شہر بانو کو
تیری گہر مین ہوا ہمشکل ختم المرسلین پیدا

رگین کٹتی تہین لیکن واہ ری صبر شہ والا
صدا اللہ و اکبر کی تہی زیر تیغ کین پیدا

اوکھاڑا صفدر لیسی جب شہ خیبر کو حیدر نی
فلک سی تہی صدا ای آفرین صد آفرین پیدا

کہا جبریل نی تہما نہ ہرگز خانہ ایمان
اگر ہوتا زمانہ مین نہ ایسا رکن دین پیدا

علی سا بہی کوئی ہی دوسرا ای خالق یکتا
ندا یہہ غیب سی آئی نہین پیدا نہین پیدا

ملک کیون خاک اوڑا اوڑگی پر اوس شمع کی
مگس انکو جسکی ہون پر روح الامین پیدا

بنایا ذات حیدر کی لئی یہہ آسمان حق نی
ہوا ہی حلقہ انگشتری بہر نگین پیدا

نجف مین آکر یہہ حاملان عرش کہتی تہی
کریگی اوج کرسی سی زیادہ یہہ زمین پیدا

قطعہ

جو رکہتی تاج زر تہی فرق پر [illegible] زرین تہا
زمانہ مین کہین انکا نشان بہی نہین پیدا

[illegible] کیسی غارت [illegible]
مکان مین سیکڑون ایسی نہین جنکی مکین پیدا

بہائی اشک ماتمدار شہ گرکان تک پہنچی
ہوی لطف صدف سی بحر ہو در ثمین پیدا

قطعہ

اوٹھا کر ذوالفقار حیدری نعرہ کیا شہ نے
دلاور اس جہانمین دوسرا مجھسا نہین پیدا

یہہ وہ شمشیر براں ہے یہہ وہ برق درخشاں ہے
کہ جسکی تاب سی ہی آیت فتح مبین پیدا

کہا اللہ نے لا سیف الا ذوالفقار اسکو
یہہ شکل لا ہوئی پہر نفی مشرکین پیدا

زبانِ شمع سی نکتہ یہہ روشن ہو گیا ہمپر
کہ لیتی آخرش کرتی ہین سب لا کین پیدا

قطعہ

مزار شاہدین کو دیکھ کر قدسی یہہ کہتی تہی
کیا ہی خاک پر اللہ نے عرش برین پیدا

فلک شمس و قمر کی روشنی کو بہول جائیگا
کریگی وہ ستارے حشر کی دن یہہ زمین پیدا

چلا اوس فوج سی جب حر کہا شہنی رفیق نیکی
سوئی خرگاہ دیکہو کفر سی ہوتا ہی دین پیدا

قطعہ

جئی جب تک پدر کی واسطی رویا کئی ہر دم
نہ ہوگا کوئی بابا کی شکل زین العابدین پیدا

عزیزونکا الم بابا کی فرقت قید کی ایذا
ہوئی تہی لاکھ دکھ سہنی کو ایک جان حزین پیدا

سنان و شمر و شبث و خولی ملعون بدایمان
ہوئی تہی بہر قتل شاہدین کیا کیا لعین پیدا

غنیمت جان دم کو دمبدم کر قدر اس دم کی
جو ڈہونڈیگا تو پہر ہوگا نہ یہہ وقت [illegible] پیدا

رہا مظلومی کا چرچا انیس حضرت کا دنیا میں
نہین صابر زمانہ مین ہوا ایسا کہین پیدا

مقطع

انیس اس رنگ کا دیکھا نہ ہمنی کوئی گلدستہ
نظیر محفل ماتم نہین پیدا انہین پیدا

سلام مونس

دماغ اے مجمری خاک شفا کی بو سی لیتی ہین
مزار شاہ پر جانیکو کیا کیا دل ترستی ہین

مطلع

سلام نفیس

خلد دکھلائیگی مداحیٔ سرور مجکو | بدلی ایک بیت کی ملجائیگا ایک گھر مجکو

مطلع

کر دیا فخر کی دولت نی تونگر مجکو | خاک سمجھا ہوں اگر ہاتھ لگی زر مجکو

مطلع

سب جو کہتی ہیں گدائی در حیدر مجکو | مجھ پری دیکھتا ہی رشک سی قیصر مجکو

مطلع

مجھ عالم میں نہیں خواہش گوہر مجکو | آبرو مجھ کو دی خالق اکبر مجکو

مطلع

مجھ پہ ہاتھ لگی رتبہ قیصر مجکو | سمجھی دنیا میں غلام اپنا جو قنبر مجکو

مطلع

عرش پر سو ہیں نہ سمجھی کوئی لی پر مجکو | فوق ہی اوج سعادت میں ہما پر مجکو

تخت شاہی کی تمنا نہیں ای مالک حشر | قبر ملجائی قریب در حیدر مجکو

مدح پڑھتا گل زہرا کی جو میں جا نکلا | آگئی بلبل نی دی تذکر گل تر مجکو

یہ سبکبار رہا ہوں چمن دنیا میں | کہ صبا جانتی ہی بوئی گل تر مجکو

نکہت روضہ شبیر کا میں عاشق ہوں | خوش نہ آئیگی کبھی بوئی گل تر مجکو

دل میں کسطرح نہ کانٹی کی طرح کھٹکیگا | خار حاسد کو ملی اور گل تر مجکو

ہیکلی بار غم شبیر میں دل ڈوب گیا | اس قدر آپ بخارات لی کیا تر مجکو

ای صبا روضہ شبیر کا مشتاق ہوں میں | ساتھ لیچل صفت بوئی گل تر مجکو

وہیان آیا ہی کہ تیرونمین لوہین ہونگی حضیز
نظر آتا ہے جو خارونمین گل تر مجکو

ساتہ اشکونکی جو بہتی ہین جگر کے ٹکڑی
نظر آجاتی ہین دریامین گل تر مجکو

غم شبیر مین کرتا ہی دعا دامن خشک
یا الٰہی کوئی اشکونسے کری تر مجکو

جہک کی کیونکر نہ چلو نمین صفت تسلیم
حق تعالی نے کیا صاحب جوہر مجکو

سر بسر زنگ مین آلودہ ہون جو حق کیا کرین
آپ اپنی نظر آتی نہین جوہر مجکو

توڑ کر سیف ید اللہ کو فرماتی تہی شاہ
آج دکہلاتی ہین اس تیغکی جوہر مجکو

کہتی تہی تیغ علی مین کسی کہلاؤن پرش
شاہ دکہلاتی ہین خود صبر کی جوہر مجکو

کہتی تہی شہ اسی آسیب نہ پہونچی اکبر
ہی تیر آسیب وفن سینے کے تیر مجکو

حضرت خضر کو جو راہ بتا دیتا ہی
راہ عقبی مین دیا حق نے وہ رہبر مجکو

شوق دل آپ نجف تک مجہی پہنچائیگا
نہ بلد چاہی رستی مین نہ رہبر مجکو

کہتا تہا حر کہ نہ ملتی مجہی راہ فردوس
خضر تقدیر نے بتلا دیا رہبر مجکو

کیون تڑپتا ہی دلا وقت پہ ہی سب موقوف
آپ پاس اپنے بلا لیویگا رہبر مجکو

ہمین دنیا مین عبقری پہ ہوا ہی تکیہ
فرش سنجاب ہی اب خاک کا بستر مجکو

روضہ شاہ پہ مرنیکی ہوس ہی یارب
یہانکی تکیونمین نہ دینا کہین بستر مجکو

مقتل شہ کی زمین کہتی تہی دیکہا ای گردون
حق نے ایک چاند دیا تجکو بہتر مجکو

کہتی تہی خیر نشہ ہین میری آنکہین حسنین
صورت چشم یہہ دو نو ہین برابر مجکو

کہا بانو نے گوارا نہین بیٹی کا فراق
دفن کر دی کوئی اکبر کی برابر مجکو

نشہ بادہ عرفان سی بہری رہتی ہین
کبہی خالی نہ ملی چشم کی ساغر مجکو

حق تیرا میکدہ آباد رکہی ای ساقی
عوض آب ملی ساغر کوثر مجکو

وہ غنی ہوں کہ حبیب اللہ کی دولت بانٹی ۔۔۔ نہ کہا ہینی کہ ای خالقِ اکبر مجھکو

اہل دُنیا جسے سمجھے فقیر ہی وہ مستغنی ہوں ۔۔۔ فقیر ہیں لوگ سمجھتے ہیں تونگر مجھکو

لذتِ فخر سی محروم ہی رہ جاتا ہیں ۔۔۔ شکر یا رب نہ کیا تونے تونگر مجھکو

شاہ کہتی تھی کہ یہاں کچھ نہیں جز دولت فقر ۔۔۔ وہ خجل ہونگی جو سمجھی ہیں تونگر مجھکو

فقر حبِّ اسد اللہ سی استغنا ہے ۔۔۔ اس فقیری مین کیا حق نے تونگر مجھکو

اپنا رومال دُرِ اشک سی بھر لیتا ہوں ۔۔۔ کر دیا ہی انہیں اشکوں نی تونگر مجھکو

عیب حیدر کی غلاموں میں ہے تنہا خوری ۔۔۔ بانٹ کہاتا ہوں جو آتا ہی میسّر مجھکو

خاک سمجھوں وہی خاک درِ شہ کی آگی ۔۔۔ گر ہو اکثر زمانے میں میسّر مجھکو

شاہ کہتی تھی ایک آئی گا زمانہ ایسا ۔۔۔ کہ نہو گا کوئی دن آب میسر مجھکو

شیر حق کہتی تھی فاقوں میں مزا ملتا ہے ۔۔۔ ورنہ کیا شی نہیں دنیا میں میسر مجھکو

خوف خورشید قیامت سی ٹھہرا اتنا ۔۔۔ ابر رحمت ہی ولاء ابن حیدر مجھکو

شاہ کہتی تھی کہ عباس کو جب دیکھتا ہوں ۔۔۔ یاد آجاتی ہے تب شوکتِ حیدر مجھکو

بانو کہتی تھی کہ بیٹا نہ لحد میں سوتا ۔۔۔ اپنی پہلو میں جگہ دو علی اکبر مجھکو

کہتی تھی شاہ کہ تنہائی میں گھبراتا ہوں ۔۔۔ پھر حق پاس بلا لو علی اکبر مجھکو

کہتی تھی ماں کہ ارمان گئی دنیا سی ۔۔۔ اپنا سہرا نہ دکھایا علی اکبر مجھکو

خبر قتل پسر سنکی کہا حضرت نے ۔۔۔ ہی غضب کر گئی تنہا علی اکبر مجھکو

کہا بانو نی اگر یوں نہیں آسکتی ہو ۔۔۔ خواب میں شکل دکھاؤ علی اکبر مجھکو

قطعہ

کہتی تھی فاطمہ صغرا کہ بھلا یا وعدہ ۔۔۔ لیگئی آکی نہ بھیا علی اکبر مجھکو

صبح کرتی ہوں شب ہجر میں تارے گن گن کر
اسقدر زاری میں گذر جاتا ہے دن بھر مجھکو

بانو کہتی تھی بولا یا نہ پدر سے لکھ کر
اپنے دادا کے بھی نہ بھیجی علی اکبر مجھکو

بانو کہتی تھی نہ نکلی کوئی حسرت دل کی
پاؤں چلتا نہ دیکھا یا علی اصغر مجھکو

کہتی تھی چھاتی سے لپٹا کے شلوکے بانو
دے گئی ہیں یہہ نشانی علی اصغر مجھکو

شیر حق کہتی تھی سایل سے حجاب آتا ہے
دو گھڑی کے لئے اے فاطمہ چادر مجھکو

کہا زینب نے ردا چھن گئی پروا نہیں کچھ ہے
کی ہے خالق نے عطا نور کی چادر مجھکو

سر اکبر سے کہا بانو نے عریاں ہو کر
واری ماں آکے اوڑھا نے نہیں چادر مجھکو

کہا زینب نے کہ صد شکر یہہ نوبت پہنچی
کہ ترس کہا کے ہر ایک دیتا ہے چادر مجھکو

کہا زینب نے کہ کپڑا الٹا اوڑھا دل نے بھی غم
دے اگر تو میری لوٹی ہوئی چادر مجھکو

کوہ وا غدوہ و غم و درد گری ہیں یا ہم
کبھی گردوں نے اوٹھانے نہ دیا سر مجھکو

کہا زینب نے کہ اے صبح قیامت جلد آ
شام میں لائے ہیں بے رحم کھلے سر مجھکو

شاہ کہتے تھے کہ ایک سر یہہ کیا اے خالق
دوں تیری راہ میں گر لاکھ ملیں سر مجھکو

عمر سعد یہ تاکید ہوئی حاکم کی
بھیج دے کاٹ کے جلدی سر سرور مجھکو

کہا عابد نے کہ غیرت سے گڑا جاتا ہوں
دفن کرنے نہیں دیتے تن سرور مجھکو

للہ الحمد کہ مقبول ہوئی بیت کوئی
قصر فردوس میں رہنے کو ملا گھر مجھکو

کنج غربت سے نہ دیکھی کوئی اچھی صحبت
ایسے بہتر نظر آیا نہ کوئی گھر مجھکو

بھول جاؤنگا تری شوق میں سب کچھ آقا
یاد آئے گا نہ غربت میں کوئی گھر مجھکو

کیا تعجب ہے اگر نیند نہ آئے اے قبر
آج سونیکو ملا ہے یہہ نیا گھر مجھکو

در بدر پھر کے صد افسوس گنوائے سب عمر
مگر اتنے کبھی دنیا میں نہ ملا گھر مجھکو

کہا عباس سی شہ نی رہیو کہا واللہ
مار ڈالی گا ترا داغ برادر مجھکو

پاس ہین کہتی تہی حضرت کہ خبر اسکی نہ تہی
کہ دیکہا ہی گا فلک لاش برادر مجھکو

شمر نی قاتل ہی کہا ہو گی قیامت برپا
دیکہہ پائیگی جو زینب تہ خنجر مجھکو

چاند دیکہا جو محرم کا تو بولی حضرت
چرخ دکہلاتا ہی آئینۂ خنجر مجھکو

کہا زینب نی کہ جب جاتی گلا بہائی کا
کوئی لیجا کی بٹہا دی تہ خنجر مجھکو

آب کوثر جو پیا شہ نی کہا شکر کریم
یاد ہی لذت آب دم خنجر مجھکو

ذبح کی وقت کہا شہ نی کہ تنہا ہی اب
اک نہ ہمدم نظر آیا تہ خنجر مجھکو

ہین جو خونخوار جگی ہی وہ نہین پانی تی
نظر آتا نہین سید یا کبہی خنجر مجھکو

شاہ کہتی تہی کہ سب لیگئی طاقت تن کی
داغ دل دیگئی پیری مین دلاور مجھکو

منزوی گوشۂ غربت مین ہون لطف نفیس
کہین دیتا نہین آرام مقدر مجھکو

سلام مونس

شہا نہین ہی بلندی وہ آسمان کی لیئے
جو اوج ہی تیری نعلین کے نشان کی لیئے

مطلع

مزا نہین ہی خموشی مین خوش بیان کی لئی
زبان سخن کی لئی ہی سخن زبان کی لئی

مطلع

سلامی نوک ہی جسطرح سی سنان کی لئی
سخن سی خلق مین ہی آبرو زبان کی لئی

زبان محفل عالم مین ہی وقار سخن
سخن سی خلق مین ہی آبرو زبان کی لئی

دعا و مصحف و تسبیح ذکر آل رسول
خدا نی دین ہین عجب نعمتین زبان کی لئی

جبین و ابرو چشم و رخ و لب و دندان
وہی دیا کہ مناسب تہا جو جہان کی لئی

خوشا عطا ذرہ ہی صنعت خدائی زرگر
زبان دہن کی لئی ہی دہن زبان کی لئی

بیان جو کرتا ہون خال رخ حسین کا صف
سپند بنتی ہی تاری میری زبان کی لئی

نہین ہی شغل کوئی غیر مرثیہ گوے
خدا کی کام ہی اچہا یا زبانکے لئی

عرب یہہ کہتی تہی سن سنکی خطبہ سجاد
ہوئی ہی خلق فصاحت سی یہ بیانکی لئی

سنا جو بحر جہانمین ثواب ذکر حسین
تو مچھلیان بہی تڑپنی لگین زبانکی لئی

بشر کیواسطے ہی موت موت پہر شبر
خزان چمن کی لئی ہی چمن خزانکی لئی

علیکی فیض قدم سی نجف کو اوج ملا
تہی مکین کہ شرف ہوگیا مکانکی لئی

حسین کہتی تہی ہان ای سانپرو جاگو
کہ ہی سپاہ عدو خواب کاروانکی لئی

فلک یہہ جاتا ہی شور علی ولی اللہ
ہوا یہہ اوج اسے نام سی اذانکی لئی

کوئی دعا نہین رد تحت قبہ شبیر
بلند گر ہی تو کیا خوف آسمانکی لئی

نہ بہول جوش جوانی وزرو رہبیر ملکو
کہ ہر بہار کے ہی ابتدا خزانکی لئی

اگرہ ہے طالب روزی تو سر فلک پہ کہینچ
ہما بہی خاک پہ جہکتا ہی استخوان کی

ابو تراب کا بندہ ہون ای زمین لپس تپس
فشار اسقدر ایک مشت استخوان کو

سر اپنا اوٹھالی دی ای آسمان جہکوت
بڑی ہی اتنی بہی نرمی گرمی لمکان کی لئی

پکاری خیمہ سی حضرت کہ لوگئی شب قتل
سحر ہوئی علی اکبر اوٹہو اذانکی لئی

دل و جگر کو ہلاتا ہی حر کا افسانہ
یہہ دبدبہ نہین رستم کی داستانکی لئی

یہہ رنین علی تہا ز ہی ابروا امام اعم
مژہ کی تیر نہی ہین اسے کمانکی لئی

گیا بہشت مین جب حر تو مصطفا نی کہا
نسگا و حلۂ فردوس مہمانکی لئی

بہا دشت سی چہٹی تہی کشونین سہم کے تہ
گرتہ اسن کا گوشہ ملا کمانکے لئی

امام دین کو فقط آسمان نہین رویا ۔ لگا زمین نے بہی کی قبلہ زبان کی لئی
تپا نہ دل تہا احباب کا جو عابد کو ۔ پسنیکی روتی تہی نغزلیہ کاروانکی لئی
شفیق رنج و مصیبت مین کام آتی ہین ۔ حسین روتی تہی ہنگام ذبح انکی لئی
قیامت آگئی اے جہان دون پرور ۔ امام پاک کا سر شمر کی سنانکی لئی
بگاڑا دیکہکے عباد گردن سجاد ۔ غضب خدا کا یہہ طوق ایسی ناتوانکی لئی
جو تیغ کہینچی عابد تو حلق کٹ جاتے ۔ گلا بندہا دیا یوسف لی کاروانکی لئی
زمین کیواسطے مین یون چہاردہ معصوم ۔ کہ جیسی اختر تابان مین آسمان کی لئی

قطعہ

پکاری بنت علیؑ سر سی جب چہنی چادر ۔ لباس خاک ہی اب جسم ناتوانکی لئی
الہی کشتی امت بچالے طوفانسے ۔ ردای فاطمہ دیتی ہون بادبانکی لئی
متاع عالم فانی کو دور کر مونس ۔ سفر قریب ہی کچہ جمع کر دہانکی لئی

سلام مونس

اصغر سلامی تیر ستم کہائی آتی ہین ۔ گردن پدر کی ہاتہونپہ لٹکائی آتی ہین
تیرونکا مینہہ برستا ہی ننہی سی لاش پہ ۔ کالی گہٹا کیطرح عدو چہائی آتی ہین
بازو چہدا ہی شاہ کا بچہ ہے خون مین تر ۔ ننہی سی لاش چہاتی سی لپٹائی آتی ہین
بولی سکینہ جہانکتے ڈہونڈہکی پردہ کو ۔ قربان ہو گئی میری مان جائی آتی ہین
حضرت کو تہی یہہ فکر کہ بانو کہی گئی کیا ۔ گردنکو ماری شرم کی نہوڑائی آتی ہین
پانی دیا نہ ظالمون نے پیاسی مرگئے ۔ گل کیطرح سے دہوپ مین مرجہائی آتی ہین
کہتا تہا شمر پانیکی عباس کوچیا ۔ چہوٹی سی مشک دوش پہ لٹکائی آتی ہین

قطعہ

کہتی تھی لاش شاہ پہ زہرا کہ ای حسین — بابا تمہاری خلد سے گھبرا کی آئی ہین
مدت کی بعد خاک سی اوٹھہ کر ملو ذرا — نانا رسول ہاتھ ہو نکو پھیلائی آئی ہین
کہتی تھی شامی کٹ گئی بازو جو بھائیکی — دیکھو حسین نہر پہ گھبرائی آتے ہین
سجاد جب گئی تو مدینہ مین شور تھا — آفت زدی ستم زدی وہ گہر پائی آئی ہین

قطعہ

جو بہو وین بیٹیان ہون علیکی اونہین لیئی — سر ننگی آج اونٹون پہ بٹھلائی آئی ہین
کیا ظلم ہی کہ ایک کی سر پہ نہین ردا — بالونکو اپنی چہرونپہ بکھرای آئی ہین

قطعہ

اکبر نی وقت نزع کہا رو کی باپ سے — کچھ آپ میری مانکو بھی سمجھائی آئی ہین
شہ بولی پردہ سی نکل آئی تھی ننگی سر — ای لال اوسکو خیمہ مین بٹھلائی آئی ہین
عابد سی جو مدینہ مین رو کر سکے پوچھتا — کہتی تھی روکے باپ کو دفنائی آئی ہین
مونس سلام سنکی ترا بزم غم سی لوگ — منہ آنسوونکا آنکھ سی برسائی آئی ہین

سلام مونس

کرتا ہی اشک ماتم سرور خدا پسند — ای مجرئی ابھی مین گہر بادشا پسند

مطلع

مجرا ای اہل حرص کو ہی کیمیا پسند — ہم بو تراب ہین ہمکو ہے خاک شفا پسند
مرتا ہین خاک راہ توکل پہ ہم فقیر — جو کوچہ گرد ہین وہ کرین کیمیا پسند

کیا اختلاف ہی چمنستان دہر مین / بلبل کو گل پسند ہی گل کو ہوا پسند
یہ اپنی اپنی طبع ہی ای ساکنِ بہشت / تمکو ارم پسند ہمین کربلا پسند
گوہر نکلتی آتی ہین دریائی طبع سی / ہی عین آبرو جو کرین آشنا پسند
پہنچا دی خلد باغ نجف تک میر غبار / اٹکھیلیان تری یہ نہین ای صبا پسند
روضہ سی شاہ کی نہ اوڑانا میرا غبار / یہ چھیڑ چھاڑ مجکو نہین ای صبا پسند
موزون ہون چند درد کی باتین تجہی سب / اپنی زبان کو ہی تو اسی کا مزا پسند
جلا کی رو مجلس ماتم مین مومنو / ہی روح فاطمہ کو صدائی بکا پسند
پہر خدا فقیر نی یہ سایا نہ کیجیو / احسان ہمین کسی کا نہین ای ہما پسند
باغ غرا کو دیکھکی کہتی ہین بلبلین / دیکھو یہہ وہ چمن ہی جو ہی مرتضا پسند
ہان زایرو قریب ہی بیشک لیل شوق / ثابت ہوا نجف کو بھی ہی کربلا پسند
کہتی تہی شہ نمونۂ جنت ہے کربلا / کیونکہ نہو حسین کو یہانکی ہوا پسند
آئی صدا ابھی یہ خنگل مسافرو / بلبل کو آگیا چمن نینوا پسند
عباس شہ سی کہتی تہی شو ونکا نہر پہ / شیر ونکو ہی ترائی کی ٹھنڈی ہوا پسند

قطعہ

فرمایا شہنی پیار سی اکبر کو دیکھکر / تم بھی کہو جگہ کوئی ائی مہ لقا پسند
اکبر یہہ بولی جانب صحرا اوٹھا کی ہاتھ / انکو وہ جا پسند ہی ہمکو یہہ جا پسند

قطعہ

پوچھا دلہن کی مان سی یہ زینب نی روز عقد / کیون تمکو ہی پسند یہہ نسبت کہ نا پسند
انکہین چرا کی بولی کہ آپس کی بات ہے / آنکو ہی پسند تو ہمکو بنا پسند

کہتی تہی شہ کہ تہی خط تقدیر کسطرح — خنجر کو ہی ازل سی ہمارا گلا پسند
مردم مین غل تہا دختر زہرا ہی ننگی سر — اوڑہنی کرین نہ آنکہونکی پردی حیا پسند

قطعہ

کہتا تہا حر عمر سی رہونگا نہ تیری ساتہ — صحبت بدونکو ہوتی ہے نیکونکو نا پسند
ناری ہی تجکو راہ ضلالت پسند ہی — مین جنتی ہون مجکو ہی راہ خدا پسند
تو عاشق عمر ہی تو مین عاشق حسین — تجکو جفا پسند ہی مجکو وفا پسند
بکہرائی جیب سے بلوئین زینب نی موتہی نکال — اوسدن سی فاطمہ کو ہی کالی ردا پسند
غل تہا بندہی ہین نیزہ مین گیسو حسین کے — ہی ہی بنی کو تہی یہی زلف دوتا پسند
زینب یہہ کہتی تہی کہ اوتارونگی مین نہ سوگ — بہائیکی غم مین مجکو ہی کالی ردا پسند
چہونکی نہ سرد آہونکی موقوف ہون گلا — گرمی مین ہر بشر کو ہی ٹہنڈہی ہوا پسند
کیا مال ہی یہہ گوہر مضمون طبع زاد — حاضر ہی جان بہی جو کرین آشنا پسند
نعمت سی ہاتہہ کہینچ کی کہتی تہی مرتضا — ہی اس گدا کو نان جوین کا مزا پسند
کہتی ہی شہ بہونچہ پہرا کر زبان کو — راہ خدا مین پیاس کا بہی ہی مزا پسند
پلکو نسی کیون اوٹہائین نہ خاک مزار شاہ — بینا کی چشم کو ہی یہی طوطیا پسند
ہمرنگ تہا جو رنگ شہادت سی اونکا رنگ — بچپن سے تہی حسین کو گلگون قبا پسند
راحت سی ایک رات بہی سونا محال ہی — کس نیند مین وہ ہین جنہین یہہ ہی سرا پسند

قطعہ

حضرت یہہ کہکی جہک گئی سجدہ مین قبلہ رو — آیا جو ذبح کرنیکو شمر جفا پسند
مثل علی نماز مین ہو جاؤن سرخرو — ہو جائی زیر تیغ جو سجدہ خدا پسند

آئی صدا یہ پردۂ قدرت سے یک بیک
مقبول بارگاہ ہے تو ای رضا پسند

اُس وقت بھی نہ سجدہ واجب کیا قضا
آئی ہمیں حسین بہت یہ ادا پسند

بھاری ہیں شہید پہ دنیا کی سختیان
حاضر ہوا اُستخوان بھی جو ہوا ہی ہما پسند

مونس خوشا نصیب کہ فرمائیں شاہ دین
آیا ہمیں یہ تحفۂ مدح و ثنا پسند

مقطع

مونس کیا حسین نے صاد اس سلام پر
لی ہدیۂ فقیر ہوا بادشاہ پسند

سلام میر انیس

ہوا جو عشق ثنائے ابوتراب مجھے
خدا نے کر دیا ذرہ سے آفتاب مجھے

مطلع

تہ زمین نظر آتی ہیں بوتراب مجھے
ملا ہے قبر کی ظلمت مین آفتاب مجھے

زمین ہند مین مٹی میری خراب نہ ہو
کرو نجف مین طلب یا ابوتراب مجھے

بہشت کھینچے گا ادہر سے جو ہوگی بارش اشک
برس کے جو چمن مین لاتا ہے کیون سحاب مجھے

خزانہ گہر بے بہا تھا پر دو نین
دکھائے چشم نے کیا کیا در خوش آب مجھے

کبھی نہ دون عرق روئے شاہ سے نسبت
ہزار طرح سے چھینٹے جو دے گلاب مجھے

غم حسین مین ندی چھڑی ہے اشکونکی
کہ آسمان نظر آنے لگا حباب مجھے

پدر کے غم مین تڑپتی ہون کہتی تھی صغرا
نہ چین آتا ہے اے بی بیو نہ خواب مجھے

چھلکتے جام رہین میکدہ رہے آباد
خم غدیر کی دے ساقیا شراب مجھے

گل حدیقۂ زہرا نے آبرو دے کر
کلی سے پھول کیا پھول سے گلاب مجھے

مدینہ آئی تھی مقتل سے لینہ قتل حسین [illegible]
[illegible] خبر [illegible] جو حاصل ہوئی ثواب مجھے

غریب بیکس و مظلوم و تشنہ کام و شہید
لکھی ہیں خلق میں سب جو کہ ہیں خطاب مجھے

بعد بہی رسم ہیں جو مردن تو بولی ہماں بزار
خدا کی آن کیا تا ایک انتخاب مجھے

قطعہ

حسین کہتی تھی امی تیغ سب خدا سمجھا ہیں
ستم کی فوج پہ آیا اگر عتاب مجھے

تیرا نظیر ہی دنیا میں اور نہ کوئی میرا
کبھی ہلال بنایا کبھی آفتاب مجھے

رخ حسین سے ہی دعوائی ہمسری کیا ہو
دکھائی زلف تو چہرہ سے آفتاب مجھے

نقاب موہنہ سی اولٹ دیجی علی اکبر
چمک دکھائی جلاتا ہی آفتاب مجھے

کئی جو اکی نکیرین نے سوال انیس
بتا دئی میری سوالی سب جواب مجھے

سلام میر انیس

ہمہ وجود کو عاقل حباب سمجھی ہیں
وہ جاگتے ہیں جو دنیا کو خواب سمجھی ہیں

مطلع

نبی کا عز و شرف بوتراب سمجھی ہیں
علی کی قدر رسالت مآب سمجھی ہیں

کبھی برا نہیں جانا کسی کو اپنی سوا
ہر ایک ذرہ کو ہم آفتاب سمجھی ہیں

کریم جسکو عطا کرے وہ قیصر دنیا ہیں
کہ جسکو فخر رسالت مآب سمجھی ہیں

کہاں یہ مشک ختن اور کہاں تحسین کی لطف
یہ موشگاف خطا کو ثواب سمجھی ہیں

بہکتی کی کہاں ہیں پانی میں اشک کو وہ
اس آبرو کو جو موتی کی آب سمجھی ہیں

ابوتراب کی در کا ہی ذرہ بیقدر
ہم آسمان پر جسی آفتاب سمجھی ہیں

اری نہ آئیو دنیا کی ونکی ہو کی میں
سراب ہی یہ جسی موج آب سمجھی ہیں

عجب نہیں ہی جو شیشو میں رنگ کی بیچار
ان آنسوؤں کو فرشتی گلاب سمجھی ہیں

قطعہ

زمانہ ایک طرح پر کبھی نہین رہتا ۔ اسی کو اہل جہان انقلاب سمجھے ہین
یہہ اشک تاب ہی کہتی ہین جسکو اہل طرب ۔ یہہ خون گل ہی جسی سب گلاب سمجھے ہین
شباب کھو کی ہی غفلت رہی ہی پیری نکو ۔ سحر کی نیند کو بھی شب کا خواب سمجھے ہین
علی کا رتبہ اعلی کوئی نہین سمجھا ۔ خدا کی بعد رسالت مآب سمجھے ہین
جھکا یہ مہ نو نہ کیونکر عراق کی فصحا ۔ سوال شاہ کو سب لاجواب سمجھے ہین
صدا یہہ دھوپ مین آتی تھی شہ کی لاشہ سی ۔ کہ سہل ہم تپش آفتاب سمجھے ہین
خدا کی راہ مین ایذا اسی جنکو راحت ہے ۔ زمین گرم کو وہ فرش خواب سمجھے ہین
حسین پیاس مین سو ہند کھولی ہین فیض ہم کیونکر ۔ جگر کو خنجر قاتل کی آب سمجھے ہین
انیس مخمل و دیبا سی کیا فقیروں کو کام ۔ اسی زمین کو ہم فرش خواب سمجھے ہین

سلام میر انیس

خوش نوید زندگی لائی قضا میری لئی ۔ شمع کشتہ ہون فنا مین ہی بقا میری لئی
زندگی مین تو نہ اکدم خوش کیا انسان کو ۔ آج کیون روتی ہین میرے آشنا میری لئی
کنج غربت مین مثال آسیا ہون گوشہ گیر ۔ رزق پہونچاتا ہی گھر بیٹھے خدا میری لئی
تو سراپا اجر ای زاہد مین سراپا گناہ ۔ باغ جنت تیری خاطر کربلا میری لئی
کہتی تھی شہ سخت ہی تیغ و گلو کا مرحلہ ۔ یہہ بھی مشکل سہل کر دیگا خدا میری لئی
یاحسین ابن علی فیاض عالم جان خلق ۔ آپ ہی کی ہر مصیبت مین دعا میری لئی
آبرو و مال و فرزندان صاحب عزوجاہ ۔ کس کی خاطر یہہ ہوا جو کچھ ہوا میری لئی
پھر دیا دامن کو سوالی ور مقصود سی ۔ زر دیا زر پر عطا پر کی عطا میری لئی

قطع امید الٹ سی ہوئی کچھ غم نہین | اور کچھ ساماں کریگا خدا میری لئی
نام روشن کر کی کیونکہ تھا نامثل شمع | ناموافق ہی زمانہ کی ہوا میری لئی
خلعت و جاگیر کیا ہی اب عنایت ہوشیار | ایک کفن اور کچھ جگہ پائین پا میری لئی
ہر نفس آئینہ دل سی یہہ آتی ہی صدا | خاک تو ہو جا تو حاصل ہو جلا میری لئی
پہنچی جنت مین یا دوزخ مین ان تم محرم | تو ہی عادل جو مناسب ہو سزا میری لئی
اے ہوس اپنی اپنی قسمت اسکا رشک کیا | کیمیا تیری لئی خاک شفا میری لئی
کہتی تہی شہ حضرت آدم سی تا ختم رسل | روئی ساری انبیا اور اوصیا میری لئی
کہتی تہی صغرا ابتدا ہی سی ہو گی شفا | شربت دیدار اکبر ہی دوا میری لئی
کہتی تہی حضرت علی اکبر سا شیرین لب نہین | تلخ ہی اب زندگانی کا مزا میری لئی
کہتی تہی شہ سر کو آنکہوں سے رکہونگا زیر تیغ | واجب عینی ہی عدہ کی وفا میری لئی
خاک ہی ہی خاک کو الفت ثریا ہو انیس | کربلا کے واسطے مین کربلا میری لئی

سلام میر انیس

سلامی در شہ پہ گر جائین گے | تو سب کام بگڑی سنور جائین گے
ہر اک آن یہان زندگی موت ہی | جئین گی جو وان جا کی مر جائینگے

قطعہ

کہا فوج اعدا سے عباس نے | سرک جاؤ ہم نہر پہ جائینگے
سلیگا نہ گر اب بہی پانی اونہین | تڑپ کر کئی طفل مر جائینگے
گلو سی جو اوتریگا ایک گہونٹ | تو اوکہڑی ہوئی دم ٹہر جائینگے
سکینہ کی ہنچی سی اس مشک سے | جو یہہ بہر خالی تو بہر جائینگے

بہر گئی جو ندی میری اشک سے / تو نظر ولنی دریا اوتر جائیگی

قطعہ

لپٹو لنی لگتی تہی زینب کے لال / جو کچہ ہمیسی ہوگا وہ کر جائینگے

نہ گہبراؤ تمکین سمجہ کر صغیر / ہم ایسے نہین ہین کہ ڈر جائینگے

پہن کر کہا شہ نی رخصت کفن / یہہ کپڑی بہی تنسی اوتر جائینگے

حرم سے شب قتل کہتی تہی شاہ / دم صبح ہم کوچ کر جائینگے

مصیبت کی راتین بسر ہو گئین / نہ رؤو یہہ دن بہی گذر جائینگے

یہہ کہتی تہی بانو خبر کس کو تہی / کہ اکبر جوان ہوکے مر جائینگے

عدو رنج دیتی تو کہتی تہی شاہ / ہم اب پہر کی یہانسی نہ گہر جائینگے

خدا تو ہی شاہد کہ بیجرم ہون / چہین گی کہان اور کدہر جائینگے

خدا بات رکہی جہانمین انیس / یہہ دن ہر طرح سے گذر جائینگے

سلام میر انیس

رنج دنیا سی کبہی چشم اپنی نم رکہتی نہین / جز غم آل عبا ہم اور غم رکہتے نہین

کربلا پہونچی زیارت کی ہمین پروا ہی کیا / اب ارم بہی ہاتہ آئی تو قدم رکہتی نہین

در پہ شاہونکی نہین جاتی فقیر اللہ کے / سر جہان رکہتی ہین سب ہم وہان قدم رکہتی نہین

صورت محراب خم ہوکر بصد عجز و نیاز / سر نہ رکہین گر تو منبر پر قدم رکہتی نہین

دیکہنا کل ٹہوکرین کہاتی پہرینگی اونکی سر / آج نخوت سی زمین پر جو قدم رکہتی نہین

کہتی تہی اعدا کہ جی بہی علی کی شیر ہین / جب ہٹاتی ہین تو پہر پیچہی قدم رکہتی نہین

دہو دی اشکون نی دفتر سی میری اعمال کو / ہم تیری ابرو الجہہ ای ابر کرم رکہتی نہین

جو سخی ہین مال و دنیا نسی ہین خالی اونکی ہتہ — اہل دولت جو ہین وہ دست کرم رکہتی نہین
جو مقرر ہی وہ ملتا ہی تیری سرکار سی — ہم ہین صابر کچہ خیال بیش و کم رکہتی نہین

قطعہ

زور سی اسکی لیا ہی ہمنی میدان سخن — اور شمشیر و ماتہہ ہین غیر از قلم رکہتی نہین
یہہ دوات و خامہ ہی ملک فصاحت کا نشان — کون کہتا ہی کہ ہم طبل و علم رکہتی نہین
نقد جان تک دیکی ہم جاتی ہین لینی ہین جو کچہ — عاریت جو شی ہو اوسکو پاس ہم رکہتی نہین
ایک کشکول و تہ کل ایک نقد جان ہی پاس — ہین غنی لکہی کوئی دام و درم رکہتی نہین
کہتی تہی سجاد کہینچ سکتی نہین جب بیڑیان — کیا کرون اس بوجہ کی طاقت قدم رکہتی نہین

قطعہ

کہتی تہی فضہ کسی بولو گی آکر ظالمو — سیم و زر شبیر کی اہل حرم رکہتی نہین
یہ مکان محبوب حق کا ہی نہ آنا ظالمو — لی اجازت یہان ملایک بہی قدم رکہتی نہین
چادرین چہنی گئین رانڈونکی عابد نی کہا — کچہ حیا و شرم یہہ اہل ستم رکہتی نہین
مرثیہ اکدن مین کیا سب لکہ گئی دبیر و انیس — ہاتہہ سی کیون آج قرطاس و قلم رکہتی نہین

سلام میر انیس

گہر سی جب زوار ہو نازل گیا — مجرئی جنت کا رستہ مل گیا
کیا شہادت کی خوشی تہی شاہ کو — زخم جو کہایا بدن پر کہل گیا
سینہ اکبر پہ دہان برچہی لگی — گہر مین تہا ماں کا کلیجہ ہل گیا

قطعہ

تہی علی اکبر عجب رشک چمن — کربلا کو لطف جنت مل گیا

بات کی جب پہول مونہہ سی چہرہ پیری — مسکرائی جب تو غنچہ کہل گیا

قطعہ

شہسوار دوش احمد کا پسر — قید مین بیدل کی منزل گیا

برچہیون سی پنڈلیان زخمی ہوئین — طوق سی نازک گلا چہل چہل گیا

رو ہی آسایش نہ دیکہا عمر بہر — جو گیا دنیا نسے رہ بیدل گیا

قہر حق تہا غیظ عباس علی سے — شیر کی نعرونسے جنگل ہل گیا

کہتی تہی شہ مل گئی ہم خاک مین — ای فلک بتلا تجہی کیا مل گیا

شکر اللہ تخت پر بیٹہے علی — جلوہ فرما حق ہوا باطل گیا

پنجتن کا واسطہ دیکر انیس — جو خدا سے تمنے مانگا مل گیا

سلام میر انیس

دیکہایا ضعف نی زور اپنا جب سکانسی چلی — شتاب نبض ہین رہ گئی جہانسے چلے

خدا کی راہ کے سوا ہین لگی نہ نہ رکہو — کری بہی خیر اگر کام کچہہ زبانسی چلے

ہوا سخن کی سبب شہر شہر مین شہرہ — جدہر قلم کیطرح ہم چلی زبانسی چلے

محال ہی غلبہ اسفلون کا اعلا پر — زمین کا زور بہلا خاک آسمانسی چلے

لگی تہی بخت مین گردش جو مثل پرکارہ — پہر آ گئی اوسی مرکز پہ ہم جہانسی چلے

پکارتا تہا نہیب عدالت حیدر — کہ بچکی باز کبوتر کی آشیانسی چلے

قوی ہی ضعف تضرع کجا خرام کجا — دو منزلہ کیا گر دو قدم مکانسی چلے

خدا کی شان یہہ کہتی تہی دمبدم عابد — یہہ بوجہہ بیڑیونکا مجہسی ناتوانسی چلے

درا کی تہی یہہ صدا منزلین یہہ بین پر خوف — مسافرو کوئی بڑہہ کر نہ کاروانسی چلے

بلا کے طرف آئی گی رخ ادہر ہوگا ۔ نشانہ ہونگی ہمیں تیر جس مکانسے چلے

قطعہ

لکہا ہی یہ کہ محل میں تہی ام ہانی کی ۔ رسول جانب معراج جس مکانسے چلے

خوشا براق سبک رو و تیز رفتار ہے ۔ اس آسمانسے گذری اوس آسمانسے چلے

یہ شرط ہے کہ نہ دعوی کریں طلاقت کا ۔ کسیکی تیغ جو بڑہکر میری زبان سی چلے

حریم حق میں جو پہونچی تو سر اوٹہا سی کہا ۔ خدا کی شان کہاں آنکر کہانسے چلے

انیس بارِ علایق یہ اور بار گناہ ۔ اوٹہاوہ بوجہ جو اس پشت آسمانسے چلے

سلام مونس

ٹہری ہی سر تو یہیں لیگئی تن چہوڑ گئے ۔ بیکفن لاشہ سلطان زمن چہوڑ گئے

شہ کو مسلم نی لکہا ہوں تن تنہا بہائی ۔ یہاں رفاقت میری سب عہد شکن چہوڑ گئی

مانی روتی تہی تو کہتی تہی یہ صغرا جان ۔ لیگئی سب کو یہیں شاہ زمن چہوڑ گئی

بانو کہتی تہی گئی باغ ارم میں اکبر ۔ پالی پوسی والیکو ای رشک زمن چہوڑ گئی

شہ کو صغرا نی لکہا شہر میں خاک اوڑتی ہی ۔ آپ جس روز سی یا شاہ وطن چہوڑ گئی

آستین چہوڑی دلہن پاس نہی قاسم نی ۔ بیاہی ایکرات کی مان پاس دلہن چہوڑ گئے

رانڈیں جب کہتی نہ روؤ تو یہ کہتی کبرا ۔ ہمکو رونی کی لئی ابن حسن چہوڑ گئے

بانو کہتی تہی کفن تمکو خوش آیا اصغر ۔ اپنی کرتی بہی تم ای غنچہ دہن چہوڑ گئے

عرق خون دیکہکی لاش پسر شیر خدا ۔ رداوی ظلم کو صدمی سے بدن چہوڑ گئی

شام میں غل تہا رہا ہوگی چلی جب قیدی ۔ آج زندانکو گرفتار رسن چہوڑ گئے

اشک خون روتی ہوی شام تلک ہی سجاد ۔ باپ کو رنج جو بیگور و کفن چہوڑ گئی

بہولنی بہلنی کی اکبر کی خوشی تہی ملنکو — کہ اجل لیگئی ہستی کا چمن چہوڑ گئے

قطعہ

پوچہتا تہا جو کوئی مادر قاسم کا یہ حال — کچہہ نشانی بہی ہین فرزند حسن چہوڑ گئی
روکی اور بہر کی دم سرد وہ کہتی تہی یہی — داغ دل چہوڑ گئی اور دولہن چہوڑ گئی
حشر خیمہ مین ہوا شہ نی جو آکر یہ کہا — علی اکبر بہی یہین آج بہن چہوڑ گئے
شاہ فرماتی تہی عریان رسکی بیری الا — ابلکین تینہ اگر رخصت کس چہوڑ گئے
کہتی تہی رو کی سکینہ تمہین ڈہونڈ ہونگی بابا — ای چچا جان مجہی تشنہ دہن چہوڑ گئی
ہاتہ آتا نہی مضمون کا ہی مشکل مونس — کونسی بات کہ ہین اہل سخن چہوڑ گئی

سلام مونس

مجہری تہی ہین آنسو دُر غلطان ہوکر — آبرو پائی ہے کیا چشم نی گریان ہوکر
خشکی لعل لب شاہ کا جب دہیان آیا — اشک خون گرنی لگی لعل بدخشان ہوکر

مطلع

غیر کی مدح کرون شہ کا ثنا خوان ہوکر — مجہری اپنی ہوا لکھو ون سلیمان ہوکر
دی یہ سایل نی صدا ایکی علی سی خاتم — لوگ ایا تا ہی مسجد سی سلیمان ہوکر

قطعہ

بانو کہتی تہی برس دن بہی تم اصغر جی — ہوئی بیجان جو پہنی کے سیر جان ہوکر
فاتحہ دودہ پہ دلوا انہین سکتی واری — قید مین آئی ہی ہمان بی سر و سامان ہوکر
ہو گیا یثرب و بطحا و مدینہ خالی — بستیان لٹ گئین جنگل ہین گلستان ہوکر
وصف رخسار کیا بعد ثنای لب شاہ — جانب شہر حلب آئی بدخشان ہوکر

نہین ملتا کہین تصویر سکندر کا تپا | سبکی مونہہ دیکھتا ہی آئینہ حیران ہوکر
حر کی کوثر بہی لیا حور نے بہی جنت بہی | پڑ گیا لوٹ مین سپہر کا جہان ہوکر
کس سے پوچہین خبر قافلہ ملک عدم | کوئی پیدا نہ ہوا خاک مین پنہان ہوکر
لب شبیر پہ رکہی جو چہری ظالم نے | لوگ رونی لگی انگشت بدندان ہوکر
آست احمد مرسل کے گہنہ و بانپ دی | دہوپ مین لاشہ شبیر لی عریان ہوکر
شاہ کہتی تہی یہہ کیا ظلم ہی ای نہر فرات | ہم رہی جاتی ہین پیاسی تیری مہمان ہوکر
سینہ شہ پہ رکہا شمر نے زانو ہی ہات | پاس قرآن نکیا قابل قرآن ہوکر
تشنگی باپ کی سجاد کو بہولی نہ کبہی | جو پیا گہونٹ بہی پانی کا تو گریان ہوکر
شاہ جب کہتی تہی تقصیر تو بتلا و میری | سر جہکا لیتی تہی بدرد پشیمان ہوکر

قطعہ

شمر سے کہتی تہی شہ کربلا تو ذبح مجہی | ابہی دو دن نیگی ہی چاک گریبان ہوکر
حشر کر دیگی بپا شیر خدا کی فریاد | تہر لائیگا سر فاطمہ عریان ہوکر
ابر نیسان نے جو دیکہا کرم دست حسین | پانی قدس پہ لگا لوٹنی دامان ہوکر
چمن دہر مین توام ہی سدا شادی و غم | کون سا گل ہی جو رویا نہین خندان ہوکر
کہتی تہی دیکہکی زہرا کی مرقع کو قضا | یہہ ورق جمع نہ پہر ہونگی پریشان ہوکر
تہ دوران داد بہی دیتی نہین سبحان اللہ | کیا علی پاتی ہین دنیا مین سخندان ہوکر
تب چلی شاہ مدینہ سی تو کہتی تہی ملک | ہو گا آباد نہ اب شہر یہہ ویران ہوکر
شان آل محمد ہوی اللہ اللہ | پائی کیا مرتبہ مسلمان ہیلمان ہوکر
دہوپ مین شہ کا جو رخ روشن چمکا | رہ گیا مہر چراغ تہہ دامان ہوکر

گر پڑا تشنہ حسینی چشم غضب سے دیکھا
دلین ہر موی مژہ کر گیا پیکان ہو کر

جا لبسی تھا مکین شریب کی لبالی والے
ساری گھر وہ گئی سادات کی ویران ہو کر

کیا شہادت کی خوشی تھی پسر زہرا کو
تھکر خالی کیا ہر زخم نے خندان ہو کر

ذبح کی بعد بھی شہ کی نہ ہوئین آنکھین بند
عید قربان ہوئی معشوق پہ قربان ہو کر

فوج اعدا سی کہا حر نی زہی دینداری
قتل کرتے ہو مسلمان کو مسلمان ہو کر

عیسی آل محمد کی رہیں سے نثار
دین احمد کو جلا دیگی بیجان ہو کر

لاش شبیر پہ یہہ دھوپ پڑی قتل کے بعد
جم گئی قطرہ خون جسم پیکان ہو کر

کہتی تھی بانوی بیکس کہ بتاؤ لوگو
صبر کیونکر غم اکبر مین کرون مان ہو کر

لاش اکبر سے کہا مان نے کہ مشتاق عمر
واہ صدقہ گئی امی بھی تو بیجان ہو کر

زلف اکبر کو جو دیکھا سر نیزہ پر خون
موی سر کھولدی مان نی پریشان ہو کر

تھا یہہ اوس گھر مین اندھیرا کہ غزالان حرم
سر کو ٹکرانی لگی داخل زندان ہو کر

یہ بہری کی جو مقدر نے ہماری مونس
روضہ شاہ پہ جائینگی خراسان ہو کر

سلام سلیس

دل عالم پہ نقش حکم نافذ نہ بدل بیٹھی
سلامی چاہی ملک سخن مین یون عمل بیٹھی

تردد کیا مقام و کوچ مین ہمسی فقیر نکلی
اوٹھا جب سند سی دل روضہ سفر جانے کو بیٹھی

نظر آنی لگی اعدا کو شان صاحب دلدل
فرس پر گرتی گرتی جب شہ والا سنبھل بیٹھی

ادب سی قاعدہ سی مان آئو ربار رحلی ہجر
شہ اوٹھی بزم عالی سی کوئی نہ بیمحل بیٹھی

ہماری جان لینی کی لئی کیا تردد تھی
جہان سی لی وہ ٹھہ گئی ہم اٹھو رحمت سلی جل بیٹھی

یہ بہری لی بنا ہی قصر تمین تر لزلہ والا
یقین ہی اب یکایک جسم خاکی کا محل بیٹھی

خدا نے دی ہی ہمکو مرثیہ خوانی کی وہ طاقت / اور لٹ دین مجالس میں سب جب سر بسر سنبل ہیں
تصور بیٹھے ہیں ہم بال سا مضمون جو نکالیں / کہلی تب موشگافی جب کوئی ہی سر سنبل شعر
جو رکھ دی سر پہ اوسکی بوجھ اوٹھا کر ہیں گردون کا / زمین پر پہلوان آسمان جہانکی جل بیٹھے
سلیس افسوس گوہر ہیں جو ہر دانہ نہیں کوئی / عبث درج دہن سے یہ جو انجم گل ہے

سلام مونس

بجز چشم کو دعوٹی ہی کہ دریا میں ہون / اشک کہتا ہی چمک کر دُر یکتا میں ہون

مطلع

مجرئی عاشق روی شہ والا میں ہون / گل فردوس وہ ہی بلبل شیدا میں ہون
حر ہی شہ کہتی تہی تو اپنی گناہونسی نہ ڈر / جس کا دامن ہی خطا پوش وہ دریا میں ہون
جل بسی خلد کو اکبر سی یہ کہہ کر قاسم / حشر تک سب جسی رو وینگی وہ دولہا میں ہون
نہر پر کہتی تہی عباس زہی عز و شرف / فخر مریم جو ہی اوس پیاسی کا سقہ میں ہون
ششدر وس وشیہ کہتی تہی کہ میں ہون کوثر / علم سبز ہو ابر تہا کہ طوبا میں ہون

قطعہ

تیغ سی فرماتی تہی عباس کہ شرمندہ ہو / خانہ زاد پسر حضرت زہرا میں ہون
کیا ہوا ایسی جو تہا بچی تیری گہوریکی رکاب / تو بہی مہمان غلام شہ والا میں ہون
تساد کہتی تہی بعون مجہی رد کو تو بہلا / تم گئی لاکہہ ہو اور بیکس تنہا میں ہون
سر شہ لیتا تہا نیزہ پہ تکان دو نہ مجہی / لا کہلون تاج سر عرش معلا میں ہون

قطعہ

شمر سی کہتی تہی عابد نہ سمجہ مجکو مریض / مر دی جا ہون تو جلا دون وہ مسیحا

ابھی بگڑوں تو کھلی زور شہ ہی ہاتھ نکلا / اسد اللہ ید اللہ کا پوتا میں ہوں

قطعہ

شاہ لاشونسی یہ فرماتی تھی وساتھ میرا / عازم گلشن فردوس معلا میں ہوں

آہ ای قاسم عباس کہ بیکس ہوں میں / او تھو ای اکبر گل فام کہ تنہا میں ہوں

قطعہ

دشمنی قاتل سی کہا کرتا ہی کیوں ذبح مجھی / تو تو واقف ہی کہ احمد کا نواسا میں ہوں

غور سی سن تو ذرا کون یہ روتا ہی کھڑا / ای زہرا کی یہ آواز کہ بیٹھا میں ہوں

شاہ کہتی تھی کہ رک رک کی چلا ای خنجر شمر / تو ہی سیراب کئی روز کا پیاسا میں ہوں

شین کرتی تھی رو رو کر دم غارت زینب / چھینو چادر نہ میری دختر زہرا میں ہوں

مونہہ چھپائی ہوی گوشہ میں یہ کہتی تھی دولہن / مجکو گھر سی نہ نکالو نئی بیوہ میں ہوں

باغ فردوس میں میرا ہی نشیمن مونس / عندلیب چمن حضرت زہرا میں ہوں

سلام مونس

مجھری شمر لی خنجر جو کمر سی کھینچا / شہ دین نے نفس سرد جگر سی کھینچا

کس مسافر پہ زمانہ میں یہ آفت گذری / تشنگی جو رنج صعوبات سفر سی کھینچا

عمر سی جو کتا کہ ہر جاتا تو کہتا وہ جری / کشش الفت شبیر نے گھر سی کھینچا

دشمنی کی آخری خدمت یہ علی اکبر کی / حلق سے تیر کو برچھی کو جگر سی کھینچا

آستین کھینچی دولہن نی تو ادھر دولہا نے / ملک الموت نی دامن کو ادھر سی کھینچا

لیگئی بانو تشنی رنگین علی اصغر کو حسین / وہاں اوسی موت نی آغوش پدر سے کھینچا

شمر سے کہتی تھی عابد غضب آجائیگا / چادر دختر زہرا کو جو سر سے کھینچا

رکھ دیا کینے جوان بیٹی کو خنجر کے تلے
شہ نی اُست کی کی ہاتہا سری کھینچا

دم لیا شاہ نی اکبر تہہ شمشیر دو دم
یک بیک شوق شہادت نی جو گہری کھینچا

زخم گہرا تہا کلیجہ نکل آیا باہر
جبکہ پہل برچھی کا اکبر کی جگر سی کھینچا

ہی غضب شمر نی کیا ظلم سکینہ پہ کیا
تہام کر گیسو و نکو لاش پدر سی کھینچا

قطعہ

جب رسن بستہ چلی الحرم پیش یزید
بنت زہرا نی دم سرد جگر سی کھینچا

کھینچا ایک سرا اگی بڑہا شمر لعین
اک سرا رسی کا خولی نی ادہر سی کھینچا

برق چمکی کہ عدو کانپ گئی ای مونس
حیدری تیغ کو شہنی جو کمر سے کھینچا

سلام انیس

پڑا جو عکس تو ذرہ بھی آفتاب بنا
خدا کی فضل سے جسم ابوتراب بنا

بنا ہی روضۂ سرور جو کربلا میں ہوے
ملک پکاری کہ اب خلد کا جواب بنا

جو آبرو کا ہی طالب تو کر عرق ریزی
یہ گلشن ہوی جب پھول سی گلاب بنا

میری گناہوں کی دفتر کی ابتری کی لیے
نئی سیاق سی بگڑا ہوا حساب بنا

عمارتیں تو بنائیں خراب ہونیکو
اب اپنی قبر بھی ای خانما خراب بنا

یہ مشتعل ہوی سینہ میں آتش غم شاہ
کہ آہ سیخ بنی اور جگر کباب بنا

یہ دیکھہ قاسم و اکبر کو غل تہا خیمہ میں
جو بعد یل بنی ہی تو لاجواب بنا

ہوا یہ کیوں ہیں فرو مایگان بحر فنا
جو بڑھ گیا کوی قطرہ تو وہ حباب بنا

فلک پہ نالہ سوزاں نی برق چمکای
جو دود آہ فلک پر گیا سحاب بنا

تیری سلام میں بالکل ہی مرثیہ کا مزا
انیس ماتم سرور میں اک کتاب بنا

سلام مونس

دولت ہی سلامی غم سرور میری آگئی ۔ بہتر نہین ہی اشک ہی گوہر میری آگئی

مطلع

ہی خاک اوڑا کسیر برابر میرے آگے ۔ ای مجرئی ہی زر در خ زر میری آگئی

ہر اشک کا دعوی ہی غم سبط نبی مین ۔ مین وہ ہون کہ بیقدر ہی گوہر میرے آگئی

شبیر کا موںہہ چوم کی کہتی سے تہے محمد ۔ یہہ لب ہین بہ از قند مکرر میری آگئی

زہرا نے کہا شاد ہی سر دینی پہ شبیر ۔ ہنس ہنس کے پڑہا خونکا محضر میرے آگئی

کہتی تہی علی دست خدا نام ہی میرا ۔ ہلکا ہی بسر ہی در خیبر میرے آگے

سجاد حزین کہتی تہی یاد آتی ہین بابا ۔ حیوان یہ نہ پہیری کوئی خنجر میرے آگے

شہ کہتی تہی بہائیکی کٹی ہاتہہ اوٹہا کر ۔ بیجان ہوی عباس دلاور میرے آگے

ہی ہات ابہی رنکی طلب کرتی تہی رخصت ۔ جوڑا نہین ہاتہونکو برادر میرے آگے

شہ کہتی تہی کیا جنگ مین حاجت ہی سپر کا ۔ ہی روح امین کہولی ہوی پر میرے آگے

آیا سر شہ سامنی ظالم کے تو بولا ۔ زینب کو بہی لی آؤ کہلی سر میرے آگے

سر پیٹ کی شہ کہتی تہی فریاد خدایا ۔ دم توڑتی ہین خاک پہ اکبر میرے آگے

شہ کہتی تہی کیا غم ہی اگر بند ہی پانی ۔ حورین میری پہلو مین ہی کوثر میری آگے

قطعہ

شہ کہتی تہی جار آینکی کچہہ نہین حاجت ۔ سینونکو سپر کرتی ہین یاور میرے آگی

ہین پہلو مین جعفر طیار کے پوتی ۔ عباس پس پشت ہین اکبر میرے آگے

قطعہ

فرماتی تھی عباس کہ ہو دی جسی عوی	ہان جنگ کو آئی وہ دلاور میری آگی
بی نہر پہ جاتی نہ کوئی لگا صفت سیل	باندھ ہو گی اگر سد سکندر میری آگی
جو پوچھتا حاکم سے سر شہ کو تو کہتا	سردار دو عالم کا یہہ ہی سر میری آگی

قطعہ

رو رو کی سکینہ سی یہہ فرماتے تھی شبیر	پانی تمہیں ہو گا نہ میسر میری آگے
دل غم سی بھر آتا ہی پھٹتا ہی کلیجہ	کیون خالی لئی آتی ہو ساغر میری آگی

قطعہ

غمدیدہ از لسی ہو نہین کہتی تھی یہہ زینب	ٹوٹی دُر دندان پیمبر میرے آگے
محسن کی شہادت کا ستم آنکھوں سی دیکھا	اور پہلوی مادر پہ گرا در میرے آگے
ٹکری دل شبیر کئی دیکھی لگن مین	تلوار سی زخمی ہوے حیدر میرے آگے
یہان آئی تو یہہ ظلم مقدر نی دکھایا	شبیر کا خنجر سے کٹا سر میری آگی
مونس مین ازل سی در سرور کا گدا ہون	درویش مین ہین دارا و سکندر میرے آگی

سلام مونس

سیف بُران ہی رجز سبط رسول اللہ کا	شیر بسمل ہو سنی نعرہ جو بسم اللہ کا

مطلع

مصحف ناطق کو کیا ڈر کوئی بدخواہ کا	نیزہ خطی ہی کافی مد بسم اللہ کا

مطلع

ذکر جب چھیڑا اسے منبر شہ ذیجاہ کا	جل گیا حاسد پہ اژدہ ہین بسم اللہ کا

مطلع

حق ثناخوان ہی علی صفدر ذیجاہ کا
جانتا ہی وہ جو قاری ہی کلام الله کا

مطلع

وصف لکھتا ہون مزار حیدر ذیجاہ کا
قافیہ اس بیت مین لازم ہی بیت الله کا

مطلع

اوج سوسا کا ہوا ایسا نہ روح الله کا
عرش اعظم نام ہی مولا تیری درگاہ کا

مطلع

ذرہ کمتر ہون نہین اوسکی تجلی گاہ کا
جلوہ مہر درخشان عکس ہے جس ماہ کا

مطلع

ای زلیخا عاشق کامل ہو نہین اوس ماہ کا
چاہ مین ہی دم بہرا یوسف نی جسکی چاہ کا

مطلع

یا آلہ العالمین صدقہ رسول الله کا
مجکو بہی کردی مسافر کربلا کی راہ کا

مطلع

بزم ماتم مین خیال آیا جو قتل شاہ کا
سینہ گردون ہدف بن جا تیر آہ کا

مطلع

مجرئی یہہ قول تہا خیر الورا کی ماہ کا
مین ہون بیسر یہ بہلا ہوجای یعنی الله کا
ناتوانی مین اوٹہای ہونہین بسر کو غم
دیکہہ ای گردون تحمل ایک برگ کاہ کا
باغ جنت مین ہوا کی طرح جا پہنچے ہیں ہم
تہام کردا مان دولت اپنی خضر راہ کا
دم ادہر نکلا اودہر طی ہوگئی راہ عدم
کون مشکل ہی سفر اس منزل کوتاہ کا
کہتی تہی حیدر در خیبر اوکہاڑ دونگا کیا
ہاتہہ ہون الله کا بازو رسول الله کا

ایک ہی ضربت مین مرحب کو علی نے دو کیا
زور کیا شیر خدا سے چل سکے روباہ کا

حر کو آئی تھی صدا جا بہا لے سبع نے حرم شاہ
کام باطل کی طرف کیا مرد حق آگاہ کا

لیچلا ہون مایہ حب علیؑ سوے وطن
خانہ زاد شہ نہین محتاج زاد راہ کا

توڑ کر بت دوش احمد سے جو کو دے مرتضیٰ
غل ہوا گردون پہ بسم اللہ بسم اللہ کا

پوچھتے کیا ہو عدم سے آگے پھر جانیکا حال
ہم تماشا دیکھنے آئے تھے حسرت گاہ کا

مطلع

کر کشش ہے نجت شایق ہون طبع شاہ کا
کہربا کو جذب کیا مشکل ہے برگ کاہ کا

مطلع

کاخ شاہی سے غرض طالب نہ عز و جاہ کا
بستیون سے دور رہتا ہے فقیر اللہ کا

حر گیا جب صوبۂ شہ پر تو حیدر نے کہا
دیکھ یہ انجام ہے آل نبی کی چاہ کا

شہ کی یاور تھے جانین دیکھتی تھی زینت
سچ ہے سودا ہے بہت مشکل خدا کی راہ کا

کہتی تھی عون و محمد رکھنے جانے دیجیے
مامون صاحب ہمکو ارمان ہے بہت جنگاہ کا

عکس تیغ شہ سے یون کہتی تھی اعدا کی زبان
چاک کرتا ہے کتان کو جیسے جلوہ ماہ کا

اوسکی فرزندون کی قاتل کیون نہ جل جل کر ہون خاک
اک شرارہ ہے جہنم جسکی برق آہ کا

بات کرنے کی نہ مہلت دی دولہن سے کہ گئے
حشر تک ماتم رہا قاسم نبی کی بیاہ کا

برچھیان کہاتی چلا ہے رن مین اکبر سا جوان
سانحہ ہے شہ کو پیری مین غم جانکاہ کا

کہتی تھی بانو جوان ہو کر سدھارے تم تو حیف
رہ گیا ارمان علی اکبر تمہاری بیاہ کا

شمر کو حضرت نے وقت ذبح بھی نفرین نہ کی
خیر خواہ خلق کب دشمن ہوا بدخواہ کا

ضرب اول تیغ کی جب شہ کی گردن پہ چلے
چونک کر نعرہ کیا بسمل نے بسم اللہ کا

ڈر کے ہٹ جاتی ہین سب عرش معلا کی ملک | جا بہو پہنچتا ہی جو شعلہ دل جلو نکلی آہ کا

خانہ دلکو ہی تیرے فوق بیت اللہ پہ | یہہ بنایا ہی خدا کا وہ خلیل اللہ کا

ابن ملجم کو علی نے جام شربت کا دیا | خیر خواہ خلق کب دشمن ہوا بدخواہ کا

قبر مین کہدیجیو مونس فرشتو نسے یہی | خادم مولا ہی قنبر سے فقیر اللہ کا

سلام مونس

لوح قرآن کی ہی دروازہ رسول اللہ کا | دست موسی مین عصا ہی بسم اللہ کا

مطلع

ذکر جب چھیڑا سر منبر شہ ذیجاہ کا | چڑھ گیا سینہ پہ اژدہ مین بسم اللہ کا

مطلع

عشق ہی گیسوی مشکین رسول اللہ کا | ہون وہ مجنون جسکو سودا ہی خدا کی راہ کا

مطلع

ای زلیخا عاشق کامل ہو مین وس ماہ کا | چاہ مین بھی دم بھرا یوسف نے جس کی چاہ کا

وصف لکھتا ہون مکان حیدر ذیجاہ کا | قافیہ اس بیت مین لازم ہی بیت اللہ کا

ہان عزادارو شریک بزم ماتم ہین رسول | با ادب بیٹھو یہہ ہی دربار شاہنشاہ کا

فاطمہ جاروب کش ساقی کوثر آب پاش | اوج دیکھو ابن زہرا کی شہادت گاہ کا

ہر قدم پر خضر دیتی ہین بشارت خلد کی | ای مسافر یہہ پتا ہی کربلا کی راہ کا

کیسہ خالی دیکھہ کر گھبرا نہ منعم خیر کر | صرف جب ہو گھٹ کی بڑہ جاتا ہی پانی چاہ کا

نقص ہی رومی علی اکبر سی کیا تشبیہ دون | چند دن مین بڑہ کی گھٹ جاتا ہی جلوہ ماہ کا

حر سا پیرو اور کوئی شبیر سا رہبر تو ہو ۔ بات کیا ہی راہ پر آنا کسی گمراہ کا

جو ہین اعلا اسفلون کی سمت وہ جھکنی لگی ۔ زیر دریا مار لب بیتا ہی پانی چاہ کا

توڑ کر بت دوش احمد سی جو کودی مرتضا ۔ غل اوٹھا گردون پہ بسم اللہ بسم اللہ کا

شہ کی پاؤن پر اپنی سر دیہ لیتی تھی بہشت ۔ سچ ہی سودا ہی بہت مشکل خدا کی راہ کا

کیا خبر مونس کہ بستر ہو گا کس جنگل مین کل ۔ آج اس بستی مین انکلا فقیر اللہ کا

سلام مونس

مضمون جدا ہی فکر جدا ہی زبان جدا ۔ ای مجرئی ہی سب سی یہہ طرز بیان جدا

بخشا خدا نی عمدہ مدائح حسین ۔ دل تنکر کر رہا ہی جدا اور زبان جدا

برباد ہی ریاض محمد کرون جو نظم ۔ بلبل جدا تڑپنی لگی باغبان جدا

کہتی تھی شاہ پہر کی وطن مین نہ آئینگے ۔ اب بھی تھا یہ حشر رہا یہہ مکان جدا

زہرا کا چاند ذبح ہوا جب تھے اشک خون ۔ روتا تھا آفتاب جدا آسمان جدا

صغرا یہہ رو کی کہتی تھی آئی لبوں پہ جان ۔ ہوتا ہی تب مین ہی مسیح زمان جدا

کہتی تھی ماں کلیجہ پہ چلتی ہین تیر غم ۔ جب سی ہوا ہی اصغر ابرو کمان جدا

قطعہ

عابد کی ساتھ بیٹیان زہرا کی قید تھیں ۔ یہہ غم جدا تھا داغ غم ہمرہان جدا

کہتی تھی آہ کس سی کہین اپنا درد دل ۔ ہم جان بلب ہین جب سی ہوا کاروان جدا

شدت یہہ پیاس کی تھی سکینہ پہ روز قتل ۔ تا بولنی ہو نہ سکتی تھی سوکھی زبان جدا

دوڑا ہی گھوڑی فوج تھی قاسم کی لاش پر ۔ یہانتک کہ استخوانسی ہوا استخوان جدا

قطعہ

وقت رحلت رہی بہت با بہ قرین
ہو لی نکالی ہی جو طوق اُران جدا

فرمایا ظالموں سی کہ سوجی ہوئین ہین پاؤن
آہستہ بیڑیاں لیولسی کرو بیڑیان جدا

الغرض تفرقہ کرتا رہا تا بہ اربعین
تن سے سر امام زمین وزمن جدا

قطعہ

کہتی تہی شاہ روح جدا تن سی ہو تو ہو
پیری مین پر ہنو پسر نا توان جدا

روشن ہی گہر میرا الیسی ہر دوسی خلق مین
اکبر کو مجہسی کیجیو نہ ای آسمان جدا

قطعہ

شانہ سی کٹ کی دست علمدار گر پڑا
قبضی سے تیغ کی ہوین انگلیان جدا

رتی ہے دو نو ہاتہ جدا تہی کٹی ہوئی
افشان لہو سی مشک جدا تہی نشان جدا

اکبر بہ پرسی نزع مین کرتی کلام کیا
پیکان جدا گلیمین جگر مین سنان جدا

بسمل سا جب تڑپتا تہا خونمین تن حسین
تہراتی تہی زمین جدا آسمان جدا

یارب تو رحم کیجیو مونس کے حال پہ
جسم ہو روح دلسی جدا تنسی جان جدا

سلام مونس

مجرئی جلتا تہا شہ کا جسم بے سر دہوپ مین
شامیانہ تہا نہ لاشی پر نہ چادر دہوپ مین

مطلع

جب کہنچا عطر گل رخسار سرور دہوپ مین
مجرئی کیا کیا بسی زلف معنبر دہوپ مین

مطلع

اسقدر حدت تہی روز قتل سرور دہوپ مین
ای سلامی مقتل ہی تہی میدانکی بہتر دہوپ مین

آگ بہی تہی سوا ادس دن حرارت مہر کی
باہر آتا گر تو جل جاتا سمندر دہوپ مین

تھا ادس ظلمت سرا میں تھی اسیران ستم ۔ جس میں راتوں کو ٹھہرتی تھی نہ دم بھر چاندنی
داغ ماتم ماہ کامل بن گیا ہی بعد مرگ ۔ یہاں اندھیرا قبر کی باہر ہی اندر چاندنی
چھپ گیا ہی جب سی خورشید قبا خاک ۔ اب نظر میں ہی اندھیری سی بہی تر چاندنی
پر تو حسن گلوی شاہ سی ہنگام قتل ۔ زیر خنجر چاند تہا بالائی خنجر چاندنی
ہند سی اب مرقد شبیر پر مونس چلو ۔ ہی ضیا میں روضہ سرور کی کمتر چاندنی

مقطع

جسکو مونس کربلا کا مل گیا اوجلا کفن ۔ لیچلا ظلمات میں گویا سکندر چاندنی

سلام مونس

شبیر کے غم میں رو رہے ہیں ۔ سو منہ آب گہر سے دھو رہے ہیں
سلک گوہر ہے رشتہ نظم ۔ گویا موتی پرو رہے ہیں
گندم گندم سی جو سی ہے جو ۔ پائینگے وہی جو بو رہے ہیں
بیرنج ہیں خفتگان مرقد ۔ کیسی راحت سے سو رہے ہیں
لی آب ہی شہ پہ تیر ادن ۔ اعدا سیراب ہو رہے ہیں
بخش فرط عطش سے ہے سکینہ ۔ اصغر جہولیمیں رو رہے ہیں
کیا آب حیات اے خضر ۔ یہاں جان سی ہاتھ دہو رہے ہیں
اکبر سی پسر کو دی ہے رخصت ۔ دولت شبیر کھو رہے ہیں
بیڑا امت کا ہے تا بنی کو ۔ اپنی کشتی ڈبو رہے ہیں
رو لیتے ہیں جو بزم شہ میں مونس ۔ دفتر عصیاں کی دہو رہے ہیں

سلام مونس

شاہ کی غم مین جو ہین اشک بہانے والے
مجرئی ہین وہ فردوس مین جانے والے

کتنی ہموار و مصفا ہی وہ ملک عدم
کرکے بند آنکھین چلے جاتے ہین جانے والے

ق
کہا صغرا نے کہ بابا کو یہہ عرضی دینا
کربلا مین جو گذر ہو تیرا جانے والے

کہیو دن رات تڑپتی ہون اکیلی گھر مین
آپ کب تک ہین سفر سی نہ پھر آنے والے

کہتی تہی عون و محمد کہ ہین گو سن مین صغیر
پر لڑائی مین ہین ہم جان لڑانے والے

تیر عباس پہ چلتی تہی تو کہتی تہی بتول
مرحبا مشک سکینہ کے بچانے والے

ق
کہتی تہی اہل وطن کیون نہ یہہ بستی ہو اجاڑ
جا بسے دشت مین شہر کے بسانے والے

بانٹ کر عہدی یہہ عباس سے حضرت نے کہا
ورثہ شیر خدا ہو تمہین پانے والے

علی اکبر کو تو ہی منصب سالارئ فوج
علم لشکر دین تم ہو اٹھانے والے

ق
چشم سے گر کے یہہ کہتی ہین عزادار کے اشک
ہین ہمین آتش دوزخ کے بجھانے والے

کہتی تہی روکی سکینہ کہ بتا دو امان
گئی کسی مجھی چھاتی پہ سلانے والے

بانو کہتی تہی کہ میدان مین گئی لٹوا کر
مر گئی سب میرے ناز [illegible] اٹھانے والے

لاشۂ شہ سی صدا آتی تہی [illegible]
کب چھٹین گے میری تربت کے [illegible] والے

روکی فرماتی تہی شہ کس کو پکارین [illegible]
مر گئی سب ہمین تیغون سی بچانے والے

کہا زینب نے کہ کیون قید مین [illegible]
اٹھ گئی خلق سے پردی کی بٹھانے والے

حشر کے روز کا کچھہ خوف نکر یا مونس
پنجتن ہین تجھی دوزخ سی بچانے والے

سلام مونس

دہیان مجرائی غم شہ کا جو آیا دلمین ۔۔۔ مجرئی نور کی صورت ہوئی پیدا دلمین

مطلع

کیون نہ بزم غم سرور کی ہی جا دلمین ۔۔۔ درد یہہ وہ ہی کہ رکہتا ہی مسیحا دلمین

مطلع

صاف طینت ہی کدورت نہین لا دلمین ۔۔۔ صورت آئینہ دشمن کو بہی دین جا دلمین

نہین جاتی گل زہرا کی مصفا کی خلش ۔۔۔ اک مدت سی کہٹکتا ہی یہہ کانٹا دلمین

آبرو جسکو خدا دی وہ برا کہی غیر ۔۔۔ در غلطان کو جگہہ دیتا ہی دریا دلمین

دوست رکہہ آل محمدؐ کو کہ عقبی ہو بخیر ۔۔۔ آنی دیکہو نہ کبہی الفت دنیا دلمین

منصب حشمت و جاگیر زر و سیم و گہر ۔۔۔ خواہشین رکہتا ہی کیا خاک کا پتلا دلمین

رات دن سونہ سی لگتا ہون گہر ہای نظم ۔۔۔ موج زن تازہ مضامین کا ہی دریا دلمین

علم سبط شہ دین کا تصور ہی عجب ۔۔۔ دیکہو وسعت کہ اوترا آیا ہی دریا دلمین

چہٹ گیا صبح شب عقد و لہن سی دولہا ۔۔۔ حسرتین رہ گئین مرتی ہوئی کیا کیا دلمین

سرعت اسپ دنیکی مین کیا مدح کرون ۔۔۔ اوڑ گیا جم کی جو مضمون کوئی باندہا دلمین

آب شمشیر علمدار کا طوفان جو اوٹہا ۔۔۔ پانی پانی ہوا کٹ گیا دریا دلمین

رو کی شہ کہتی تہی کر رحم مصیبت پہ میری ۔۔۔ ای فلک اب کہین داغونکی نہین جا دلمین

باپ کو اکبر مجروح بولا تی کیونکر ۔۔۔ حلق پر ناوک بیداد تہا نیزہ دلمین

نزع کیوقت ستمگار جو چہاتی پہ چڑہا ۔۔۔ آہ مظلوم نبی کی درد یہہ اوٹہا دلمین

کس کا سینہ ہی یہہ زانو سے دباتا ہون جسے ۔۔۔ کچہہ نہ شمر ولد القحبہ یہہ سوچا دلمین

اٹھیں تابوت کی مرقد سی جب شہ مضطر سی | داغ زہرا کی جگر بند کا لیجا دیکھیں

سلام سوئم

الہی شب کی روز حساب ہم بھی ہیں | کہ خاک راہ ابوتراب ہم بھی ہیں

نصیب ہو جو در بوتراب کا سجدہ | جبین چمک کی کہیں آفتاب ہم بھی ہیں

یہ نشان خیبر کی گا تربت میں | غلام آپکی یا بوتراب ہم بھی ہیں

حساب پاک ہی گر ہو سنو نکار روز شمار | تو داغ نہیں کچھ بیحساب ہم بھی ہیں

علم جو غیر و نکو کرتی تھی شہ تو کہتی تھی | کہ سر پہ دہ مثال عقاب ہم بھی ہیں

یہ سہم کی چلاتی تھی ہر ایک کمان | کہیں امان نہیں تا خراب ہم بھی ہیں

اشارے کرتی تھی خورشید سی جبیں حسین | سپہر نور کی دو آفتاب ہم بھی ہیں

یہ زلف سی عرق روی شہ کا ٹپکتی تھی | جو تو ہی مشک تو خوشبو گلاب ہم بھی ہیں

یہ حر سی کہتی تھی شہ جتنا چاہو مالی لی | ق | کریم مثل رسالت مآب ہم بھی ہیں

علی کی طرح سدا اپنا فیض جاری ہے | جہاں میں رحمت حق کی سحاب ہم بھی ہیں

عدو کی گھوڑوں سی کہتا تھا ذوالجناح حسین | جو تم ہوا ہو تو صرصر شتاب ہم بھی ہیں

گل سکینہ کے سی کہتی ہیں اشک ماتم شاہ | بلور غنچہ کہ خوشبو گلاب ہم بھی ہیں

ملک یہ مجلس ماتم میں آکی کہتی ہیں | زہی شرف کہ شریک ثواب ہم بھی ہیں

حسین کہتی تھی اہل حرم کی شفق میں ہونگی سحر | بس اب زوال پہ ای آفتاب ہم بھی ہیں

جگر سی کہتا ہے دل تو ہی داغدار اگر | تو آتش غم شہ سی کباب ہم بھی ہیں

حرم یہ کہتی تھی کس طرح شہ کو دفن کریں | وہ بیکفن ہیں تو بیدان بی نقاب ہم بھی ہیں

سکینہ کہتی تھی تر ہونہ ای علی اصغر | جو تم ہو پیاسی تو محتاج آب ہم بھی ہیں

سلام

مضامین مدح کے یون طبع روشن سے نکلتے ہین | جواہر بے بہا جسطرح معدن سے نکلتے ہین
توکل کا بلا ہی خانہ مضبوط رہنے کو | فقیر اللہ کے کب ایسے مسکن سے نکلتے ہین
نکلتی ہی گل باغ غم سرور یون نکہت | کہ جیسے قافلے بو کے گلشن سے نکلتے ہین
عقاید جب غلام حیدر صفدر کے سنتے مین | خوشی ہو کر نکیرین اوسکے مدفن سے نکلتے ہین
نکلتے ہین طبیعت سے ہماری یون گل مضمون | کہ ایسے پھول کب گلچین کے دامن سے نکلتے ہین
اوڑا دیتے ہین اک ضرب مین سر اکر غازی | دغا کو پہلوان جب فوج دشمن سے نکلتے ہین
پکارینگے ملک محشر مین چلیے پیشوائی کو | غلام حیدر اپنے اپنے مسکن سے نکلتے ہین
کہے گی کربلا یہ روز محشر دیکھ ای جنت | گل داغ محمد میرے دامن سے نکلتے ہین
نکلتے ہین مکان سے مجلسے یون بعد مجلس کے | کہ جیسے بلبلون کے غول گلشن سے نکلتے ہین
نفیس اہل عزا مین کربلا جانے آمادہ | خدا چاہے تو ہم بھی اپنے مسکن سے نکلتے ہین

سلام

مجرئی ادب سے رضامند خدا کچھ بھی نہین | جسکے دلمین نہ مرزا کی ولا کچھ بھی نہین
مجرئی آئینہ میں صفا کچھ بھی نہین | سامنے روضے کے روشن دینکے ضیا کچھ بھی نہین
اے زہے اوج در روضہ سلطان نجف | شان شاہ ہو نکے جہان مثل گدا کچھ بھی نہین
اپنی زینت کسے دکھلاتی ہی تو اے دنیا | پھر ادھر منہ کہ ادھر حرص و ہوا کچھ بھی نہین
الفت آل نبی سے ہین سب اعمال قبول | ورنہ طاعت کوئی اور کوئی دعا کچھ بھی نہین
دن مین ہو باد تو لا نکہت بستان رسول | ورنہ سرعت تری ای باد صبا کچھ بھی نہین
دلپہ چھایا ہی وہ ابر غم فرزند نبی | سامنے جسکے سیہ مست گھٹا کچھ بھی نہین

سلام

نظم مین ہو تو گلو سوز ہو بس شہ بنی — گر نمک ہو نہ سخن مین تو مزا کچھ بھی نہین

شاہ کہتے تھے اگر تیری خوشی ہے یارب — یہہ مصیبت مرے آگے یہ بلا کچھ بھی نہین

ہین وہ مظلوم زمانے مین حسین ابن علی — واسطے جنکے یہہ فریاد و بکا کچھ بھی نہین

ناوک اندازون سے فرماتے تھے حضرت دم قتل — تیر اوسے مارتے ہو جسکی خطا کچھ بھی نہین

لوٹنے آئے جو اعدا تو کہا فضہ نے — کیا قیامت ہے ارے خوف خدا کچھ بھی نہین

گھر مین ناموس محمد کے در آئے ہیہات — تمکو محبوب الٰہی سے حیا کچھ بھی نہین

گھر کا گھر قتل ہوا آب و غذا سے چھوٹے — مگر امت کا لب شہ پہ گلا کچھ بھی نہین

شاہ کونین کو صغرا نے یہہ عرضی مین لکھا — گھر مین بابا الم و غم کے سوا کچھ بھی نہین

رنج و اندوہ سے اس طرح بھرا ہے دل زار — مجھکو رغبت طرف آب و غذا کچھ بھی نہین

درد سر ہوتا ہے کم اور نہ اوترتا ہے بخار — روز جیتے ہون یہہ تاثیر دوا کچھ بھی نہین

یاس بن آپ کے بیمار کو ہے جینے سے — یہہ مسیحا ہو تو امید شفا کچھ بھی نہین

کر سکے گا کوئی کیا وصف وصی احمد — اتنا کچھ کہہ گئے لیکن کہا کچھ بھی نہین

زال دنیا کے فریبون سے نہین کچھ آگاہ — اوسے بد عشق جسے شرم و حیا کچھ بھی نہین

عقل رکھتے ہو تو دنیا سے محبت نکرو — یہہ چمن وہ ہے جہان بوئے وفا کچھ بھی نہین

حب دنیا سے یہہ دل وہ ہے جو خالی ہے نفیس — یہان بجز دوستی آل عبا کچھ بھی نہین

سلام

کب ایسے باغ دو شت کی دامن مین پھول ہین — یہہ داغ ہین کہ سینہ دشمن مین پھول ہین

مہکے ہے بوئے مرد خاک شفائے پاک — گویا بہشت کے میرے مدفن مین پھول ہین

چنکر گئے مین جمع گل مدحت حسین — گلچین خجل ہے وہ میرے دامن مین پھول ہین

کہتی ہے کربلا کہ مین بہتر ہون خلد سے
باغ رسول کے میرے دامن مین پھول ہین

دیکھو بہار دیدۂ تر غم مین شاہ کے
آنکھین ہین آنسوون مین کہ دو غنچہ ہین پھول ہین

کہتی ہے دیکھ دیکھ کے لاشونکو فاطمہ
ہیہ ہین میرے ریاض کے اس بن پھول ہین

پڑتی ہی نظم مدح پہ رضوان کی اپنی نظر
وہ رنگ رنگ کے میرے دامن مین پھول ہین

گرمی مین تین دن سے جو پانی ملا نہین
پژمردہ سب حسین کے گلشن کے پھول ہین

شمشیر شاہ پر نہین جوہر کا یہہ چمن
پیدا نہال فتح کے اس مین پھول ہین

نخل گل حسین گا یہہ رنگ فیض سے
قطرے یہ اشک کے نہین کہ دامن مین پھول ہین

ہی رنج بھی شریک خوشی خلق مین نفیس
پہلو مین خار بھی ہین جو گلشن مین پھول ہین

سلام

سلامی آج ہو مجلس مین بحر غم کا جوش ایسا
کبھی دیکھا نہو دریا نے بھی جوش و خروش ایسا

مئے حب علی پیکر دو عالم کی خبر رکھے
کسی نے آجتک دیکھا کبھی نشہ مین ہوش ایسا

ہماری نظم مین گلہائے مضمون جمع ہین ایسے
سبد بھر کے انکا دکھلائے تو کوئی گل فروش ایسا

رہے وہ روشنی آنکھونمین وہ جسم تن تن
چراغ زندگانی ہو گیا آخر خموش ایسا

چڑھے شبیر جب کاندھے پہ نانا کی تو غل آیا
سوار اسطرح کا دیکھا نہین جب تو دوش ایسا

علی کا نام باقی ہو ہر لب پر دم آخر
الٰہی دیجیو تو مجھکو ہو مین ہوش ایسا

سخن کا قدرداں پایا نہ جب اپنی زمانے مین
زبان گویا ہے الکن ہو گئے ہم بھی خموش ایسا

نہ کیونکر اوج پھر اعلی ہو انکا عرش اعظم سے
خدا کے گھر مین جب پائے قدم حیدر کا دوش ایسا

نجف مین ساقی کوثر کا رعب و دبدبہ دیکھو
کہ بادہ سرکہ بن جائے اٹھے وحشت کا جوش ایسا

ادبلتی خون جو دیکھا سینہ اکبر سے مقتل مین
زمین پر گر پڑے حضرت ہوا رقت کا جوش ایسا

پکارے کھولکر آنکھیں مدد یہ بات کچھ کرلو	بہت کیا درد ہی چھاتی میں جو تم ہو جگر کو
گئے سب تُو ہا بیتے بیگانی نفیس لید رحمت سے	امرے سر پر عقار التذنوب پردہ پوش لیے

سلام

وہ بادشاہ نہیں اور وہ تخت و تاج نہیں
دماغ جنکے فلک پر تھے کل وہ آج نہیں

کہاں ہیں سلطنتیں اب ہیں آہ فاعتبروا
خزانے خالی ہیں پُر وہ زر خراج نہیں

اکڑ کے سر کو صورت فلک یہ کھینچ نہیں
وہ پھولتا نہیں جو منکسر مزاج نہیں

جو طبع رکھتے ہیں روشن وہ خود ہیں مثل قمر
نہال شمع کو پانی کی احتیاج نہیں

مدد وہی ہے ملک کی قبول کی شہ نے
کسی کی جنکو عزت کو احتیاج نہیں

طلب علی سے کیا جسنے ہو گیا وہ غنی
گدا اُکو انکے کسی در کی احتیاج نہیں

مریض عسرت اگر ہو تو سب سے کر پرہیز
کہ بہتر اس سے کوئی فقر کا علاج نہیں

یہہ انقلاب نیا ہو کہ دیکھتا ہوں جسے
وہ عادتیں نہیں وہ دل نہیں خراج نہیں

لکھا یہہ فاطمہ صغرا نے خط میں حضرت کو
مریض غم کو جو طاقت تھی کل وہ آج نہیں

حضور آئیں تو طاقت ابھی کنیز کو ہو
ہمارے درد کا اسکے سوا علاج نہیں

جہاں سے اوٹھ گئے وہ قدردان جو گاہک تھے
نفیس جنس سخن کا کبھی رواج نہیں

تمت کلام بفضل ملک العلام حصہ اول مجموعہ سلام
بتاریخ پانزدہم ماہ شعبان المعظم ۱۳۱۳ ہجری
بمقام لکھنؤ محلہ فراش خانہ وزیر گنج
بسعی اہتمام عابد علی رضوی
مطبوعہ مطبع اثنا عشری